اسلامی مسائل و فضائل کا خزانہ
جنتی زیور
تالیف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی
4921389-90-91
2201479 2314045-2203311

حمد

اے خداوند جہاں! اے خالق لیل و نہار
ہو نہیں سکتی تیری حمد و ثناء ہے بے شمار

تو دو عالم کا حقیقی مالک و مختار ہے
ذرے ذرے پر ترا چلتا ہے حکم و اقتدار

تو نے بخشی ہے فلک کے چاند تاروں کو چمک
تیری قدرت سے گل وغنچہ پہ آتا ہے نکھار

رحمت عالم کے دامان کرم کا واسطہ
بخش دے میرے گناہوں کو ہوں نادم، شرمسار

کھول دے میری دُعاؤں کے لئے باب قبول
عرض کرتا ہوں تیرے آگے بچشم اشکبار

نعت

روضۂ پُرنور پر ہم کو بلائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پھر وہاں سے عمر بھر واپس نہ آئیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

منظر طیبہ بنا دیتا ہے دل کو بے قرار
یاد آتی ہے مدینہ کی فضائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گلستانِ زندگی نذر خزاں ہونے لگا
بھیج دو باغِ مدینہ کی ہوائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گنبد خضراء کو دیکھیں دشت وصحرا میں پھریں
تیری آغوش کرم میں مسکرائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے دربارِ اقدس میں ہزاروں کی طرح
ہم بھی آ کر داستانِ غم سنائیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) معاملات

معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے تو جانور سے بھی بد تر ہے آدمی کی حیات۔

عورت کیا ہے؟

عورت : خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

عورت : دنیا کی آبادکاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔

عورت : مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔

عورت : دنیا کے خوبصورت چہرہ کی آنکھ ہے، اگر عورت نہ ہوتی تو دُنیا کی صورت کانی ہوتی۔

عورت : آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے سوا تمام انسانوں کی ''ماں'' ہے اس لئے وہ سب کے لئے قابل احترام ہے۔

عورت : کا وجود انسانی تمدن کے لئے بے حد ضروری ہے اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔

عورت : بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لئے عورت دُنیا میں پیار و محبت کا ایک ''تاج محل'' ہے۔

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دُنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و وقعت ہی نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک ''کھلونا'' تھیں۔ عورتیں دن رات مردوں کی قسم قسم کی خدمت کرتی تھیں اور طرح طرح کے کاموں سے یہاں تک کہ دوسروں کی محنت مزدوری کر کے جو کچھ کماتی تھیں وہ بھی مردوں کو دے دیا کرتی تھیں، مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے بلکہ جانوروں کی طرح انہیں مارتے پیٹتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے بھی مالک بن جایا کرتے تھے، اور ان عورتوں کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی، بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا۔ وہ جھونپڑے سے باہر نکل سکتی تھیں نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں۔ کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں

اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے آنچل میں اونٹ کی مینگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو رگڑیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور اِدھر اُدھر اونٹ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدت ختم ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی خراب اور تکلیف دہ رسمیں تھیں جو غریب عورتوں کے لئے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اور رو رو کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں اور ہندوستان میں تو بیوہ عورتوں کے ساتھ ایسے ایسے دردناک ظالمانہ سلوک کئے جاتے تھے جن کو سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ ہندو دھرم میں ہر عورت کے لئے فرض تھا کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کر کے ''پتی پوجا'' (شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی ''چِتا'' کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر ''ستی'' ہو جائے یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت بھی جل کر راکھ ہو جائے۔ غرض پوری دُنیا میں بے رحم اور ظالم مرد عورتوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے کہ ان ظلموں کی داستان سن کر ایک دردمند انسان کے سینے میں رنج و غم سے دِل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ان مظلوم اور بے کس عورتوں کی مجبوری اور لاچاری کا یہ عالم تھا کہ سماج میں نہ ان عورتوں کے کوئی حقوق تھے نہ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لئے کسی قانون کا سہارا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ ظلم و ستم کی ماری دکھیاری عورتیں اپنی اس بے کسی اور لاچاری پر روتی، بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں، مگر دُنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا اور ان کی مظلومیت کے آنسوؤں کو پونچھنے والا دُور دُور تک نظر نہیں آتا تھا، نہ دُنیا میں کوئی ان کے دُکھ دَرد کی فریاد کو سننے والا تھا۔ نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے بال برابر بھی رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔ مگر اُس کیلئے اِس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا کہ وہ رحمتِ خداوندی کا انتظار کرے کہ ارحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا فرما دے کہ اچانک ساری دُنیا میں ایک انوکھا انقلاب نمودار ہو جائے اور لاچار عورتوں کا سارا دُکھ درد دُور ہو کر ان کا بیڑا پار ہو جائے۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا آفتاب جب طلوع ہو گیا تو ساری دنیا نے اچانک یہ محسوس کیا کہ،

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

عورت اسلام کے بعد

جب ہمارے رسول رحمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے ''دین اسلام'' لے کر تشریف لائے تو دُنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارا چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہو گیا کہ عبادات اور معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر عورتیں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو گئیں اور مردوں کی برابری کے درجہ پر پہنچ گئیں۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے

قوانین خداوندی آسمان سے نازل ہو گئے اور ان کے حقوق دلانے کے لئے اسلامی قانون کی ماتحتی میں عدالتیں قائم ہو گئیں۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے، چنانچہ عورتیں اپنے مہر کی رقموں، اپنی تجارتوں، اپنی جائیدادوں کی مالکہ بنا دی گئیں اور اپنے ماں باپ، بھائی، بہن، اولاد اور شوہروں کی میراثوں کی وارث قرار دے دی گئیں۔ غرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل وخوار اور انتہائی مجبور ولاچار تھیں وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی مالکہ بن گئیں، چنانچہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا کہ:

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کردیں تا کہ تمہیں ان سے تسکین حاصل ہو اور اس نے تمہارے درمیان محبت وشفقت پیدا کردی۔

اب کوئی مرد بلاوجہ نہ عورتوں کو پیٹ سکتا ہے نہ ان کو گھروں سے نکال سکتا ہے، نہ کوئی ان کے مال واسباب یا جائیدادوں کو چھین سکتا ہے بلکہ ہر مرد مذہبی طور پر عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۸)

عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ۔

اور مردوں کے لئے یہ فرمان جاری فرمادیا کہ:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورئہ نساء رکوع ۳)

اور اچھے سلوک سے عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

تمام دُنیا دیکھ لے کہ دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنا دیا تا کہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت وصلاحیت سے اس مشکل کو حل کردے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کردیئے ہیں، وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں۔ اس لئے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تا کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کر کے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی ومسرت کی جنت بنادیں اور نفاق وشقاق اور لڑائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں۔ عورتوں کو درجات ومراتب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دیا۔ یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ احسان عظیم ہے کہ تمام دُنیا کی عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکریہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان احسان کی شکر گزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتیں۔ سبحان اللہ! تمام دُنیا کے محسن اعظم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا کیا کہنا؟

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ماویٰ ضعیفوں کا ملجیٰ　　یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

عورت کی زندگی کے چار ادوار

عورت کی زندگی کے راستہ میں یوں تو بہت سے موڑ آتے ہیں، مگر اس کی زندگی کے چار ادوار خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔عورت کا بچپن　　۲۔عورت بالغ ہونے کے بعد

۳۔عورت بیوی بن جانے کے بعد　　۴۔عورت ماں بن جانے کے بعد

اب ہم عورت کے ان چاروں زمانوں کا اور ان وقتوں میں عورت کے فرائض اور اس کے حقوق کا مختصر تذکرہ صاف صاف لفظوں میں تحریر کرتے ہیں تاکہ ہر عورت ان حقوق و فرائض کو ادا کرکے اپنی زندگی کو دنیا میں بھی خوشحال بنائے اور آخرت میں بھی جنت کی لازوال نعمتوں اور دولتوں سے سرفراز اور مالا مال ہو جائے۔

۱ عورت کا بچپن

عورت بچپن میں اپنے ماں باپ کی پیاری بیٹی کہلاتی ہے۔اس زمانے میں جب تک وہ نابالغ بچی رہتی ہے۔شریعت کی طرف سے نہ اس پر کوئی چیز فرض ہوتی ہے نہ اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ہوتا ہے۔وہ شریعت کی پابندیوں سے بالکل آزاد رہتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کی پیاری اور لاڈلی بیٹی بنی ہوئی کھاتی پیتی، پہنتی اوڑھتی اور ہنستی کھیلتی رہتی ہے اور وہ اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن اور سب رشتہ ناطہ والے اس سے پیار و محبت کرتے رہیں اور اس کی عافیت اور بھلائی میں ہر قسم کی انتہائی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ ہر قسم کی فکروں اور رنجوں سے فارغ البال اور ہر وقت خوش و خرم اور خوشحال رہے۔جب وہ بولنے لگے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنائیں پھر اس کو کلمہ وغیرہ پڑھائیں.......... جب وہ کچھ اور زیادہ سمجھدار ہو جائے تو اس کو صفائی ستھرائی کے ڈھنگ اور سلیقے سکھائیں۔اس کو نہایت پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ انسانی شرافتوں کی باتیں بتائیں اور اچھی اچھی باتوں کا شوق اور بُری باتوں سے نفرت دلائیں۔جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے قرآن شریف پڑھائیں۔جب کچھ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے تو اسے پاکی وناپاکی، وضو وغسل وغیرہ کا اسلامی طریقہ بتائیں اور ہر بات اور ہر کام میں اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرتے رہیں۔جب وہ سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریات دین کی باتیں تعلیم کریں اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں اور برتن وغیرہ دھونے، کھانے پینے، سینے پرونے اور چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کا ہنر بتائیں اور عملی طور پر اس سے یہ سب کام لیتے رہیں اور اس کی کاہلی اور بے پرواہی اور شرارتوں

پر روک ٹوک کرتے رہیں اور خراب عورتوں اور بدچلن گھرانوں کے لوگوں سے میل جول پر پابندی لگادیں اوران لوگوں کی صحبت سے بچاتے رہیں۔ عاشقانہ اشعار اور گیتوں اور عاشقی اور معشوقی کے مضامین کی کتابوں سے گانے بجانے اور کھیل تماشوں سے دُور رکھیں تاکہ بچیوں کے اخلاق وعادات اور چال چلن خراب نہ ہوجائیں۔ جب تک بچی بالغ نہ ہوجائے ان باتوں کا دھیان رکھنا ہر ماں باپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر ماں باپ اپنے ان فرائض کو پورا نہ کریں گے تو وہ سخت گناہگار ہوں گے۔

۲ عورت جب بالغ ہو جائے

جب عورت بالغ ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہوگی۔ اب اِس پر نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہوگئی اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے اور یہ بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم وخدمت بجالائے اور اپنے چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب سے پیار و محبت کرے، پڑوسیوں اور رشتے ناطے کے تمام چھوٹے بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے، اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر سچی پکی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے۔ مختصر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے کہ شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور اپنا گھر سنبھالنا چاہئے، وہ اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنوارے کہ نہ شریعت میں گنہگار ٹھہرے نہ برادری وسماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، جاگنے بات چیت غرض ہر کام، ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اُٹھائے مگر گھر والوں کو آرام و راحت پہنچائے، بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے، نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے، نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا اِدھر اُدھر جائے، غرض ہر کام، ہر بات میں ماں باپ کی اجازت اور رضامندی کو اپنے لئے ضروری سمجھے، کھانے پینے، سینے پرونے، اپنے بدن کپڑے اور اپنے مکان وسامان کی صفائی۔ غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھ لے اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنے سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور میکے والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھروں کی چہیتی اور پیاری بنی رہے۔ پردہ کا خاص طور پر خیال رکھے اور دھیان رکھے۔ غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے، تانک جھانک اور ہنسی مذاق سے انتہائی پرہیز رکھے۔ عاشقانہ اشعار اخلاق کو خراب کرنے والی کتابوں اور رسائل واخبارات کو ہرگز نہ دیکھے۔ بدکردار اور

بے حیا عورتوں سے بھی پردہ کرے اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے، کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتابیں خصوصاً ''سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم'' تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتابیں مثلاً ''زینت المیلاد'' وغیرہ علمائے اہل سنت کی تصنیفات پڑھتی رہے۔

فرض عباد توں کے ساتھ نفلی عبادت بھی کرتی رہے۔ مثلاً تلاوتِ قرآن و تسبیحِ فاطمہ و میلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارہویں شریف اور بارہویں شریف و محرم شریف وغیرہ کی نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا و آخرت کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہرگز ہرگز بدعقیدہ لوگوں کی بات نہ سنے اور اہلِ سنت والجماعت کے عقائد و اعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

۱ عورت شادی کے بعد

نکاح: جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ کو لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔ رشتہ کی تلاش میں خاص طور سے اس بات کا دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہرگز کسی بدمذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہلِ سنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لئے منتخب کریں۔ بخاری شریف و مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے شادی میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہے۔

۱۔ دولتمندی ۲۔ خاندانی شرافت ۳۔ خوبصورتی ۴۔ دینداری۔

لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ مجتبائی)

اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری کی نیت سے بچانے کے لئے نکاح کرنا سنت اور بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ،

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ (پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ:

'جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا''۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ مجتبائی)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔

۱۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لئے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔

۲۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۳۔ وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۷ مجتبائی)

جب تک عورت کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے، مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے۔ اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جن کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دُنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی اور اس کی قبر میں سانپ بچھو اس کو ڈستے رہیں گے اور وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر شوہر کی فرماں برادری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ، ''اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کیلئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔''

(مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ مجتبائی)

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

''جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ عورت جنت میں جائے گی۔''

اور یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لیے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولہے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اُٹھ کر شوہر کے پاس چلی جائے۔''

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا کہ:

''اگر شوہر اپنی بیوی کو یہ حکم دے کہ پیلے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنا دے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنا دے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجا لانا چاہئے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ مجتبائی)

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دُشوار سے دُشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو تب بھی عورت کو نافرمانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کیلئے اپنی طاقت بھر کمر بستہ رہنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ، ''جب شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو جائے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبائی)

پیاری بہنو! ان احادیث پاک سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا لازم ہے۔ شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے نیچے لکھے ہوئے یہ چند حقوق بہت زیادہ قابلِ لحاظ ہیں۔

۱۔ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

۲۔ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی مکان میں نہ آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

۳۔ شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

۴۔ عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

۵۔ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش بالخصوص شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لئے بہت بڑا فریضہ ہے۔

۶۔ عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تا کہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''بہترین عورت وہ ہے جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دِل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اِس کی قسم کو پورا کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے''۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ مجتبائی)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

یادرکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ گئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دُعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن وسکون اور آرام وراحت کی جنت بن جائے گا۔

۱۔ ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے، اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی رہو مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دُنیا وآخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اُٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

۲۔ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اُٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، پہننے، اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ شوہر کی مرضی کے لئے عورت وہی کام کرے جو شوہر کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

۳۔ عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصے سے چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے، نہ کبھی اس کو طعنہ مارے، نہ کوسنے دے، نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے، نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر بُرا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دُکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی

سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا، یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکے میں بیٹھے رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکہ اور سسرال دونوں خاندانوں میں بھی اس طرح اختلاف کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ عورت کو چاہئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر وشکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے، اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر بھی کبھی ہرگز شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پُھلائے، نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے، کیونکہ بار بار فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود ہی پوچھے کہ تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب شوہر کوئی چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی ومسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

۵۔ عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت وسیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سُکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آ کر میں نے کیا دیکھا۔ میرے باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا۔ مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑا اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ الو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی۔ جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا او محبت کی جگہ نفرت وعداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی۔ جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی رہتی ہیں اور اپنی دُنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی

ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا ہے۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بری خصلتوں کی وجہ سے۔ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں۔دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں، چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۹)

۶۔ بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔شوہر جب کبھی بھی باہر سے گھر آئے تو عورت کو چاہئے کہ سب کام چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے۔اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے اور اس کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

۷۔ اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصے میں بُرا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر، پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منا لے۔اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہئے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہئے، کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

۸۔ عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہر کے خرچ پر عورت کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب کرتی ہے۔اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔اسی طرح عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

۹۔ جب تک ساس اور سُسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے۔ اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر چانپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں، بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان سب کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سُسرال میں ساس اور سُسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے کیونکہ ساس اور سُسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس اُمید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دُلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دُلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دُلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی اس طرح گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ وفساد شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور سُسر کی زندگی میں ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہئے ہاں اگر ساس اور سُسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی اُلفت ومحبت اور میل جول رکھنا اِنتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

۱۰۔ عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکے میں جا کر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنی، یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے۔ سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

۱۱۔ عورت کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بنی رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگار بھی کرتی رہے۔ کم از کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سرمے کاجل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

۱۲۔ عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور سُسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے آخر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

۱۳۔ عورت کو چاہئے کہ سُسرال میں جا کر اپنے میکہ والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سُسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے۔ اس طرح سُسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگیں گے۔

۱۴۔ گھر کے اندر ساس، نندیں یا جٹھانی دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلا وجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرلے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دِل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

۱۵۔ عورت کو یہ بھی چاہئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دِل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس، سُسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہیے کہ ایسی باتوں سے ساس، سسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار اور خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۱۶۔ عورت کے فرائض یہ بھی ہیں کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی پلایا کرتی تھیں۔ خود ہی چکی پیس لیتی تھیں۔ اسی وجہ سے اِن کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی یہ روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑی کی مالش بھی کرتی تھیں۔

۱۷۔ ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے لئے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور اس طرح گھر کا خرچ چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بے جا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے، اس لئے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھا لیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا اَدا کرنا دُشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی دونوں کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔ اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

۱۸۔ عورت کو لازم ہے کہ سُسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر اُلٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کے ناز اُٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سُسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کا ناز اٹھانے کو تیار ہو گا۔ اس لئے سُسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑ چڑاپن عورت کیلئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سُسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

۱۹۔ عموماً سُسرال کا ماحول میکے کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے سچ پوچھو تو سُسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت وسکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کوسنوں کی کڑوی باتیں بھی سُننی پڑیں گی۔ ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہئے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان طعنوں کوسنوں، پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے۔ ایسا کرتے رہنے سے ان شاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہوکر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گی۔

۲۰۔ عورت کو سُسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہئے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے کہ جو سُسرال اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت وخوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور وگھمنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کو بولے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تاکہ عورت سُسرال والوں اور رشتہ ناطہ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظر میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کی پہچان

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ،

بہترین بیوی وہ ہے !

۱۔ جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے!

۲۔ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

۳۔ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اسکے عیب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

۴۔ جو خود تکلیف اُٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

۵۔ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

۶۔ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

۷۔ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت وناموس کی حفاظت کرے۔

۸۔ جو شوہر کے مال ومکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت ونگہبانی کرتی رہے۔

۹۔ جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی ومالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

۱۰۔ جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

۱۱۔ جو میکہ اور سُسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔

۱۲۔ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاق اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں۔

۱۳۔ جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

۱۴۔ جو سُسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

۱۵۔ جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پئے۔

ساس بہو کا جھگڑا

ہمارے ہندوستانی سماج کا یہ ایک بہت قابل افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دُنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیاں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر ساس بہو کی جنگ عظیم ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی شادی کا رشتہ تلاش کرتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی مگر جب غریب دُلہن اپنا میکہ چھوڑ کر اپنے ماں باپ اور بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جدا ہو کر اپنی سُسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس اپنی بہو کی حریف بن کر اپنی بہو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کے لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا کلیجہ کھولنے لگتا اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ و پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ''عورت کا مرید، زن پرست، بیوی کا غلام'' کہلانے لگتا ہے اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات سینکڑوں مرتبہ اماں اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سوپ بھر کو ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں اور میرا بیٹا میرا فرمانبردار ہے لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رُخ کر لیتی ہے اور بیٹا کچھ نہ کچھ بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا میں نے اِس کو پال پوس کر بڑا کیا، اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا، اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبہ حسد میں اپنی حریف اور مدمقابل بنا کر اس سے لڑائی کرنے لگتی ہے اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ جو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے۔ کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے زیادہ حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی قے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی بہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور دونوں خاندان میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریقوں ساس، بہو اور بیٹا تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں تو ان شاء اللہ تعالٰی ہمیشہ کے لئے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ انکو بغور پڑھو!

ساس کے فرائض

ہر ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے، اگر بہو سے اس کی کم سنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کمسن اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے اس کے لئے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دِل دکھایا تو اس کو تسلی

دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنا چاہئے۔ بہو مجھے خواہ مخواہ کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض

ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سن لے اور ہر گز ہر گز، خبردار خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر اُلٹا سیدھا جواب نہیں دینا چاہئے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے سُسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی خواہش ظاہر نہ کرے اور اپنی دیورانیوں اور جٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ کرے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض

ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دُلہن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دُلہن سے خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب واحترام اور ان کی خدمت واطاعت میں ہر گز ہر گز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے، اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ساتھ کرتا رہے اور اپنی دُلہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر ماں اور میرے باپ کی رائے لئے ہر گز ہر گز کوئی کام نہ کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لئے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے اس طرز عمل سے ساس کے دِل کو سکون واطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرمانبردار ہیں۔ پھر ہر گز ہر گز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑکے کی شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دلہن کو گھر کی مالکہ بنا لیا کرتے ہیں عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال ولحاظ رکھیں۔ خداوند کریم سب کو توفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کو امن وسکون کی بہشت بنادے۔ (آمین)

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں'' (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبائی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

''تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ میری وصیت قبول کرو'' (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

''کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و حسد اور نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی''۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں گی بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہئے کہ عورت کی صرف خراب خراب عادتوں کو ہی نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھیر کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں، لہٰذا مردوں پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری سماج کی نظروں میں ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا۔

ا۔ ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے اور رہنے اور دوسری ضرورت زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دُکھ سُکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے۔ اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو کہ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور اخراجات زندگی نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و

عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

۲۔ عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہئے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ اِدھر اُدھر تا نک جھانک نہ کرے جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق ادا نہیں کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بڑے گنہگار ہیں اگر خدا نہ کرے کہ شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو ادا نہ کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے حق کو معاف کرالے۔ بیوی کے اِس حق کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بارے میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المؤمنین رات کو رعایا کی خبر گیری کے لیے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے۔ اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے دَردناک لہجے میں پڑھ رہی تھی کہ:

فَوَ اللّٰهِ لَوْ لاَ اللّٰهُ تُخْشٰی عَوَاقِبُهٗ   لَزُ حْزِ حَ مِنْ هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهٗ

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔

امیر المؤمنین نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلے میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المؤمنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)

۳۔ عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے۔ پھر دوسرے وقت اِس سے صحبت بھی کرے۔ (مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ مجتبائی)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو یہ بدلہ لینے یا دُکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے۔ مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔ (قرآن مجید)

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں

۱۔ شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگھار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچیلی بنی رہے۔

۲۔ شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا عذر شرعی منع کرے۔

۳۔ عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

۴۔ بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہئے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے مگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کیساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے اور ایسی سخت نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

۴۔ میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا لحاظ رکھیں، ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبال جان ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذاب جان بن جاتی ہے۔

۵۔ مرد کو چاہئے کہ خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن وجمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر اور قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کی کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی تباہ وبرباد کر دے گا۔

۶۔ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگر جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر

اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ مرد کو چاہئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے۔کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے، جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔اس لئے شوہروں کو چاہئے کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر عمل کریں کہ،

درشتی و نرمی بہم در بہ است ‫ ‫ چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقع پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے والا زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ شوہر کو چاہئے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا بلکہ سختی اور نرمی موقعہ موقعہ سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

۸۔ شوہر کو یہ بھی چاہئے کہ سفر میں جاتے وقت بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے، کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے کہے کہ یہ خاص تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ اسی قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

۹۔ عورت اگر میکہ سے کوئی چیز لا کر خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہئے کہ اگر چہ وہ چیز بالکل گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کر لے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے

بلکہ اپنی دلداری اور دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھادے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑادے گی۔

۱۱۔ شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کردے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو جانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا۔ بیوی پر اعتماد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون واطمینان نصیب ہوگا۔

۱۲۔ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کو عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے ہی دل میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہ میں رُسوا کرے۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۴۶۴)

۱۳۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس وبستر کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہی چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے، لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال اُلجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہئے۔

۱۴۔ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہوتا ہے کہ شوہر کو نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابون، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

۱۵۔ شوہر کو چاہئے کہ معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بناء پر بیوی کے اوپر الزام لگانا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اُس نے کہا کہ سُرخ رنگ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسلوں میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہوگئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رَگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سُرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہوگیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے کہ تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہوگیا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۹۹)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بناء پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۶۔ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرلے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نظر آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ کراھیتہ الطلاق مجتبائی)

اگر خدانخواستہ ایسی ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں کبھی کہتے ہیں غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا۔ کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی، کبھی کہتے ہیں میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق نہیں لی حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان سب صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہتی بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت بن جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ خداوند کریم اِن لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

۱۷۔ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور

برتاؤ کرے۔ کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے، اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے۔ یادرکھو! اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ''جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو قیامت کے دِن میدان حشر میں اس حالت میں اُٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

۱۸۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بدخوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیئے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی ٹوٹ جائے گی۔ مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہوسکے گی، ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا یہ ٹوٹ جائے گی یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی، لہٰذا اگر عورت سے فائدہ اُٹھانا ہے تو اس ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اُٹھالو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہوسکتی''۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۹)

۱۹۔ شوہر کو چاہیئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے اپنی بیوی کو گھر کی چاردیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اسکی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی قسم کا فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو، اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن ہوجانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگادینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

مسلمان عورتوں کا پردہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لئے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی (پارہ ۲۲ رکوع ۱)

تم اپنے اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دورِ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی اور بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر ہی رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔ حدیث شریف میں ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے۔ جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک جھانک کر دیکھتا ہے۔''

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

''بناؤ سنگھار کر کے اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو''۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بدچلن ہے''۔ (سنن نسائی شریف)

پیاری بہنو! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان احادیث شریف کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گناہگار ہیں؟'' اے اللہ کی بندیو! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے، تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت و عظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے۔

یادرکھو! ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے۔قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو۔حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُمت کی ماؤں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیاوآخرت کوسنوارو اور خدا کے لئے یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پردہ عزت ہے بے عزتی نہیں

آج کل بعض ملحد قسم کے دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہلایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لئے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہئے مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندا اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوجھا ہوگا۔

اے اللہ کی بندیو! تم ہی انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور وہ بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآنِ مجید پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا ہے بتاؤ کیا قرآنِ مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن شریف کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اسی طرح دنیا کی مسجدیں بے پردہ رکھی گئی ہیں مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے، بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی! تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآنِ مجید اور خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت وعظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل واعلیٰ کتاب قرآنِ مجید ہے اور تمام مسجدوں میں افضل واعلیٰ کعبہ معظّمہ ہے۔اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوامِ عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

پیاری بہنو ! اب تم ہی کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے؟

کن لوگوں سے پردہ فرض ہے

ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہوسکتا۔مثلاً باپ، دادا، چچا، ماموں، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ، خسر ان لوگوں سے پردہ ضروری نہیں ہے۔غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہوسکتا ہے۔جیسے چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ہندوستان میں یہ بہت ہی غلط اور خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل پردہ نہیں کرتیں بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق اور ان کے ساتھ ہاتھا پائی تک کرنے کو برا نہیں سمجھتیں حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔اسلئے دوسرے

تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ کی تاکید ہے کہ ﴿اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ﴾ یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ موت، اور عورت کو دیور سے اسی طرح دُور بھاگنا چاہئے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

بہرحال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ بھی غیر محرم ہی ہیں۔ اس لئے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کفار و مشرکین کی عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے اور ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہئے۔

مسئلہ

عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اور پیر کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار لیتی تھی تو آپ اس سے فرما دیتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم! کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ (بخاری شریف جلد ۳ صفحہ ۷۲۶)

بہترین شوہر کی شان

شوہروں کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین شوہر کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے۔

بہترین شوہر وہ ہے !

۱۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔

۲۔ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے۔

۳۔ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

۴۔ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

۵۔ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

۶۔ جو اپنی بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

۷۔ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

۸۔ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج وغم میں دلجوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

۹۔ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔

۱۰۔ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

۱۱۔ جو اپنی بیوی اور اہل وعیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

۱۲۔ جو اپنی بیوی کے میکہ والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

۱۳۔ جو اپنی بیوی کو ذلت ورُسوائی سے بچائے رکھے۔

۱۴۔ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

۱۵۔ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

۴۔عورت ماں بن جانے کے بعد عورت جب صاحبِ اولاد اور بچوں کی ماں بن جائے تو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے کیونکہ شوہر اور والدین وغیرہ کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی عورت کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر ماں کا فرض منصبی ہے۔ جو ماں اپنے بچوں کا حق نہ ادا کرے گی یقیناً وہ شریعت کے نزدیک بہت بڑی گنہگار اور سماج کی نظروں میں ذلیل وخوار ٹھہرے گی۔

بچوں کے حقوق

۱۔ ہر ماں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار و محبت کرے اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے، اور ان کی دلجوئی و دل بستگی میں لگی رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری پوری کوشش کرے۔

۲۔ اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

۳۔ بچوں کی صفائی ستھرائی اور ان کی تندرستی و سلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔

۴۔ بچوں کو ہر قسم کے رنج و غم اور تکلیف سے بچاتی رہے۔

۵۔ بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے۔ اس لئے ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات کو پورا کرتی رہے۔

۶۔ بعض مائیں چلاّ کر یا بلی کی بولی بول کر یا سپاہی کا نام لے کر یا کوئی دھماکہ کر کے چھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں۔ یہ بہت بری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑا ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جایا کرتے ہیں۔

۷۔ بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہئے کہ انہیں بار بار اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنائے، ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے، یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

۸۔ جب بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآنِ مجید کی اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔

۹۔ بچوں کو اسلامی آداب و اخلاق اور دین و مذہب کی باتیں سکھائیں۔

۱۰۔ اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔

۱۱۔ تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں کیونکہ بچے سادہ ورق کی مانند ہوتے ہیں اور بچوں بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ اس لئے ماں کی تعلیم و تربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے، لہٰذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب و تمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین تربیت کرے، اگر ماں اپنے اس حق کو ادا نہ کرے تو گنہگار ہوگی۔

۱۲۔ جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو اِن کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی و ناپاکی اور حلال و حرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل ان کو بتائیں۔

۱۳۔ خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے ناچ گانے، سینما تھیٹر وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

۱۴۔ ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ہر برے کام سے بچائیں اور ان کو اچھے کاموں کی رغبت دلائیں تاکہ بچے اور

بچیاں اسلامی آداب واخلاق کے پابند اور ایمانداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

۱۵۔ یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور بچے کا کوئی اچھا سا نام رکھیں۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز بچوں کا کوئی برا نام نہ رکھیں۔

۱۶۔ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوہارے وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اُس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شیریں زبان بااخلاق ہو۔

۱۷۔ نیا میوہ، نیا پھل، پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

۱۸۔ چند بچے بچیاں ہوں تو جو چیزیں دیں سب کو یکساں اور برابر دیں۔ ہرگز کمی بیشی نہ کریں، ورنہ بچوں کی حق تلفی ہو گی۔ بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں بلکہ بچیوں کی دلجوئی اور دلداری کا خاص طور پر خیال رکھیں کیونکہ بچیوں کا دل بڑا نازک ہوتا ہے۔

۱۹۔ لڑکیوں کو لباس اور زیور سے آراستہ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رکھیں تاکہ لوگ رغبت کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں۔ ہاں! اس کا خیال رکھیں کہ وہ زیورات پہن کر باہر نہ نکلیں کہ چوروں، ڈاکوؤں سے جان کا خطرہ ہے۔ بچیوں کو بالاخانوں پر نہ رہنے دیں کہ اس میں بے حیائی کا خطرہ ہے۔

۲۰۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بچوں کی شادی کر دیں، مگر خبردار ہرگز ہرگز کسی بددین یا بدمذہب مثلاً رافضی، خارجی، وہابی، غیر مقلد وغیرہ کے یہاں لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی نہ کریں، ورنہ اولاد کی بہت بڑی حق تلفی ہوگی اور ماں باپ کے سروں پر بہت بڑے گناہ کا بوجھ ہوگا اور وہ عذاب جہنم کے حقدار ہوں گے۔ اسی طرح فاسقوں، فاجروں، شرابیوں، بدکاروں، حرام کی کمائی کھانے والوں سود خوروں اور ناجائز کام دھندا کرنے والوں کے یہاں بھی لڑکوں یا لڑکیوں کی شادیاں نہ کریں اور رشتہ تلاش کرنے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مذہب اہلسنّت اور دیندار ہونے کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

ہر ماں باپ کو یہ جان لینا چاہئے کہ بچپن میں جو اچھی عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹتی ہیں ۔اس لئے ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بچپن میں ہی اچھی عادتیں سکھائیں اور بری عادتوں سے بچائیں ۔بعض لوگ یہ کہہ کر کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہو گا۔ بچوں کو شرارتوں اور غلط عادتوں سے نہیں روکتے ۔ وہ لوگ درحقیقت بچوں کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے برے اخلاق و گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں ۔اس لئے نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچوں کی کوئی شرارت یا بری عادت دیکھیں تو اس پر روک ٹوک کرتے رہیں بلکہ سختی کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ پھٹکارتے رہیں اور طرح طرح سے بری عادتوں کی برائیوں کو بچوں کے سامنے ظاہر کر کے بچوں کو ان کی خراب عادتوں سے نفرت دلاتے رہیں اور بچوں کی خوبیوں اور اچھی اچھی عادتوں پر خوب خوب شاباش کہہ کر ان کا من بڑھائیں بلکہ کچھ انعام دے کر ان کا حوصلہ بلند کریں ۔اس سے قبل بچوں کے حقوق کے بیان میں بچوں کے لئے بہت سی مفید باتیں ہم لکھ چکے ہیں ۔اب اس سے کچھ زائد باتیں بھی ہم لکھتے ہیں ۔ ماں باپ پر لازم ہے کہ ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں تا کہ بچوں اور بچیوں کا مستقبل روشن اور شاندار بن جائے ۔

۱۔ بچوں کو دودھ پلانے اور کھانا کھلانے کیلئے وقت مقرر کر لو۔ جو عورتیں ہر وقت بچوں کو دودھ پلاتی یا جلدی جلدی بچوں کو دن رات میں بار بار کھانا کھلاتی رہتی ہیں، انکا ہاضمہ خراب اور معدہ کمزور ہو جایا کرتا ہے اور بچے قے دست کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو صاف ستھرا رکھو مگر بہت زیادہ بناؤ سنگار مت کرو کہ اس سے اکثر نظر لگ جایا کرتی ہے۔

۳۔ بچوں کو ہر دم گود میں نہ لئے رہو بلکہ جب تک وہ بیٹھنے کے قابل نہ ہو پالنے میں زیادہ تر سلائے رکھو اور جب وہ بیٹھنے کے قابل ہوں تو ان کو رفتہ رفتہ مندوں اور تکیوں کا سہارا دے کر بٹھانے کی کوشش کرو، ہر دم گود میں لئے رہنے سے بچے کمزور ہو جایا کرتے ہیں اور وہ گود میں رہنے کی عادت پڑ جانے سے بہت دیر میں بیٹھتے اور چلتے ہیں۔

۴۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو مٹھائی کثرت سے کھلایا کرتی ہیں ۔ یہ سخت مضر ہے مٹھائی کھانے سے دانت خراب اور معدہ کمزور اور بکثرت صفراوی بیماریاں اور پھوڑے پھنسی کا روگ بچوں کو لگ جاتا ہے۔ مٹھائیوں کی جگہ گلوکوز کے بسکٹ بچوں کے لئے اچھی غذا ہے۔

۵۔ بچوں کے سامنے زیادہ کھانے کی برائی بیان کرتے رہو اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنے سے بھی بچوں کو نفرت دلاتے رہو۔ مثلاً یوں کہا کرو کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ جنگلی اور بدو ہوتا ہے اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یہ بندروں کی عادت ہے۔

۶۔ بچوں کی ہر ضد پوری مت کرو کہ اس سے بچوں کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ ضدی ہو جاتے ہیں اور یہ عادت عمر بھر نہیں چھوٹتی۔

۷۔ بچوں کے ہاتھ سے فقیروں کو کھانا اور پیسہ دلایا کرو۔ اسی طرح کھانے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ اس کے بھائی بہنوں کو یا دوسرے بچوں کو دلایا کرو تا کہ سخاوت کی عادت ہو جائے اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ کنجوس نہ ہو جائے۔

۸۔ چلا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکو، خاص کر بچیوں کو تو خوب خوب ڈانٹا پھٹکارا کرو، ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل وخوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔

۹۔ غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا بہت برا ہے اور بہت زور سے ہنسنا خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کھانا گالی نکالنا ان حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کرو۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لئے رسوائی کا سامان ہے۔

۱۰۔ اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھالائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو، اس پر سب گھر والے خفا ہو جائیں اور سب گھر والے بچے کو چور چور کہہ کر شرم دلائیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کروائیں تا کہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ پرائی چیز لینا چوری ہے اور چوری بہت ہی برا کام ہے۔

۱۱۔ بچے غصہ میں اگر کوئی چیز توڑ دیں یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زیادہ ڈانٹو بلکہ مناسب سزا دو، تا کہ بچے پھر کبھی ایسا نہ کریں۔ اس موقع پر لاڈ پیار نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو، مگر خبردار خبردار عاشق معشوق کی کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں نہ ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دو جن سے اخلاق خراب ہوں۔

۱۳۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور ایسا ہنر سکھا دو جس سے ضرورت کے وقت کچھ کما کر بسر اوقات کر سکیں۔ مثلاً سلائی کا طریقہ یا موزہ بنیان، سویٹر بننا یا رسی بٹنا چرخہ کاتنا، خبردار خبردار ان ہنر کی باتوں کو سکھانے میں شرم و عار محسوس نہ کرو۔

۱۴۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں وہ اپنا بچھونا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں اور صبح کو خود اپنے ہاتھ سے اپنا بستر لپیٹ کر اُس کی جگہ پر رکھیں۔ کپڑوں اور زیوروں کو خود سنبھال کر رکھیں۔

۱۵۔ لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پینے، گھر اور سامان کی صفائی ستھرائی اور سجاوٹ، کپڑے دھونے، کپڑے رنگنے سینے پرونے کے سب کام ماں کو لازم ہے کہ بچپن ہی سے سکھانا شروع کر دے تا کہ لڑکیوں کو محنت و مشقت اٹھانے کی عادت پڑ جائے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۶۔ ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تا کہ بچوں کے دلوں میں باپ کا رُعب رہے۔

۱۷۔ بچے اور بچیاں کوئی کام چھپ چھپا کر کریں تو انکی روک ٹوک کرو کہ یہ اچھی عادت نہیں۔

۱۸۔ بچوں سے کوئی محنت کا کام لیا کرو مثلاً لڑکوں کے لئے لازم کر دو کہ وہ کچھ دور دوڑ لیا کریں اور لڑکیاں چرخہ چلائیں یا چکی پیسیں تا کہ ان کی صحت ٹھیک رہے۔

۱۹۔ بچوں اور بچیوں کو کھانے، پہننے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لئے ضروری ہے۔

۲۰۔ چلنے میں تاکید کرو کہ بچے جلدی جلدی اور دوڑتے ہوئے نہ چلیں اور نظر اوپر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں اور نہ بیچ سڑک پر چلیں بلکہ ہمیشہ سڑک کے کنارے کنارے چلیں۔

ماں باپ کے حقوق

ہر مرد اور عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے، خاص کر نیچے لکھے ہوئے حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ ہرگز ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔

۲۔ اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔

۳۔ ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔

۴۔ اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

۵۔ اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان سے کوئی چیز لے لیں تو خبردار خبردار ہرگز ہرگز برا نہ مانیں نہ اظہار ناراضگی کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے یہ فرمایا کہ:

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ "یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔"

۶۔ ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دُعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں، کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

۷۔ ماں باپ کے دوستوں اوران کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہیں۔

۸۔ ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

۹۔ جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ ان سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

۱۰۔ کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لئے بھی جایا کریں۔ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں، سلام کریں اوران کے لئے دعاءِ مغفرت کریں۔اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کران کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دعائیں دیں گے۔

دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ،

وَحَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ

یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۱ مجتبائی)

اس زمانے میں لڑکے اورلڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل ہیں۔ان کی تعظیم وتکریم اورفرماں برداری وخدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔بلکہ کچھ تو اتنے بڑے بدبخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول وفعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں اوراسی طرح گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہرِ قہار وغضبِ جبار میں گرفتار، اور عذابِ جہنم کے حق دار بن رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو! کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو سلوک بھی کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو ہرگز ہرگز کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔اس بات پر ایمان رکھو کہ

ہزار فلسفیوں کی چنیں چناں بدلی　　　نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بدلنی نہ تھی نہیں بدلی

رشتہ داروں کے حقوق

اللہ تعالٰی نے قرآن شریف میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں کے حقوق کو بھی ادا کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم اور ضروری ہے۔ خاص طور پر ان باتوں پر عمل کرنا تو لازمی ہے۔

۱۔ اگر اپنے عزیز واقربا مفلس ومحتاج ہوں اور کھانے کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت بھر اور اپنی گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

۲۔ کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور ان کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شریک رہیں۔

۳۔ خبردار۔ خبردار۔ ہر گز ہر گز کبھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رشتہ کو نہ کاٹیں۔ رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا یَدْ خُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ "یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا"

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۱۹ مجتبائی)

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی اُن سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق توڑ لے تم اُس سے میل ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔

اور ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے آدمی اپنے اہل و اعیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مالداری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۰ مجتبائی)

ان احادیث شریف سے سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کتنا بڑا اجر وثواب ہے اور دنیا وآخرت میں اس کے فوائد منافع کس قدر زیادہ ہیں اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی، اور ان سے تعلق کاٹ لینے کا گناہ کتنا بھیانک اور خوفناک ہے اور دونوں جہاں میں اس کا نقصان اور وبال کس قدر زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ یاد رکھو کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی مسلمان کے لئے دونوں جہاں میں صلاح وفلاح کا سامان ہے۔ شریعت چھوڑ کر کبھی بھی کوئی مسلمان دونوں جہاں میں پنپ نہیں سکتا۔

جولوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجوں، بھانجوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے میں تیرا رشتہ دار نہیں اور تو بھی میرا رشتہ دار نہیں پھر سلام کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ رشتہ داروں کی شادی وغمی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ حد ہوگئی کہ بعض بدنصیب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن ودفن میں بھی شریک نہیں ہوتے تو ان حدیثوں کی روشنی میں تم خود ہی فیصلہ کرو کہ یہ لوگ کتنے بڑے بدبخت حرماں نصیب وگناہگار ہیں؟ (توبہ توبہ،نعوذ باللہ)

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث شریف میں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے لازم وضروری ہے، قرآنِ مجید میں ہے۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ ''یعنی قریبی اور دور والے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھو۔''

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید عنقریب پڑوسی کو اپنے پڑوسی کا وارث ٹھہرا دیں گے۔
(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ مجتبائی)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرما رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے۔ یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں اس کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات میں سچ بولے اور اس کو جب کسی چیز کا امین بنایا جائے تو وہ امانت کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص کامل درجے کا مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کے کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ مجتبائی)

بہر حال اپنے پڑوسیوں کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے

۱۔ اپنے پڑوسی کے دُکھ سُکھ میں ہمیشہ شریک رہے اور بوقتِ ضرورت ان کی ہر قسم کی امداد بھی کرتا رہے۔

۲۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خواہی اور بھلائی میں ہمیشہ لگا رہے۔

۳۔ کچھ ہدیوں اور تحفوں کا بھی لین دین رکھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ شوربہ پکاؤ۔ تو اس میں کچھ زیادہ پانی ڈال کر شوربے کو بڑھاؤ تا کہ تم لوگ اس کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی مدد کرسکو۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۱ مجتبائی)

عام مسلمانوں کے حقوق

جاننا چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان حقوق میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ ملاقات کے وقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے اور مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔

مگر اس کا دھیان رہے کہ کافروں، مشرکوں، اور مرتدوں اسی طرح جوا کھیلنے اور شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو دیکھے تو ہرگز ہرگز ان لوگوں کو سلام نہ کرے کیونکہ کسی کو سلام کرنا اس کی تعظیم ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضبِ الٰہی سے عرش کانپ کر ہل جاتا ہے۔

۲۔ مسلمان کے سلام کا جواب دے۔ یاد رکھو کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

۳۔ مسلمان چھینک کر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے تو " یَرْحَمُکَ اللّٰہ" کہہ کر اسکا جواب دے۔

۴۔ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پُرسی کرے۔

۵۔ اپنی طاقت بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔

۶۔ مسلمانوں کی نمازِ جنازہ اور ان کے دفن میں شریک ہو۔

۷۔ ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔

۸۔ کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔

۹۔ مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص کے ساتھ ان عیبوں سے باز رہنے کی نصیحت کرے۔

۱۰۔ اگر کسی بات میں کسی مسلمان سے رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے سلام و کلام بند نہ رکھے۔

۱۱۔ مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دے۔

۱۲۔ کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے نہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔

۱۳۔ مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بُری باتوں سے منع کرتا رہے۔

۱۴۔ ہر مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔

۱۵۔ اپنے سے بڑوں کا ادب واحترام اور اپنے چھوٹوں پر رحم وشفقت کرتا رہے۔

۱۶۔ مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔

۱۷۔ جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی ہر مسلمان کے لیے پسند کرے۔

۱۸۔ مسجدوں یا مجلسوں میں کسی مسلمان کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

۱۹۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔

۲۰۔ کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا نہ کرے۔

۲۱۔ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ نہ اس پر بہتان لگائے۔

انسانی حقوق

بعض ایسے بھی حقوق ہیں جو ہر آدمی کے آدمی پر ہیں۔ خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان، نیکوکار ہو یا بدکار ہو۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ بلا خطا ہرگز ہرگز کسی انسان کی جان ومال کو نقصان نہ پہنچائے۔

۲۔ بلا کسی شرعی وجہ کے کسی انسان کے ساتھ، بدزبانی وسخت کلامی نہ کرے۔

۳۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھے یا کسی کو بھوک وپیاس یا بیماری میں مبتلا پائے تو اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے دے، دوا، علاج کر دے۔

۴۔ جن جن صورتوں میں شریعت نے سزاؤں یا لڑائیوں کی اجازت دی ہے ان صورتوں میں خبردار خبردار حد سے زیادہ نہ بڑھے اور ہرگز ہرگز ظلم نہ کرے، یہ شریعتِ اسلام کی مقدس تعلیم کی رو سے ہر انسان کا ہر انسان پر حق ہے۔ جو انسانی حیثیت سے ایک دوسرے پر لازم ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِى الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ

یعنی رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے۔ تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو۔ تو آسمان والا تم لوگوں پر رحم فرمائے گا۔

(رواہ سنن ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مجتبائی)

اور ایک دوسری حدیث شریف میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے جو اس کی پرورش کی محتاج ہے اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ پیارا ہے جو اللہ کی عیال یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

جانوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم اور ارحم الراحمین ہے اور اس کے پیارے رسول رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس لئے اسلام جو خدا کا بھیجا ہوا اور رسول کا لایا ہوا دین ہے وہ رحمت والا دین ہے۔ اس لئے اس دین میں جانوروں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ جانوروں کے چند حقوق یہ ہیں۔

۱۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے۔ جب تک وہ ایذا نہ پہنچائیں بلا ضرورت ان کو قتل کرنا منع ہے۔

۲۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کو بھی جبکہ کھانے کے لئے نہ ہو بلکہ محض تفریح کے لئے بلا ضرورت قتل کرنا۔ جیسا کہ بعض شکاری لوگ کھانے یا کوئی فائدہ اُٹھانے کے لئے نہیں شکار کرتے بلکہ شکار کھیلتے ہیں یعنی محض کھیل کود کے طور پر جانوروں کا خون کر کے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

۳۔ جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس، چارہ اور پانی دینا فرض ہے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیاسا رکھنا اور بلا ضرورت خصوصاً ان کے چہروں پر مارنا گناہ اور ناجائز ہے۔

۴۔ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لینا یا پرندوں کو پنجروں میں بند کر دینا اور بلا ضرورت ان پرندوں کے ماں باپ اور جوڑے کو دکھ پہنچانا بہت بڑی بے رحمی اور ظلم ہے جو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔

۵۔ بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور اس پر غلیل یا بندوق سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں۔ یہ بھی پرلے درجے کی بے رحمی اور ظلم ہے۔ جو ہر مسلمان کیلئے حرام ہے۔

۶۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی جانور ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اس کو تیز ہتھیار سے

بہت جلد ذبح یا قتل کر دے۔ کسی جانور کو تڑپا تڑپا کر یا بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالنا یہ بھی بہت بڑی بے رحمی ہے جو ہرگز ہرگز اسلام میں جائز نہیں ہے۔

راستوں کے حقوق

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں ہے، کیونکہ ان راستوں ہی میں تو ہم لوگ بیٹھ کر بات چیت کیا کرتے ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ راستوں پر بیٹھو تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ نگاہ نیچی رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لئے راستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمان کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے، یا لنگڑے، لولے کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دل آزاری ہو۔

۲۔ کسی مسافر یا راہگیر کو ایذا نہ پہنچائیں۔ مطلب یہ ہے کہ راستوں میں اس طرح نہ بیٹھیں کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ یوں ہی راستہ چلنے والوں کا مذاق نہ اُڑائیں۔ نہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں۔ نہ دوسری کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

۳۔ ہر گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

۴۔ راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

۵۔ خلاف شریعت اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔ (بخاری کتاب الاستیذان صفحہ ۹۲)

حقوق کو ادا کرو یا معاف کرالو!

اگر کسی کا تمہارے اُوپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے تو اگر وہ حق ادا کرنے کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس حق کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو، یعنی جس سے قرض لیا تھا اِسی کو قرض ادا کردو، یا اس سے قرض معاف کرالو اور اگر وہ شخص مرگیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی قرض ادا کر دو اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے معاف کرالو اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ ان کے حقوق معاف کرا سکا نہ ادا کر سکا، مثلاً صاحبانِ حق مر چکے ہوں تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دُعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا رہے تو اُمید ہے کہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ صاحبانِ حق کو بہت زیادہ اجروثواب دے کر اس بات کے لئے راضی کردے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کردیں۔

اور اگر تمہارا کوئی حق دوسروں پر ہو۔ اور اس کو حق کے ملنے کی اُمید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو اور اگر وہ شخص مرگیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کردو انشاءاللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجروثواب ملے گا۔

(واللّٰہ تعالیٰ اعلم)

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم، نہایت ہی سنگین اور بے حد خوفناک ہے۔ بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو حقوق اللہ (اللہ تعالیٰ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم والراحمین ہے وہ اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرمادے گا، مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اُس وقت تک نہیں معاف فرمائے گا۔ جب تک بندے اپنے حقوق کو نہ معاف کردیں۔ لہٰذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کرالینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال وسامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے دِن نماز وروزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدانِ حشر میں آئے گا مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دُنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھا لیا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق طلب کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق برابر نیکیاں دلائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق نہ ادا ہو سکے بلکہ نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پر لاد دو۔ چنانچہ سب حق

والوں کے گناہوں کو یہ سر پر اُٹھائے گا پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)

اسلئے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کرلو۔ یا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت کے دِن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اوران کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں جاؤ گے۔ خدا کے لئے سوچو کہ تمہاری بے کسی و بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا حال ہوگا۔

(۲) اخلاقیات

محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی وہ حرفِ نخستیں کلکِ فطرت کا کیا جس نے مکمل نسخۂ ''اخلاقِ انسانی''۔

چند بُری باتیں

ہر مرد عورت پر لازم ہے کہ بری خصلتوں اور خراب عادتوں سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو بچائے رکھے اور نیک خصلتوں اوراچھی عادتوں کو خود بھی اختیار کرے اور اپنے سب متعلقین کو بھی اس پر کاربند ہونے کی انتہائی تاکید کرے۔ یوں تو اچھی عادتوں اور بری عادتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر یہاں اُن چند بری خصلتوں اور خراب عادتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمان خصوصاً عورتیں گرفتار ہیں اور بری عادتوں کی وجہ سے لوگ اپنے دین ودنیا کو تباہ وبرباد کر کے دونوں جہاں کی سعادتوں سے محروم ہو رہے ہیں۔

۱ غصہ

بے محل اور بے موقع بات بات پر بکثرت غصہ کرنا، یہ بہت خراب عادت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آ کر دنیا کے بہت سے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھلاہٹ میں خداوند کریم کی ناشکری اور کفر کا کلمہ بکنے لگتا ہے اور اپنے ایمان کی دولت کو غارت اور برباد کر ڈالتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بے محل اور بات بات پر غصہ کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے مگر بہت ہی تھوڑا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''غصہ مت کر'' اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد فرمایئے تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ ''غصہ مت کر'' غرض کئی بار اس شخص نے دریافت کیا مگر ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ ''غصہ مت کر'' یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ مصری)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ مجتبائی)

غصہ کب برا کب اچھا ہے؟

غصہ کے معاملہ میں یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ غصہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ برا۔ درحقیقت غصہ کی اچھائی اور برائی کا دارومدار موقع اور محل کی اچھائی اور برائی پر ہے اگر بے محل غصہ کیا اور اس کے اثرات برے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ برا ہے اور اگر برمحل غصہ کیا اور اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ اچھا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے پیاسے دودھ پیتے بچے کے رونے پر تم کو غصہ آ گیا اور تم نے بچے کا گلا گھونٹ دیا تو چونکہ تمہارا غصہ بالکل ہی بے محل ہے اس لئے یہ غصہ بُرا ہے اور اگر کسی ڈاکو کو ڈاکا ڈالتے وقت تم کو غصہ آ گیا اور تم نے بندوق چلا کر اس ڈاکو کا خاتمہ کر دیا چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی برمحل ہے۔ لہٰذا یہ غصہ برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ حدیث شریف میں جس غصہ کی ندامت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی غصہ ہے جو بے محل ہو اور جس کے اثرات برے ہوں۔ بالکل ظاہر بات ہے کہ غصہ میں رحم کی جگہ بے رحمی اور عدل کی جگہ ظلم، شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر ہو تو بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غصہ اچھا ہے؟ یقیناً یہ غصہ برا ہے اور یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت ہی خراب عادت ہے اس سے بچنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازم ہے۔

غصہ کا علاج

جب بے محل غصہ کی جھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُس کو چاہئے کہ وہ فوراً ہی وضو کرے۔ اس لئے کہ بے محل اور مضر غصہ دلانے والا شیطان ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لئے وضو غصہ کی آگ بجھا دیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۴ مجتبائی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آ جائے تو آدمی کو چاہئے کہ فوراً بیٹھ جائے تو غصہ اتر جائے گا اور اگر بیٹھنے سے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تا کہ غصہ ختم ہو جائے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۴)

۲ حسد

کسی کو کھاتا پیتا پھلتا پھولتا آسودہ حال دیکھ کر دل جلانا اور اس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا۔ اس خراب جذبہ کا نام ''حسد'' ہے۔ یہ بہت ہی خبیث عادت اور نہایت ہی بری بلا اور گناہِ عظیم ہے۔ حسد کرنے والوں کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے رسول کو حکم دیا ہے کہ حسد سے آپ خدا کی پناہ مانگتے رہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مصری)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم لوگ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو اور اے اللہ کے بندو تم آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

حسد اس لئے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں تھا۔ اس کو یہ نعمت کیوں دی؟ اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

حسد کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسد قلب کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ ہی کو پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت کے دن اس کو مل جائیں گی، پھر یہ بھی سوچے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں گویا خداوند کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چونکہ وہ ان نعمتوں کا اہل تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور میں چونکہ ان کا اہل نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا اور حاسد کو حسد کی جلن سے نجات مل جائے گی۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ مصری)

سچ ہے ؎ اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

۳ لالچ

یہ بہت ہی بری خصلت اور نہایت خراب عادت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو جو رزق و نعمت اور مال و دولت یا جاہ و مرتبہ ملا ہے اس پر راضی ہو کر قناعت کر لینا چاہئے۔ دوسروں کی دولتوں اور نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر خود بھی اس کو حاصل کرنے کے پھیر میں پریشان حال رہنا اور غلط و صحیح ہر قسم کی تدبیروں میں دن رات لگے رہنا۔ یہی جذبہ حرص و لالچ کہلاتا ہے اور حرص و طمع در حقیقت انسان کی ایک پیدائشی خصلت ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر کر سونا ہو جائے تو پھر وہ ایک تیسرے میدان کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے اور ابنِ آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵۰ مجتبائی)

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ ابنِ آدم بوڑھا ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں ایک اُمید دوسری مال کی محبت۔

(احیاء العلوم جلد۳ صفحہ ۲۳۸ وغیرہ)

لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت، غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر لالچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے تو وہ انسان طرح طرح کی بداخلاقیوں اور بے مروتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتا۔ بلکہ سچ پوچھئے تو حرص وطمع اور لالچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہیں اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے۔

لالچ کا علاج

اس قلبی مرض کا علاج صبر وقناعت ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجالائے اور اس عقیدہ پر جم جائے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی، انسان کی بدنصیبی۔ یہی انسان کا نوشتہ تقدیر ہے۔ لاکھ سر مارو مگر وہی ملے گا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ سمجھ کر کہ خدا کی رضا اور اس کی عطا پر راضی ہو جاؤ اور یہ کہہ کر لالچ کے قلعے کو ڈھا دو کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا اور جو میری تقدیر میں ہوگا وہ آئندہ ملے گا اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفس اِدھر اُدھر لپکے تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو۔ اسی طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نور چمک اٹھے گا اور حرص و لالچ کا اندھیرا بادل چھٹ جائے گا۔ یاد رکھو! حرص ذلت بھری فقیری ہے، جو قناعت کرے، تونگر ہے۔

٤ کنجوسی

بخیلی بہت ہی منحوس خصلت ہے، بخیل مال رکھتے ہوئے کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، وطن اور سفر ہر جگہ ہر حال میں ہر چیز میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے اور کوئی بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخی اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، انسانوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، انسانوں سے دور ہے، جہنم سے قریب ہے اور یقیناً سخی جاہل، عبادت گزار بخیل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتبائی)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتبائی)

اور یہ بھی حدیث پاک میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو دونوں ایک ساتھ مومن میں اکٹھی جمع نہیں ہوں گی۔ ایک کنجوسی دوسری بداخلاقی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ مجتبائی)

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں بری ہیں اور یہ دونوں بری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بداخلاق نہیں ہوگا اور اگر بداخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بداخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور یہ کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

بخل کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بوڑھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لاعلاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے زائل نہیں ہوگی۔ کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہوسکتی۔ پھر بھی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کارآمد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اوّل یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لئے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالمِ آخرت کے لئے بھی ذخیرہ جمع کرنا چاہئے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالمِ آخرت کا دھیان پیدا ہوگا اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ دنیا سے دنیا کے مال واسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی پھر بخل اور کنجوسی کی بیماری خود بخود ختم ہو جائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہو جائے گا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور سخی لوگوں کی حکایات پڑھے اور عالموں سے بکثرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا برا ہوگا اور سخی لوگوں کا انجام کتنا اعلیٰ ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات وحکایات پڑھتے پڑھتے، سنتے سنتے بخیلی سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ وغیرہ)

۵ تکبّر

یہ شیطانی خصلت اتنی بری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہو جائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا وآخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اپنی اس منحوس خصلت کی وجہ سے مردود بارگاہِ الٰہی ہوا اور خداوند قہار وجبّار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چونکہ تکبّر کی نحوست سے پاک تھے۔ سب فرشتوں نے سجدہ کرلیا لیکن شیطان کے سر میں تکبّر کا سودا سمایا ہوا تھا کہ اس نے اکڑ کر کہہ دیا کہ،

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں خصلتیں بری ہیں اور یہ دونوں بری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بداخلاق نہیں ہوگا اور اگر بداخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بداخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور یہ کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

بخل کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بوڑھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لاعلاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے زائل نہیں ہوگی۔ کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہوسکتی۔ پھر بھی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کارآمد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اوّل یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لئے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالمِ آخرت کے لئے بھی ذخیرہ جمع کرنا چاہئے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالمِ آخرت کا دھیان پیدا ہوگا اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہوجائے گا کہ دنیا سے دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی پھر بخل اور کنجوسی کی بیماری خود بخود ختم ہوجائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہوجائے گا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور سخی لوگوں کی حکایات پڑھے اور عالموں سے بکثرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا برا ہوگا اور سخی لوگوں کا انجام کتنا اعلیٰ ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات و حکایات پڑھتے پڑھتے، سنتے سنتے بخیلی سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہوجاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ وغیرہ)

۵ تکبّر

یہ شیطانی خصلت اتنی بری اور اس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہوجائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اپنی اس منحوس خصلت کی وجہ سے مردود بارگاہِ الٰہی ہوا اور خداوند قہار و جبّار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چونکہ تکبّر کی نحوست سے پاک تھے۔ سب فرشتوں نے سجدہ کرلیا لیکن شیطان کے سر میں تکبّر کا سودا سمایا ہوا تھا کہ اس نے اکڑ کر کہہ دیا کہ،

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ

یعنی میں حضرت آدم سے اچھا ہوں۔ اے اللہ! تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

اس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے حقیر سمجھا اور سجدہ نہیں کیا۔

یادرکھو کہ جس آدمی میں تکبّر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جائے گی اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہان میں خداوند قہار و جبار کی پھٹکار سے مردود اور ذلیل و خوار ہو گیا۔

یادرکھو کہ تکبّر خدا کو بے حد ناپسند ہے اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبّر ہوگا وہ جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳ مجتبائی)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میدان محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی۔ مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ذلت و رسوائی میں یہ گھرے ہوئے ہوں گے اور یہ لوگ گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اُس جیل خانہ میں قید کر دیئے جائیں گے جس کا نام ''بولس'' (ناامیدی) ہے اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جو تمام آگوں کو جلا دے گی جس کا نام ''نارالانیار'' ہے اور ان لوگوں کو جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳)

پیارے بھنو اور عزیز بھائیو! کان کھول کر سن لو کہ تم لوگ جو کھانے، کپڑے، چال چلن، مکان سامان، تہذیب وتمدن، مال و دولت ہر چیز میں اپنے کو دوسروں سے اچھا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہتے ہو۔ اسی طرح بعض علماء اور بعض عبادت گزار علم وعبادت میں اپنے کو دوسروں سے بہتر اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اکڑتے ہیں۔ یہی تکبّر ہے خدا کے لئے اس شیطانی عادت کو چھوڑ دو اور تواضع وانکساری کی عادت ڈالو۔ یعنی دوسروں کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ہر چیز میں دوسروں سے کمتر سمجھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع وانکساری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنا دے گا اور جو شخص گھمنڈ اور تکبّر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دے گا وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنا دے گا۔

گھمنڈ کا علاج

گھمنڈ اور تکبّر کا علاج یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رہنے لگے اور ان لوگوں کی خدمت کرے۔ تواضع وانکساری کا طریقہ اختیار کرے اور اپنے دل میں یہ ٹھان لے کہ میں ہر مسلمان کی تعظیم اور اس کا اعزاز واکرام کروں گا۔ خواہ اس کے کپڑے کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں میں اس کو اپنے برابر بٹھاؤں گا اور ہر وقت اس کا دھیان رکھے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ مجھ کو اُس نے

دوسروں سے اچھا بنادیا ہے لیکن وہ جب چاہے مجھ کو سارے جہاں سے بدتر بنا سکتا ہے۔ اپنی کمتری اور کوتاہی کا خیال اگر دل میں جم گیا تو تکبّر کا بھوت لاکھوں کوس دور بھاگ جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

٦ چغلی

یعنی کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف اور جھگڑا لڑائی ہو جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور بہت خراب عادت ہے۔ تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ حدیث شریف میں چغلخوری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہِ کبیرہ بتایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ چغلخور جنت میں نہیں داخل ہوگا اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چغلخور کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چغلی کی برائی کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ٣ صفحہ ١٥٥)

مسلمان بھائیو اور بہنو! کسی کی کوئی بات سنو تو خوب سمجھ لو کہ تم اس بات کے امین ہو گئے ہو اگر دوسروں تک اُس بات کے پہنچانے میں کوئی دین و دنیا کا فائدہ ہو تو تم ضرور اس بات کا چرچا کرو لیکن اگر اس بات کو دوسروں تک پہنچانے میں دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا اندیشہ ہو تو خبردار خبردار ہرگز ہرگز کبھی بھی اس بات کا چرچا کرو نہ کسی دوسرے سے کہو ورنہ تم پر امانت میں خیانت کرنے اور چغلخوری کا گناہ ہوگا اور اس گناہ کا دنیا میں بھی تم پر یہ وبال پڑے گا کہ تم سب کی نگاہوں میں بے وقار اور ذلیل خوار ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذابِ جہنم کے حق دار ٹھہرو گے۔

٧ غیبت

کسی کو غائبانہ برا کہنا، یا پیٹھ پیچھے اُس کا کوئی عیب بیان کرنا یہی غیبت کہلاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے۔ یہی غیبت ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتائیے کہ اگر میرے اُس دینی بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں۔ تو کیا ان باتوں کا ذکر کرنا بھی غیبت کہلائے گا؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس کے اندر وہ باتیں واقعی ہوں گی جبھی تو تم اس کی غیبت کرنے والے کہلاؤ گے اور اس میں وہ باتیں نہ ہوں اور تم اپنی طرف سے گھڑ کر کہو گے جب تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہو جاؤ گے جو ایک دوسرا گناہ کبیرہ ہے جس کا کرنے

والا جہنم کا ایندھن بنے گا۔ (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان صفحہ ۴۱۲)

یاد رکھو کہ غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان صفحہ ۴۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی اِرشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ کھرچ کرنوچ رہے ہیں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں، توانہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دُنیا میں لوگوں کی غیبت اور آبروریزی کیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۴۱)

یاد رکھو کہ پیٹھ پیچھے کسی آدمی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند کرتا ہو یہ غیبت ہے۔ خواہ اس کو کوئی ظاہری عیب ہو یا باطنی، اس کا پیدائشی عیب ہو یا اس کا اپنا پیدا کیا ہوا عیب ہو۔ اس کے بدن، اس کے کپڑوں، اس کے خاندان ونسب، اس کے اقوال و افعال چال ڈھال، اس کی بول چال غرض کسی عیب کو بیان کرنا یا طعنہ مارنا یہ سب غیبت ہی میں داخل ہے۔ لہٰذا اس غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد وعورت کو بچنا لازم اور ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُ كُمْ اَنْ يَّاْ كُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِ هْتُمُوْهُ (حجرات)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ غیبت اس قدر بڑا گناہ اور گھناؤنا گناہ ہے۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو جس طرح تم ہرگز ہرگز کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنے مرے بھائی کی لاش کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاؤ۔ اس طرح ہرگز ہرگز کبھی کسی کی غیبت مت کرو۔

کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟

حضرت علامہ ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ہجری) نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کے لئے کسی کی غیبت کرنی جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔

اول: مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کا بیان کرنا۔ تاکہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

دوم: کسی شخص کی برائیوں کو روکنے کے لئے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کو بیان کرنا تاکہ وہ اپنے رعب داب سے اس شخص کو برائیوں سے روک دے۔

سوم: مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لئے کسی کے عیوب کو پیش کرنا۔

چہـــــارم : مسلمانوں کوشر وفساداور نقصان سے بچانے کے لئے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا مثلاً جھوٹے راویوں، جھوٹے گواہوں، بد مذہبوں کی گمراہیوں، جھوٹے مصنفوں اور واعظوں کے جھوٹ اور ان لوگوں کے مکر وفریب کو لوگوں سے بیان کر دینا۔تا کہ لوگ گمراہی کے نقصان سے بچ جائیں۔اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے والے سے فریق ثانی کے واقعی عیبوں کو بتا دینا یا خریداروں کو نقصان سے بچانے کے لیے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے لوگوں کو آگاہ کر دینا۔

پنجم : جو شخص علی الاعلان فسق وفجور اور قسم قسم کے گناہوں کا مرتکب ہو۔مثلاً چور، ڈاکو، زنا کار، خیانت کرنے والا، ایسے اشخاص کے عیوب کو لوگوں سے بیان کر دینا، تا کہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اور ان لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

ششــم : کسی شخص کی پہچان کرانے کے لئے اس کے کسی مشہور عیب کو اس کے نام کے ساتھ ذکر کر دینا۔جیسے حضرات محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راویوں میں امتیاز اور ان کی پہچان کے لئے اَعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) اعمیٰ (اندھا) احول (بھینگا) وغیرہ قسم کے عیبوں کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔جس کا مقصد ہرگز ہرگز نہ توہین وتنقیص ہے نہ ایذا رسانی۔ بلکہ اس کا مقصد صرف راویوں کی شناخت اور ان کی پہچان کا نشان بتانا ہے۔ (نواوی علی المسلم صفحہ ۳۲۳)

اوپر ذکر کی ہوئی صورتوں میں چونکہ کسی کے عیبوں کو بیان کر دینا ہے۔اس لیے بلاشبہ یہ غیبت تو ہے۔لیکن ان صورتوں میں شریعت نے جائز رکھا ہے کہ اگر کوئی کسی شخص کی غیبت کر دے تو نہ کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ بلکہ بعض صورتوں میں اس قسم کی غیبت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے۔مثلاً ایسے موقعوں پر کہ اگر تم نے کسی کے عیب کو نہ بیان کیا تو کسی مسلمان کے نقصان میں پڑ جانے کا یقین یا غالب گمان ہو۔مثال کے طور پر ایک مسلمان رقم لے جا رہا ہو۔ ایک سفید پوش ڈاکو تسبیح و مصلیٰ لئے ہوئے بزرگ بنا ہوا اُس مسلمان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو اور مسلمان بالکل ہی اس ڈاکو کے بارے میں لاعلم ہو اور تمہیں یقین ہے کہ یہ ڈاکو ضرور اس بھولے بھالے مسلمان کو دھوکا دے کر لوٹ لے گا اور تم اس ڈاکو کے عیب جانتے ہو تو اس صورت میں ایک بھولے بھالے مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لئے ڈاکو کے عیب کو اُس مسلمان سے بیان کر دینا تم پر واجب ہے۔حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ،

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است   اگر خاموش می مانی گناہ است

یعنی تم اگر دیکھو کہ ایک اندھا جا رہا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے تو تم پر لازم ہے کہ اندھے کو بتا دو کہ تیرے آگے کنواں ہے اس سے بچ کر چلو۔اور اگر تم اس کو دیکھ کر چپ رہ گئے اور اندھا کنویں میں گر پڑا تو یقیناً تم گناہگار ٹھہرو گے۔

۸ بہتان

جھوٹ موٹ اپنی طرف سے گڑھ کر کسی پر کوئی الزام یا عیب لگانا اس کو افتراء تہمت اور بہتان کہتے ہیں۔ یہ بہت خبیث اور ذلیل عادت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے کہ شریعت کے قانون میں اس شخص کو اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں گے اور عمر بھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور قیامت کے دن یہ شخص دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔

۹ جھوٹ

یہ وہ بری گھناؤنی اور ذلیل عادت ہے کہ دین و دنیا میں جھوٹے کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں۔ جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرما دیا ہے کہ ﴿ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ﴾ یعنی ''کان کھول کر سن لو کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے اور وہ خدا کی رحمتوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور بہت سی احادیث پاک میں جھوٹ کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے زندگی بھر بچتا رہے۔ بہت سے ماں باپ بچوں کو چپ کرانے کے لئے ڈرانے کے طور پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ گھر میں ''ماؤں'' بیٹھا ہے یا چپ رہو صندوق میں لڈو رکھے ہوئے ہیں تم رُونے لگو گے تو سب لڈو دھول مٹی ہو جائیں گے۔ حالانکہ نہ گھر میں ''ماؤں'' ہوتا ہے، نہ صندوق میں لڈو ہوتا ہے اور نہ رونے سے لڈو دھول مٹی ہو جاتا ہے تو خوب سمجھ لو یہ سب بھی جھوٹ ہی ہے۔ اس قسم کی بولیاں بول کر ماں باپ گناہ کبیرہ کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یقیناً ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ حرام ہے خواہ بچے سے جھوٹی بات کہو یا بڑے سے، آدمی سے جھوٹی بات کہو یا جانور سے۔ جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور جھوٹ حرام ہے۔

کب اور کونسا جھوٹ جائز ہے!

کافر یا ظالم سے اپنی جان بچانے کے لئے یا دو مسلمانوں کی جنگ بچانے اور صلح کرانے کے لئے اگر کوئی جھوٹی بات بول دے تو شریعت نے اس کی رخصت دی ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے اس موقع پر ایسی بات بولے اور ایسے الفاظ منہ سے نکالے کہ کھلا ہوا جھوٹ نہ ہو بلکہ کسی معنی کے لحاظ سے وہ صحیح بھی ہو اس کو عربی زبان میں ''توریہ'' کہتے ہیں۔ مثلاً ڈاکو نے تم سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے کہ نہیں؟'' اور تم کو یقین ہے کہ اگر میں اقرار کرلوں گا تو ڈاکو مجھے قتل کر کے میرا مال لوٹ لے گا تو اس وقت تم کہہ دو کہ ''میرے پاس کوئی مال نہیں ہے'' اور نیت یہ کرلو کہ میری جیب یا میرے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ہے بکس یا جھولے میں ہے تو اس کے معنی کے لحاظ سے کہ تمہارا یہ کہنا کہ ''میرے پاس کوئی مال نہیں ہے یہ سچ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ میری ملکیت میں کوئی مال نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ اسی قسم کے الفاظ کو عربی میں ''توریہ'' کہا جاتا ہے اور جہاں جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں فلاں موقعوں

پر مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے۔اس کا یہی مطلب ہے کہ ''توریہ'' کے الفاظ بولے اور اگر کھلا ہوا جھوٹ بولنے پر کوئی مسلمان مجبور کر دیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دِل سے اس جھوٹ کو برا جانتے ہوئے جان و مال کو بچانے کے لئے صرف زبان سے جھوٹ بول دے اور اس سے توبہ کرلے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۱۰ عیب جوئی

اِدھر اُدھر کان لگا کر لوگوں کی باتوں کو چھپ چھپ کر سننا یا تانک جھانک کر لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنا۔ یہ بڑی ہی چھچھوری حرکت اور خراب عادت ہے۔ دنیا میں اس کا انجام بدنامی اور ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اسکی سزا جہنم کا عذاب ہے ایسا کرنے والوں کے کانوں اور آنکھوں میں قیامت کے دِن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔قرآن مجید میں اور احادیث پاک میں اللہ تعالیٰ اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''وَلَا تَجَسَّسُوْا'' یعنی کسی کے عیبوں کو تلاش کرنا حرام اور گناہ ہے۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ عیب زیادہ پایا جاتا ہے۔لہٰذا پیاری بہنو! تم اس گناہ سے خود بھی بچو اور دوسری عورتوں کو بھی بچاؤ۔

۱۱ گالی گلوچ

اس گندی عادت کی برائی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے۔ یقیناً پھوہڑ اور فحش الفاظ اور گندے کلاموں کو بولنا یہ کمینوں اور رزیل وذلیل لوگوں کا طریقہ ہے اور شریعت میں حرام اور گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ﴿سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْق﴾ یعنی کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا یہ فاسق کا کام ہے۔

آج کل عورت و مرد اس بلا میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑوں کی فحش کلامیوں اور گالیوں کو سن سن کر بچے بھی گندی اور پھوہڑ گالیاں بکنے لگتے ہیں اور پھر بچپن سے بڑھاپے تک اس گندی عادت میں گرفتار رہتے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد عورت پر لازم ہے کہ کبھی ہرگز ہرگز گالیاں اور گندے الفاظ منہ سے نہ نکالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کبھی کبھی گالی گلوچ کی وجہ سے خون ریز لڑائیاں ہو جایا کرتی ہیں اور مسلمانوں کی جان و مال کا عظیم نقصان ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے مسلم معاشرہ کو تباہ کرنے میں بدزبانیوں اور گالیوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ لہٰذا اِس عادت کو ترک کر دینا بے حد ضروری ہے خاص کر عورتوں کو اپنی سُسرال میں اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ سینکڑوں عورتوں کو طلاق ان بدزبانیوں اور گالیوں کی وجہ سے ہو جایا کرتی ہے اور پھر میکہ اور سُسرال والوں میں مستقل جھگڑوں کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ دونوں خاندان تباہی و بربادی کے غار میں گر کر ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

۱۲ فضول بکواس

مردوں اور عورتوں کی بری عادتوں میں سے ایک بہت بری عادت بہت زیادہ بولنا اور فضول بکواس ہے۔ کم بولنا اور ضرورت کے مطابق بات چیت یہ بہت ہی پسندیدہ عادت ہے۔ ضرورت سے زیادہ بات اور فضول کی بکواس کا انجام یہ ہوتا ہے کبھی کبھی ایسی باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں جس سے بہت بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شر و فساد کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ﴿ وَکُرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃُ السُّوَالِ وَاِضَاعَۃُ الْمَالِ ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے کہ بلا ضرورت قیل اور قال اور فضول اقوال آدمی کی زبان سے نکلیں۔ اسی طرح کثرت سے لوگوں کے سامنے کسی چیز کا سوال کرتے رہنا اور فضول کاموں میں اپنے مالوں کو برباد کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ یہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی زبانوں کو فضول باتوں سے ہمیشہ بچائے رکھو کیونکہ بہت سی فضول باتیں ایسی بھی زبانوں سے نکل جاتی ہیں جو بولنے والوں کو جہنم میں پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لئے تمام بزرگوں نے فرمایا ہے کہ تین عادتوں کو لازم پکڑو کم بولنا، کم سونا اور کم کھانا کیونکہ زیادہ بولنا، زیادہ سونا اور زیادہ کھانا یہ عادتیں بہت ہی خراب ہیں اور ان عادتوں کی وجہ سے انسان دین و دنیا میں ضرور نقصان اُٹھاتا ہے۔

۱۳ ناشکری

خداوند کریم کے انعاموں اور انسانوں کے احسانوں کی ناشکری اس منحوس اور بری عادات میں نوے فیصد مرد و عورت گرفتار ہیں۔ بلکہ عورتیں تو ننانوے فیصد اس میں مبتلا ہیں۔ ذرا کسی گھرانے کو یا کسی عورت کے کپڑوں یا زیورات کو اپنے سے خوشحال اور اچھا دیکھ لیا تو خدا تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتیں ہیں اور کہنے لگتی ہیں کہ خداوند نے ہمیں نہ معلوم کس جرم کی سزا میں مفلس اور غریب بنا دیا ہے۔ خدا کا ہم پر کوئی فضل ہی نہیں ہوتا۔ میں نگوڑی ایسے پھوٹے کرم لے کر آئی ہوں کہ نہ میکے میں سُکھ نصیب ہوا نہ سُسرال میں ہی کچھ دیکھا۔ فلانی فلانی گھی دودھ میں نہا رہی ہیں اور میں فاقوں سے مر رہی ہوں۔ اسی طرح عورتوں کی عادت ہے کہ اس کا شوہر اپنی طاقت بھر کپڑے، زیورات، ساز و سامان دیتا رہتا ہے لیکن اگر کبھی کسی مجبوری سے عورت کی کوئی فرمائش پوری نہیں کر سکا تو عورتیں کہنے لگتی ہیں کہ تمہارے گھر میں ہائے ہائے کبھی سکھ نصیب نہیں ہوا۔ اس اجڑے گھر میں ہمیشہ تنگی بھوک ہی رہ گئی کبھی بھی تمہاری طرف سے میں نے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ میری قسمت پھوٹ گئی جو تمہارے جیسے فتو فقیرے سے بیاہی گئی میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا۔ اس قسم کی ناشکری کرتی اور جلی کٹی باتیں سناتی رہتی ہیں، چنانچہ سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں زیادہ تعداد میں جہنمی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا

سبب یہ ہے کہ عورتیں ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں اور ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا عورتیں خدا کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں احسان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان عورتوں کی یہ عادت ہے کہ تم پوری زندگی بھر میں ان کے ساتھ احسان کرتے رہو لیکن اگر کبھی کچھ بھی کمی دیکھیں گی تو یہی کہہ دیں گی کہ میں نے کبھی بھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۹ وغیرہ)

عزیز بہنو! سن لو خدا کے انعاموں، اور شوہر یا دوسروں کے احسانوں کی ناشکری بہت ہی خراب عادت، اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ہر مسلمان مرد عورت کے لئے لازم ہے وہ ہمیشہ اپنوں سے کمزور اور گری ہوئی حالت والوں کو دیکھا کرے کہ اگر میرے پاس گھٹیا کپڑے اور زیور ہیں تو خدا کا شکر ہے کہ فلاں اور فلانی سے تو ہم بہت ہی اچھی حالت میں ہیں کہ ان لوگوں کو بدن ڈھانپنے کے لئے پھٹے پرانے کپڑے بھی نصیب نہیں ہوتے اسی طرح اگر میرے شوہر نے میرے لئے معمولی غذا کا انتظام کیا ہے تو اس پر بھی شکر ہے کیونکہ فلانی فلانی عورتیں تو فاقہ کیا کرتی ہیں۔ بہر حال اگر تم اپنے سے کمزوروں اور غریبوں پر نظر رکھو گی تو شکر ادا کرو گی اور اگر تم مالداروں پر نظر کرو گی تو ناشکری کی بلا میں پھنس کر اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کرڈالو گی۔ اس لئے لازم ہے کہ ناشکری کی عادت چھوڑ کر ہمیشہ خدا کے انعاموں اور شوہر یا دوسروں کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ — یعنی اگر تم شکر ادا کرتے رہو تو میں تم کو زیادہ نعمتیں دیتا رہوں گا۔

وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ — اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

اس آیت نے اعلان کر دیا کہ شکر ادا کرنے سے خدا کی نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری کرنے سے خدا کا عذاب اُتر پڑتا ہے۔

۱۴ جھگڑا تکرار

بات بات پر ساس سُسر اور بہو شوہر یا عام مسلمان مردوں اور عورتوں سے جھگڑا تکرار کر لینا یہ بھی بہت بری عادت اور گناہ کا کام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جھگڑالو آدمی خدا کو بے حد ناپسند ہے۔ اس لئے اگر کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے یا مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو سہولیت اور معقول گفتگو سے معاملات کو طے کر لینا نہایت ہی عمدہ اور بہترین عادت ہے۔ جھگڑے تکرار کی عادت کمینوں اور بد تہذیب لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ عادت انسان کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت ہے کیونکہ جھگڑالو آدمی کا کوئی بھی دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کی نگاہوں میں قابل نفرت ہو جاتا ہے اور لوگ اس کے جھگڑے کے ڈر سے اس کو منہ نہیں لگاتے اس سے بات نہیں کرتے۔

۱۵ کاہلی

یہ ایسی منحوس عادت ہے اس کی وجہ سے سینکڑوں دوسری خراب عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ مکان، سامان، کپڑوں اور بدن کی گندگی برتنوں اور سامانوں کی بے ترتیبی وقت پر کھانے پینے سے محرومی، شوہر اور سسرال والوں کی ناراضگی، بچوں کا پھوہڑپن، طرح طرح کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ ساری بلائیں اور مصیبتیں اسی کاہلی کے سب انڈے بچے ہیں۔ اسی لئے اس عادت کو ہرگز ہرگز اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہئے بلکہ دین و دنیا کے کاموں میں ہر وقت چاق و چوبند ہو کر لگے رہنا چاہئے۔ خوب یاد رکھو کہ محنتی آدمی ہر شخص کا پیارا ہوتا ہے اور کاہل آدمی ہر ایک در سے پھٹکارا جاتا ہے اور ہر کام میں مار پڑتی ہے۔ کاہل آدمی نہ دنیا کا کام کر سکتا ہے نہ دین کا۔ اسی لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡکَسَلِ یعنی اے اللہ! میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۱۶ ضد

اپنی کسی بات پر اس طرح اڑ جانا کہ کوئی لاکھ سمجھائے مگر کسی بات اور سفارش قبول نہ کرے۔ اس بری خصلت کا نام ''ضد'' ہے۔ یہ اس قدر خراب اور منحوس عادت ہے کہ آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ برباد کر ڈالتی ہے۔ ایسے آدمی کو دنیا میں سب لوگ ''ضدی'' اور ''ہٹ دھرم'' کہنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اس کو منہ لگانے اور اس سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وہ خبیث عادت تھی جس نے ابوجہل کو جہنم میں دھکیل دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اس کو لاکھوں مرتبہ سمجھایا اور اس نے شق القمر اور کنکروں کے کلمہ پڑھنے کا معجزہ بھی دیکھ لیا مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا اور ایمان نہیں لایا۔ قرآن و حدیث میں یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کا مشورہ ضرور مان لیں اور مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کر کے اپنی رائے اور اپنی بات چھوڑ دے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز اپنے رائے اور اپنی بات پر ضد کر کے اڑا نہ رہے۔ بہت سے آدمی خاص طور سے عورتیں اس بری عادت میں مبتلا ہیں۔ خدا کے لئے ان سب کو چاہئے کہ اس بری عادت کو چھوڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔

۱۷ بدگمانی

بہت سے مردوں اور عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں انہوں نے دو آدمیوں کو الگ ہو کر چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے دیکھا کہ فوراً ان کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ یہ میرے ہی متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور میرے ہی خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اسی طرح عورتیں اگر اپنے شوہروں کو اچھا لباس پہن کر کہیں جاتے ہوئے دیکھتی ہیں یا شوہروں کو کسی عورت کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سن لیتی ہیں تو ان کو فوراً اپنے شوہروں کے بارے میں یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ ضرور میرے شوہر کی فلانی عورت سے کچھ ساز باز ہے۔ اسی طرح شوہروں کا حال ہے کہ اگر ان کی بیویاں میکے میں زیادہ دیر ٹھہر گئیں یا میکہ کے رشتہ داروں سے بات یا اُن کی خاطر و مدارت کرنے لگیں تو شوہر کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ میری بیوی فلاں فلاں مردوں سے محبت کرتی ہے کہیں کوئی بات تو نہیں ہے۔ بس اس بدگمانی میں طرح طرح کی جستجو اور ٹوہ لگانے کی فکر میں مبتلا ہو کر دن رات دماغ میں اُلم غلم قسم کے خیالات کی کھچڑی پکانے لگتے ہیں اور کبھی کبھی رائی کا پہاڑ اور پھانس کا بانس بنا ڈالتے ہیں۔

پیارے بھنو اور بھائیو ! یاد رکھو کہ بدگمانیوں کی یہ عادت بہت بری بلا اور بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ،

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بعض گمان گناہ ہیں۔

لہٰذا جب تک کھلی ہوئی دلیل سے تم کو کسی بات کا یقین نہ ہو جائے ہرگز ہرگز محض بے بنیاد گمانوں سے کوئی رائے قائم نہ کر لیا کرو۔

۱۸ کان کا کچّا

بہت سے مردوں اور عورتوں میں یہ خراب عادت ہوا کرتی ہے کہ اچھا بُرا یا سچا جھوٹا جو بھی آدمی کوئی بات کہہ دے اس پر یقین کر لیتے ہیں اور بلا چھان بین اور تحقیقات کے اس بات کو مان کر اس پر طرح طرح کے خیالات و نظریات کا محل تعمیر کرنے لگتے ہیں۔ یہ وہ عادتِ بد ہے کہ آدمی کو شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے اور خواہ مخواہ آدمی اپنے مخلص دوستوں کو دشمن بنا لیتا ہے اور خود غرض و فتنہ پرداز لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خداوند قدوس نے قران مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ،

اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا

یعنی جب کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو۔

مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی خبر پر بھروسہ کر کے تم یقین مت کر لیا کرو بلکہ خوب اچھی طرح تحقیقات اور چھان بین کر کے خبروں پر اعتماد کرو۔ ورنہ تم سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی رہیں گی۔ لہٰذا خبردار خبردار کان کے کچے مت بنو اور ہر آدمی کی بات سن کر بلا

تحقیقات کئے نہ مان لیا کرو۔

۱۹ ریاکاری

کچھ مردوں اور عورتوں کی یہ خراب عادت ہوتی ہے کہ وہ دین یا دنیا کا جو کام بھی کرتے ہیں وہ شہرت، ناموری اور دکھاوے کے لئے کرتے ہیں۔ اس خراب عادت کا نام "ریا کاری" ہے اور یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ریا کاری کرنے والوں کو قیامت کے دن خدا کا منادی اس طرح میدانِ محشر میں پکارے گا کہ اے بدکار، اے بدعہد، اے ریا کار! تیرا عمل غارت ہوگیا اور تیرا اجر و ثواب برباد ہوگیا۔ تو خدا کے دربار سے نکل جا اور اس شخص سے اپنا ثواب طلب کر جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۹۴)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس عمل میں ذرہ بھر بھی ریا کاری کا شائبہ ہو اس عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا...... اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ریا کاری کرنے والے قاریوں کے لئے تیار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۹۴)

۲۰ تعریف پسندی

کچھ مرد اور عورتیں اِس خراب عادت میں مبتلا ہیں کہ جو شخص ان کے منہ پر ان کی تعریف کردے وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جو شخص ان کے عیبوں کی نشاندہی کردے اس پر مارے غصہ کے آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ آدمی کی یہ خصلت بھی نہایت ناقص اور بہت بری عادت ہے۔ اپنی تعریف کو پسند کرنا اور اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص تمہاری تعریف کرے تو تم اپنے دِل میں سوچو کہ اگر واقعی وہ خوبی تمہارے اندر موجود ہو تو تم اس پر خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق عطا فرمائی اور ہرگز ہرگز اپنی اس خوبی پر اکڑ کر اور اُترا کر خوش نہ ہو جاؤ اور اگر کوئی شخص تمہارے سامنے تمہاری خامیوں کو بیان کرے تو ہرگز ہرگز اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو۔ بلکہ اس کو اپنا مخلص دوست سمجھ کر اس کی قدر کرو اور اپنی خامیوں کی اصلاح کر لو اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہر تعریف کرنے والا دوست نہیں ہوا کرتا اور ہر تنقید کرنے والا دشمن نہیں ہوا کرتا۔ قرآن و حدیث کی مقدس تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہو کر پھول جانے والا آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد ناپسند ہے اور اس قسم کے مردوں اور عورتوں کے اردگرد اکثر چاپلوسی کرنے والوں کا مجمع اکٹھا ہو جایا کرتا ہے اور یہ خود غرض لوگ تعریفوں کا پل باندھ کر آدمی کو بیوقوف بنایا کرتے ہیں اور جھوٹی تعریفوں سے آدمی کو اُلو بنا کر اپنا مطلب نکال لیا کرتے ہیں اور پھر لوگوں سے اپنی مطلب برآری اور بیوقوف بنانے کی داستان بیان کر کے لوگوں کی خوش طبعی اور ہنسنے ہنسانے کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد و عورت کو چاپلوسی کرنے والوں اور منہ پر تعریف کرنے والوں کی عیارانہ چالوں سے ہوشیار رہنا چاہئے اور ہرگز ہرگز اپنی تعریف سن کر خوش نہ ہونا چاہئے۔

چند اچھی باتیں

(۱) حلم

غصہ کو برداشت کر لینا اور غصہ دلانے والی باتوں پر غصہ نہ کرنا اس کو حلم اور برد باری کہتے ہیں۔ یہ مسلمان کی بہت ہی بلند مرتبہ عادت ہے اور اس عادت والے کو خداوند قدوس دنیا و آخرت میں بڑے بڑے مراتب و درجات عطا فرماتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں رب العزۃ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ،

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

یعنی غصہ کو پی جانے والوں، اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں اور اس قسم کے اچھے اچھے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

اللہ اکبر! غصہ کو ضبط اور برداشت کرنے والوں کو خداوند قدوس اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ سبحان اللہ! کوئی بندہ یا بندی اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بن جائے اس سے بڑھ کر اور کون سی دوسری نعمت ہو سکتی ہے؟

لہٰذا پیارے بہنو اور بھائیو! تم اپنی یہ عادت بنالو کہ کوئی کتنی ہی سخت بات تم کو کہہ دے مگر تم اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لو اور اگر غصہ آ جائے تو غصہ کو پی جاؤ اور ہرگز ہرگز اپنے غصہ کا اظہار نہ کرو۔ نہ کوئی انتقام لو۔ اگر تم نے یہ عادت ڈال لی تو پھر یقین کر لو کہ خدا اور اس کی تمام مخلوق کے پیارے بن جاؤ گے اور خداوند کریم بڑے بڑے درجات و مراتب کا تم کو تاج پہنا کر نیک بختی اور خوش نصیبی کا تاجدار بنادے گا۔

(۲) تواضع وانکساری

اپنے کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھ کر دوسروں کی تعظیم و تکریم کے ساتھ خاطر و مدارت کرنا اس عادت کو تواضع اور انکساری کہتے ہیں۔ یہ نیک عادت درحقیقت جو ہر نایاب ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اس عادت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے گویا اس کو خیر کثیر کا خزانہ عطا فرما دیتا ہے جو شخص ہر ایک کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھے گا وہ ہمیشہ گھمنڈ اور تکبر کی شیطانی خصلت سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہاں میں سر بلندی اور عزت و عظمت کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنادے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ،

مَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ

یعنی جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے تواضع اور انکساری کی خصلت اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سر بلندی عطا فرمائے گا۔

(احیاء العلوم جلد ۳ صفحہ ۳۴۰)

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ ؂

مرا پیر دانائے روشن شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش وگر آنکہ بر غیر بد بین مباش

یعنی مجھ کو میرے پیر عارفِ خدا اور روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ رحمتہ نے دریائی سفر میں کشتی پر یہ دو نصیحت فرمائی ہیں۔ایک یہ کہ اپنے کو اچھا اور بڑا نہ سمجھو۔اور دوسری یہ کہ دوسروں کو برا اور کمتر نہ سمجھو۔ بلکہ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھ کر دوسروں کے سامنے تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرتے رہو اور خبر دار ہرگز ہرگز کبھی بھی تکبر اور گھمنڈ کی شیطانی ڈگر پر چل کر دوسروں کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو۔

یاد رکھو کہ تواضع اور عاجزی وانکساری کی عادت رکھنے والا آدمی ہر شخص کی نظروں میں عزیز ہو جاتا ہے۔اور متکبر آدمی سے ہر شخص نفرت کرنے لگتا ہے۔اس لئے ہر مرد وعورت کو لازم ہے کہ تواضع کی عادت اختیار کرے اور کبھی بھی ہرگز تکبر اور گھمنڈ نہ کرے۔

(۳) عفو و دَرگزر

اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ ظلم وزیادتی کر بیٹھے یا ایذا پہنچائے یا کسی سے کوئی خطا یا قصور ہو جائے یا تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچائے تو بدلہ وانتقام لینے کی بجائے اس کو معاف کر دینا۔ یہ بہت ہی بہترین خصلت،اور نہایت ہی نفیس عادت ہے۔لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دینا قرآن مجید میں فرمایا ﴿وَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا﴾ یعنی لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دو اور در گزر کی خصلت اختیار کرو۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ان مجرموں اور خطا کاروں کو جنہوں نے برسوں تک آپ پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے۔ فتح مکہ کے دن جب یہ سب مجرمین آپ کے سامنے لرزتے اور کانپتے ہوئے آئے تو آپ نے ان سب مجرموں کی خطاؤں کو معاف فرما دیا اور کسی سے بھی کوئی انتقام اور بدلہ نہیں لیا۔جس کا اثر یہ ہوا کہ تمام کفارِ مکہ نے اس اخلاقِ محمدی سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔

عزیز بھائیو اور پیارے بہنو! تم بھی اپنی یہی عادت بنا لو کہ گھر میں یا گھر کے باہر ہر جگہ لوگوں کے قصور کو معاف کر دیا کرو۔اس سے لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا اور خداوند کریم بھی تم پر مہربان ہو کر تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا۔

(٤) صبر و شکر

مصیبتوں اور جسمانی وروحانی تکلیفوں پر اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ زبان سے کوئی برا لفظ نہ نکلے۔ نہ گھبرا گھبرا کر اور پریشان حال ہو کر اِدھر اُدھر بھٹکتا اور بھاگتا پھرے بلکہ بڑی سے بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے سامنے عزم واستقلال کے ساتھ جم کے ڈٹے رہنا۔اس کا نام ''صبر'' ہے۔صبر کا کتنا بڑا ثواب اور اجر ہے اس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔قرآن مجید میں خداوند کریم کا فرمان

ہے کہ،

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوا کرتی ہے۔

اور خداوند کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا کہ:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

یعنی اے محبوب! آپ اسی طرح صبر کریں جس طرح تمام ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ہے۔

اس دنیا میں رنج وراحت غمی وخوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر شخص کو اس دنیاوی زندگی میں تکلیف وآرام دونوں سے پالا پڑنا ضروری ہے۔ اس لئے ہر انسان پر لازم ہے کہ کوئی نعمت وراحت ملے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور کوئی تکلیف ورنج پہنچے تو اس پر صبر کرے۔ غرض صبر کی عادت ایک نہایت ہی بہترین عادت ہے اور مثل مشہور ہے کہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر مرد عورت کو چاہئے کہ صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

(۵) قناعت

انسان کو جو کچھ خدا کی طرف سے مل جائے اس پر راضی ہو کر زندگی بسر کرتے ہوئے حرص اور لالچ کو چھوڑ دینا۔ اس کو ''قناعت'' کہتے ہیں۔ قناعت کی عادت انسان کے لئے خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قناعت پسند انسان سکون واطمینان کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور حریص اور لالچی انسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے قناعت تونگرم گرداں کہ درائے تو ہیچ نعمت نیست

یعنی اے قناعت کی عادت تو مجھ کو تونگر اور مالدار بنا دے۔ کیونکہ تجھ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ ہر انسان خصوصاً عورتوں کو چاہئے کہ ان کو بیٹے شوہروں کی طرف سے جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہ کر قناعت کریں اور دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی حرص اور لالچ کی عادت سے ہمیشہ دور رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگی نہایت ہی سکون واطمینان کے ساتھ بسر ہوگی اور نہ وہ خود پریشان حال رہیں گی۔ نہ اپنے شوہر کو پریشانی میں ڈالیں گی۔

(٦) رحم و شفقت

خدا کی ہر مخلوق انسان ہو یا جانور اگر وہ رحم کے لائق ہوں تو ان پر رحم کرنا، اور ان کے ساتھ مہربانی و شفقت کا سلوک اور برتاؤ کرنا یہ انسان کی بہترین خصلت، اور اعلیٰ درجے کی قابلِ تعریف عادت ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر بے حد ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ،

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ

رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے اے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مجتبائی)

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر　　　خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت ہی بڑی نعمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رحم اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی ہے اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ مجتبائی)

(۷) خوش اخلاقی

ہر ایک کے ساتھ خوش روئی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا وہ پیغمبرانہ خصلت ہے، جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ،

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا

یقیناً تم سب مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجھے وہ شخص محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۱)

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے بہترین چیز جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اچھے اخلاق'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن دار نیکی اچھے اخلاق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۱ مجتبائی)

ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں، بلکہ ہر ملنے جلنے والے کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے لوگوں سے ملنا جلنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی عادت ہے اور ثواب کا کام ہے۔

جولوگ ہر وقت گال پھلائے، منہ لٹکائے، اور پیشانی پر بل ڈالے ہوئے تیوری چڑھائے ہوئے دوسروں سے بداخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ بہت ہی منحوس ومغرور ہیں اور وہ دنیاو آخرت کی سعادتوں اور خوش نصیبیوں سے محروم ہیں۔ نہ انکو کبھی خوشی نصیب ہوتی ہے، نہ اُن سے مل کر دوسروں کا دل خوش ہوتا ہے بلکہ ایسے مردوں اور عورتوں کے چہروں پر ہر وقت ایسی رعونت اور نحوست برستی رہتی ہے کہ ان کا چہرہ دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی ابھی سو کر اٹھے ہیں اور ابھی منہ نہیں دھویا ہے۔

(۸) حیاء

ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیاء کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عفت و پاک دامنی کا دارومدار اور نسوانیت کے حسن و جمال کی جان ہے۔ جس مرد یا عورت میں حیاء کا جوہر ہوگا وہ تمام عیب لگانے والے اور برے کاموں سے فطری طور پر رک جائے گا اور تمام رذائل سے پاک وصاف رہ کر اچھے اچھے کاموں اور فضائل ومحاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائے گا۔ چنانچہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ یعنی حیاء درخت ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

(بخاری شریف جلد ۱ کتاب الایمان صفحہ ۲)

(۹) صفائی ستھرائی

یہ مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کی نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرف کا آئینہ دار، اور محبوب پروردگار ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان وسامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے گندگی اور پھوہڑپن انسان کی عزت وعظمت کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لئے مرد عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہئے۔ صفائی ستھرائی سے صحت وتندرستی بڑھتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھوہڑ اور میلے کچیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے تھے اور اس کی تاکید فرماتے تھے۔

پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظر میں ذلیل وخوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو ان کے پھوہڑپن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لئے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

(۱۰) سادگی

خوراک، پوشاک، سامانِ زندگی، رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا، اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں امیری ہو یا فقیری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے۔ اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے اور نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ سادگی کی زندگی بسر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنتِ کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو!

(۱۱) سخاوت

اپنی طاقت اور حیثیت کے لحاظ سے سخاوت کی عادت ایک نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ چنانچہ کنجوسی کے بیان میں سخاوت کی فضیلت اور اس کے بارے میں حدیث شریف ہم تحریر کر چکے ہیں۔

(۱۲) شیریں کلامی

ہر آدمی سے بات چیت کرنے میں نرم لہجہ اور شیریں زبان کے ساتھ گفتگو کی عادت انسانی خصائل میں سے بہترین عادت ہے۔ اس سے ہر آدمی کا دل جیتا جا سکتا ہے گفتگو میں کڑوا لہجہ، چیخنا چلانا، ڈانٹ پھٹکار منہ بگاڑ کر جواب دینا، یہ اتنی مردود عادتیں ہیں کہ ان سے آدمی ہر ایک کی نظر میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے۔

گناہوں کا بیان

گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ گناہِ صغیرہ (چھوٹے چھوٹے گناہ)۔ گناہِ کبیرہ (بڑے بڑے گناہ)۔ گناہ صغیرہ نیکیوں اور عبادتوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہ کبیرہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی سچی توبہ کر کے اہل حقوق سے اُن کے حقوق کو معاف نہ کرالے۔

گناہِ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

گناہِ کبیرہ ہر اُس گناہ کو کہتے ہیں جس سے بچنے پر خداوند قدوس نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (حاشیہ بخاری صفحہ ۳۶)

اور بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ہر وہ گناہ جس کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ و رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعید سنائی، یا لعنت فرمائی۔ یا عذاب و غضب کا ذکر فرمایا وہ گناہِ کبیرہ ہے۔ (فیوض الباری جلد ۱ صفحہ ۴۰۵)

گناہِ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

گناہِ کبیرہ کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان میں سے چند مشہور کبیرہ گناہوں کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں، جو یہ ہیں۔

(۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) خون ناحق کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کفار سے بھاگ جانا (۷) پاک دامن مومن عورتوں اور مردوں پر زنا کی تہمت لگانا (۸) زنا کرنا (۹) اغلام بازی کرنا (۱۰) چوری کرنا (۱۱) شراب پینا (۱۲) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (۱۳) ظلم کرنا (۱۴) ڈاکہ ڈالنا (۱۵) ماں باپ کو تکلیف دینا (۱۶) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا (۱۷) جوا کھیلنا (۱۸) صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا (۱۹) اللہ کی رحمت سے نا امید ہو جانا (۲۰) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو جانا (۲۱) ناچ دیکھنا (۲۲) عورتوں کا بے پردہ ہو کر پھرنا (۲۳) ناپ تول میں کمی کرنا (۲۴) چغلی کھانا (۲۵) غیبت کرنا (۲۶) دو مسلمانوں کو آپس میں لڑا دینا (۲۷) امانت میں خیانت کرنا (۲۸) کسی کا مال یا زمین و سامان وغیرہ غصب کر لینا (۲۹) نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کو چھوڑ دینا (۳۰) جادو کرنا (۳۱) مسلمانوں کو گالی دینا، ان سے ناحق طور پر مار پیٹ کرنا وغیرہ سینکڑوں گناہ کبیرہ ہیں۔ جن سے بچنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی ان گناہوں سے روکنا لازم اور ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرتے دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو گناہ کرنے سے روک دے اور اگر ہاتھ سے اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کر دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم سے کم اپنے دل سے اس گناہ کو برا سمجھ کر اُس سے بیزاری ظاہر کر دے اور یہ ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۶ مجتبائی)

ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ کوئی آدمی کسی قوم میں رہ کر گناہ کا کام کرے اور وہ قوم قدرت رکھتے ہوئے بھی اس آدمی کو گناہ کرنے سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اس ایک آدمی کے گناہ کے سبب سے پوری قوم کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)

گناہوں سے دنیاوی نقصان

گناہوں سے آخرت کا نقصان، اور عذاب جہنم کی سزائیں، اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا۔ اس کو تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) روزی کم ہو جانا (۲) بلاؤں کا ہجوم (۳) عمر گھٹ جانا (۴) دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو جانا (۷) لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹) نعمتوں کا چھن جانا (۱۰) ہر وقت دِل کا پریشان رہنا (۱۱) اچانک لا علاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں، اور اس کے نبیوں، اور اس کے نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳) چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہو جانا (۱۴) شرم وغیرت کا جاتے رہنا (۱۵) ہر طرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا ہجوم ہو جانا (۱۶) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ وغیرہ گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دُنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

عبادتوں کے دُنیاوی فوائد

عبادتوں سے آخرت کے فوائد تو ہر شخص کو معلوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو آخرت میں جنت کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے غافل نہ رہو کہ عبادت سے آخرت کے فائدوں کے علاوہ عبادت کی برکت سے بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) روزی بڑھنا (۲) مال سامان اولاد ہر چیز میں برکت ہونا (۳) بہت سی دنیاوی تکلیفوں اور پریشانیوں کا دفع ہو جانا (۴) بہت سی بلاؤں کا ٹل جانا (۵) سب کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا (۶) نورِ ایمان کی وجہ سے چہرے کا با رونق ہو جانا (۷) عمر کا بڑھ جانا (۸) پیداوار میں خیر و برکت ہونا (۹) بارش ہونا (۱۰) ہر جگہ عزت وآبرو ملنا (۱۱) فاقہ سے بچا رہنا (۱۲) دن بدن نعمتوں میں ترقی ہونا (۱۳) بہت سی بیماریوں سے شفا پا جانا (۱۴) آئندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچانا (۱۵) شادمانی اور اطمینانِ قلب کی زندگی نصیب ہونا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دنیاوی فائدے ہیں جو عبادت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

عبادت کی شان

رحمت کبریا عبادت ہے — راحت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت ہے
حسن نور خدا عبادت ہے — طلعت جاں فزا عبادت ہے
حاصل زیست معرفت حق کی — خلق کا مدّعا عبادت ہے
دونوں عالم کا ہے بھلا اس سے — دولت بے بہا عبادت ہے
یہ خدا سے تجھے ملائے گی — قبلہ حق نُما عبادت ہے
روشنی معرفت کی گر چاہو — چشم دل کی ضیا عبادت ہے
روح کو ملتی ہے توانائی — ہر مرض کی دوا عبادت ہے

اعظمی کر علاج عصیاں کا
معصیت کی شفا عبادت ہے

(۳) رسومات

محبت خصومات میں کھو گئی
یہ امت رسومات میں کھو گئی

مسلمانوں کی رسموں کا بیان

جب تک اسلام عرب کی زمین تک محدود رہا۔ اس وقت تک مسلمانوں کا معاشرہ اوران کا طرز زندگی بالکل ہی سیدھا سادہ اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات وخرافات سے پاک صاف رہا۔ لیکن جب اسلام عرب سے باہر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو دوسری قوموں اور دوسرے مذہب والوں کے میل جول اور ان کے ماحول کا اسلامی معاشرہ اور مسلمانوں کے طریقۂ زندگی پر بہت زیادہ اثر پڑا اور کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی بہت سی غلط سلط اور من گھڑت رسموں کا مسلمانوں پر ایسا جارحانہ حملہ ہوا۔ اور مسلمان ان مشرکانہ رسموں میں اس قدر ملوث ہو گئے کہ اسلامی معاشرہ کا چہرہ مسخ ہو گیا اور مسلمان رسم ورواج کی بلاؤں میں گرفتار ہو کر خیر القرون کی سیدھی سادھی اسلامی طرز زندگی سے بہت دور ہو گئے۔ چنانچہ خوشی غمی، پیدائش وموت، ختنہ، شادی بیاہ وغیرہ مسلمانوں کی جملہ تقریبات بلکہ مسلمانوں کی زندگی وموت کے ہر مرحلہ اور موڑ پر قسم قسم کی رسموں کی فوجوں کا اس طرح عمل دخل ہو گیا ہے کہ مسلمان اپنی تقریبات کو باپ داداؤں کی ان روایتی رسموں سے الگ کر ہی نہیں سکتے اور یہ حال ہو گیا ہے کہ ؎

یہ امت روایات میں کھو گئی
حقیقت خرافات میں کھو گئی

ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کی تقریبات میں جن رسموں کا رواج پڑ گیا ہے ان کے بارے میں تین قسم کے مکتب خیال کے لوگ ہیں جو اپنے اپنے مسلک کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اول : لال، پیلے، ہرے رنگ کے لباسوں والے گیسو دراز قسم کے رنگین مزاج باباؤں کا گروہ جو تصوف کا لبادہ اوڑھے ہوئے صوفی بنے پھرتے ہیں ان حقیقت ومعرفت کے ٹھیکیداروں نے تو تمام خرافات اور خلافِ شریعت رسومات کو جائز ٹھہرا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ڈھولک اور طبلہ کی تھاپ، ہارمونیم اور سارنگی کے راگ پر ان لوگوں کو معرفت کی معراج حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی جہالت سے مسلم معاشرہ کو تہس نہس اور اسلام کے مقدس چہرہ کو خرافات وبدعات اور خلاف شریعت رسومات کے داغ دھبوں سے مسخ کر ڈالا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ خطا کار ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں کی صحبت اور ان لوگوں کی پیروی سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

دوم : وہابیوں دیوبندیوں کا فرقہ ہے جنہوں نے اصلاح کے نام سے اسلامی معاشرہ اور دین اسلام کی حجامت بنا ڈالی ہے۔ان لوگوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مسلم معاشرہ کی جائز وناجائز تمام رسومات کو حرام وبدعت بلکہ کفر وشرک ٹھہرا دیا ہے۔اور یہ لوگ یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنے کو کفر وشرک لکھ دیا اور زیب وزینت کے لئے دیواروں پر دیوار گیری اور چھتوں میں چھت گیری لگانے کو بدعت اور حرام لکھ مارا۔اور دوسری بہت سی جائز چیزوں مثلاً قبروں پر چادر ڈالنے ، بزرگوں کی نیاز فاتحہ دلانے ،مردوں کا تیجہ، چالیسواں کرنے کو بدعت وحرام قرار دیا۔میلاد شریف کی مجلسوں کو حرام وبدعت بلکہ کنھیا کے جنم سے بدتر لکھ دیا۔قیام وسلام کو ناجائز وممنوع قرار دیا۔ بزرگان دین کے عرسوں کو ناجائز وحرام لکھا۔محرم میں ذکر شہادت اور سبیلوں سے منع کیا اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں سے جب ان رسومات کے کفر وشرک اور بدعت وحرام ہونے پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم لوگوں نے احتیاطاً ان چیزوں کو کفر وشرک اور حرام وبدعت لکھ دیا ہے تاکہ لوگ ڈر کر ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔خدا کے لئے کوئی ان سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کفر وشرک اور حرام وناجائز ٹھہرانا یہ احتیاط ہے یا اعلیٰ درجے کی بے احتیاطی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال بتایا ہے ان کو کفر وشرک اور حرام بتانا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء وتہمت ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ،

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ط

یعنی اُس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے۔

بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن رسموں کو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں بتایا۔ان کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر حرام ٹھہرانا یہ خود بہت بڑا گناہ ہے۔لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں سے بھی الگ تھلگ رہیں اور ہرگز ہرگز ان لوگوں کی پیروی نہ کریں۔

سوم : ہم سب اہل سنت وجماعت کا مقدس طبقہ ہے۔جس کے بڑے بڑے علمبرداروں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ومولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، ومولانا فضل رسول بدایوانی، ومولانا فضل حق خیر آبادی، ومولانا بحر العلوم لکھنوی، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ بزرگانِ دین ہیں۔اہلِ سنت وجماعت کے ان مقدس بزرگوں کا مسلمانوں کی رسموں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کی وہ رسمیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے وہ تو یقیناً حرام وناجائز ہیں۔مثلاً ناچ گانا، باجہ بجانا، آتش بازی، دولہا کو چاندی سونے کے زیورات پہنانا، تقریبات میں عورتوں مردوں کا بے پردگی کے ساتھ جمع ہونا، گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا، عورتوں کو بے پردہ اس کے سامنے آنا اور سالیوں وغیرہ کا ہنسی مذاق کرنا۔دولہا کے جوتوں کو چرا لینا پھر زبردستی دولہا سے انعام وصول کرنا وغیرہ وغیرہ شریعت نے جن رسموں کو جائز بتایا ہے۔ یا وہ رسمیں جن کے بارے

میں شریعت خاموش ہے اُن کو ہرگز ہرگز ناجائز اور حرام نہیں کہا جا سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے نہ ثابت ہو۔ اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ خواہ مخواہ مسلمانوں کی تمام رسموں کو کھینچ تان کر ممنوع اور حرام قرار دینا اور بلاوجہ مسلمانوں کو بدعتی اور حرام کا مرتکب کہنا یہ بہت بڑی زیادتی اور دین میں حد سے بڑھ جانا ہے۔ کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کی رسموں اور رواجوں کی بنیاد عرف پر ہے۔ یہ کوئی مسلمان بھی نہیں سمجھتا کہ سب رسمیں شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں۔ بعض مولویوں کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ فلاں رسم کو لوگ فرض سمجھنے لگے ہیں اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کو ہم اس رسم سے روکتے ہیں کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اور درحقیقت یہ لوگ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا کرنے والا اس کو فرض سمجھتا ہے کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنا یہ اور بات ہے اور اس کو فرض سمجھ لینا اور بات ہے۔ دیکھو وضو کرنے والا ہمیشہ وضو میں کانوں اور گردن کا مسح ضرور کرتا ہے کبھی بھی گردن اور کانوں کا مسح نہیں چھوڑتا۔ تو کیا کوئی بھی اس پر یہ الزام لگا سکتا ہے؟ کہ وہ سر کے مسح کی طرح گردن اور کانوں کے مسح کو بھی فرض سمجھتا ہے حالانکہ کانوں اور گردن کا مسح سنت و مستحب ہے اور کیا کوئی بھی اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ لوگوں کو کانوں اور گردن کے مسح سے منع کر دے کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ بس اسی طرح سمجھ لو کہ لوگ ہمیشہ عید کے دن سوّیاں اور شب برات کو حلوہ پکاتے ہیں اور میلاد شریف میں ہمیشہ شیرینی بانٹتے ہیں اور کبھی اس کو ترک نہیں کرتے مگر اس کو ہمیشہ کرنے سے یہ الزام نہیں آتا کہ لوگ ان کاموں کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔ جس طرح گردن اور کانوں پر ہمیشہ مسح کرنے والا ہمیشہ کرنے کے باوجود یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ کانوں اور گردن کا مسح فرض نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔ اسی طرح ہمیشہ عید کی سوّیاں اور شب برات کو حلوہ پکانے والا یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ فرض نہیں ہے بلکہ جائز و مباح ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کو فرض سمجھنا یا فرض نہ سمجھنا اس کا تعلق عقیدہ سے ہے نہ کہ عمل سے کہاں عمل؟ اور کہاں عقیدہ؟ عمل اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز دونوں میں بڑا فرق ہے۔

بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں رواج پا جانے والی تمام رسومات حرام و ناجائز نہیں۔ بلکہ کچھ رسمیں ناجائز ہیں اور کچھ جائز اور رسموں کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جائز رسموں کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

چند بری رسمیں

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ بچوں کی پیدائش یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی بیاہ کے موقعوں پر محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ ناجائز و حرام ہے کہ اول ڈھول بجانا ہی حرام۔ پھر عورتوں کا گانا اور زیادہ برا۔ عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچانا اور وہ بھی گانے کی۔ اور وہ بھی عشق اور ہجر و وصال کے اشعار اور گیت ظاہر ہے کہ یہ کتنے فتنوں کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح عورتوں کا رتجگا بھی ہے کہ رات بھر عورتیں گاتی بجاتی رہتی ہیں اور گلگلے پکتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو گاتی بجاتی ہوئی مسجد میں طاق بھرنے کے لئے جاتی ہیں۔ اس میں بہت خرافات پائی جاتی ہیں نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جا سکتے ہیں۔ عورتوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ان عورتوں کے ہاتھ میں آٹے سے بنے ہوئے چار بتیوں والے چراغ کی کیا حاجت ہے مٹی کا چراغ کافی ہے اور تیل کی جگہ گھی جلانا بالکل ہی اسراف اور فضول خرچی اور مال کو برباد کرنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ دولہا دلہن کو اُبٹن ملوانا۔ مائیوں بٹھانا جائز ہے لیکن دولہا کے ہاتھ پاؤں میں زینت کے لئے مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی دولہا کو ریشمی پوشاک یا زیوارت پہنانا حرام ہے۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ ناچ باجہ، آتش بازی حرام ہیں۔ شادیوں میں دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں۔ ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی یا مراثن ناچتی ہے اور کمر کولھے مٹکا مٹکا کر اور ہاتھوں سے چمکا چمکا کر تماشہ کرتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ناچ حرام و ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں۔ کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں جو آنکھوں کا زنا ہے۔ اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں جو کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں جو زبان کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں جو ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں جو پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں جو اصل زنا ہے۔

آتش بازی خواہ شب براءت میں ہو یا شادی بیاہ میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے اور اس میں کئی گناہ ہیں۔ یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فضول خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں۔ پھر اس میں ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور بلا وجہ جان یا مال کو ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا شریعت میں حرام ہے۔

اسی طرح شادی بیاہ میں دولہا کو مکان کے اندر بلانا اور عورتوں کا سامنے آکر یا تانک جھانک کر اس کو دیکھنا، اس سے مذاق کرنا، اسکے ساتھ چوتھی کھیلنا یہ سب رسمیں حرام و ناجائز ہیں۔ شادیوں یا دوسرے موقعوں پر خاصدان، عطردان، سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کا استعمال کرنا، بہت باریک کپڑے پہننا یا بجتے ہوئے زیور پہننا یہ سب رسمیں ناجائز ہیں۔

عقیقہ میں بس اس قدر سنت ہے کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کر دینا اور بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دینا اور بچے کے سر میں زعفران لگا دینا۔ یہ سب کام تو ثواب کے ہیں باقی اس کے علاوہ جو رسمیں ہوتی ہیں کہ نائی سر مونڈنے کے بعد سب کنبہ و برادری کے سامنے کٹوری ہاتھ میں لے کر اپنا حق مانگتا ہے اور لوگ اس کٹوری میں پیسے ڈالتے ہیں اور برادری کے لوگ جو کچھ نائی کی کٹوری میں ڈالتے ہیں وہ گھر والے کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے کہ جب ان دینے والوں کے یہاں عقیقہ ہوگا تو یہ لوگ اتنی ہی رقم ان کے نائی کی کٹوری میں ڈالیں گے۔ اسی طرح سوپ میں کچا اناج رکھ کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عقیقہ میں لوگوں نے یہ رسم مقرر کر لی ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا بھی ذبح کیا جائے۔ یہ سب رسمیں بالکل ہی لغو ہیں۔ شریعت میں فقط اتنی ہی بات ہے کہ نائی کو سر مونڈانے کی اجرت دے دی جائے اور بکرا خواہ سر مونڈنے سے پہلے ذبح کریں خواہ بعد میں سب جائز و دُرست ہے اسی طرح ختنہ میں بعض جگہ اس رسم کی بے حد پابندی کی جاتی ہے کہ بچے کا لباس، بستر، چادر سب کچھ سرخ رنگ کا تیار کیا جاتا ہے اور چوبیس گھنٹے بچہ کے ہاتھ میں چاقو یا چھری کا رکھنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب رسمیں من گھڑت ہیں۔ شریعت سے ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جہیز

ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز کرسی، تخت، جائے نماز، قرآن مجید، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلاشبہ یہ جائز ہے بلکہ سنت ہے کیوں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دینا یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا فرض و واجب نہیں ہے۔ لڑکی اور داماد کے لئے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی اور داماد کی خواہش پوری کریں۔ یہ خلافِ شریعت بات ہے بلکہ آج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ جہیز میں فلاں فلاں سامان، اور اتنی اتنی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لئے بیاہی نہیں جارہی ہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ سب رسم یقیناً خلافِ شریعت ہے اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔

تہواروں کی رسمیں

مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ عید کے دن سویاں پکاتے ہیں۔ بقرعید کے دِن گوشت بھری پوریاں اور قسم قسم کے کباب تیار کرتے ہیں۔شب براءت میں حلوہ پکاتے ہیں۔شربت بناتے ہیں رجب کے مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکاتے ہیں۔اور بزرگوں کی فاتحہ دلاتے ہیں۔آپس میں مل جل کر کھاتے کھلاتے ہیں۔عزیزوں اور رشتہ داروں کے یہاں تحفہ بھیجتے ہیں۔ایک دوسرے کے بچوں کو تہواریاں دیتے ہیں۔ ان سب رسموں میں چونکہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے اس لئے یہ سب رسمیں جائز ہیں۔بعض فرقوں والے ان چیزوں کو ناجائز بتاتے ہیں۔اور نیاز فاتحہ کے کھانوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے سر پر یہ الزام تھوپتے ہیں کہ مسلمان ان رسموں کو فرض بتاتے ہیں۔یہ ان رسموں کو بلا کسی شرعی دلیل کے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان رسموں کو ہرگز ہرگز کوئی مسلمان فرض وواجب نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان باتوں کو ایک جائز رسم ورواج ہی سمجھ کر کیا کرتا ہے اور یقیناً یہ سب باتیں جائز ہیں۔ بلکہ اگر اچھی نیت سے ہوں تو مستحب اور کارِ ثواب بھی ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مہینوں اور دنوں کی نحوست

جاہل عورتوں میں یہ رسم ورواج ہے کہ وہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو ''خالی کا چاند'' اور صفر کے مہینہ کو ''تیرہ تیزی'' کہتی ہیں اور ان دونوں مہینوں کو منحوس سمجھتی ہیں ان دونوں مہینوں میں شادی بیاہ اور ختنہ وغیرہ کو نامبارک جانتی ہیں۔اسی طرح ہر مہینے کی ۳۔۱۳۔۲۳ تاریخوں اور ۸۔۱۸۔۲۸ تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان تاریخوں میں شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کرنے کو بہت برا اور نحوست والا کام سمجھتی ہیں کچھ جاہل مرد وعورتیں قمر در عقرب میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس اور نامبارک مانتے ہیں۔اسی طرح بدھ کے دن کو منحوس سمجھ کر کچھ لوگ اس دن سفر نہیں کرتے۔ کچھ عورتیں ان مہینوں اور تاریخوں کی نحوست سے بچنے کے لئے طرح طرح کے ٹوٹکے کرتی ہیں۔کہیں کہیں رواج ہے کہ ہر تیرھویں کو کچھ گھونگدیاں پکا کر تقسیم کرتے ہیں تا کہ اس تاریخ کی منحوسیت سے حفاظت رہے۔کان کھول کر سن لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے سارے اعتقادات سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔اور گناہ کی باتیں ہیں۔اس لئے ان اعتقادوں سے توبہ کرنا چاہئے۔شریعتِ اسلام میں ہرگز ہرگز نہ کوئی مہینہ منحوس ہے نہ کوئی تاریخ نہ کوئی دِن۔ ہر مہینہ ہر تاریخ ہر دِن اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو نہ منحوس بنایا ہے نہ نامبارک۔ یہ سب اعتقاد مشرکوں، نجومیوں اور رافضیوں کے من گھڑت عقیدوں کی پیداوار ہیں جو جاہل عورتوں میں چل پڑے ہیں۔ان رسموں کو مٹانا بہت ضروری ہے۔اس لئے عزیز بہنو! تم خود بھی ان اعتقادوں سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔اللہ تعالیٰ اس جہاد کا تم کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

محرم کی رسمیں

محرم کے مہینے میں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہداء کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس روضوں کی تصویر یا نقشہ بنا کر رکھنا اور ان کو دیکھنا۔ یہ تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک غیر جاندار چیز کی تصویر یا نقشہ ہے لہٰذا جس طرح کعبہ، بیت المقدس، نعلین شریفین وغیرہ کی تصویریں اور ان کے نقشے بنا کر رکھنے کو شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح شہداء کربلا کے روضوں کی تصویروں اور نقشے بھی یقیناً جائز ہی رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ محرم کے مہینے میں جو بہت سی بدعتیں اور خرافاتی رسمیں چل پڑی ہیں۔ وہ یقیناً ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ مثلاً ہر سال سینکڑوں ہزاروں روپے کے خرچ سے روضہ کربلا کی شبیہ (ماڈل) بنا کر اس کو پانی میں ڈبو دینا۔ یا زمین میں دفن کر دینا۔ یا جنگلوں میں پھینک دینا یہ یقیناً حرام و ناجائز ہے۔ کیوں کہ یہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ مال کو ضائع اور برباد کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح کی دوسری بہت سی خرافات ولغویات مثلاً ڈھول تاشہ بجانا، تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا سینے کو ہاتھوں یا زنجیروں یا چھریوں سے پیٹ پیٹ کر اور مار مار کر اچھلتے کودتے ہوئے ماتم کرنا۔ تعزیوں کے نیچے اپنے بچوں کو لٹانا تعزیوں کی تعظیم کے لئے تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا۔ تعزیوں کے نیچے کی دھول اٹھا اٹھا کر بطور تبرک چہروں، سروں اور سینوں پر ملنا۔ اپنے بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر محرم کی نیاز کے لئے بھیک منگوانا۔ بچوں کو کربلا کا پیک اور قاصد بنا کر اور ایک خاص قسم کا لباس پہنا کر اِدھر اُدھر دوڑاتے رہنا، سوگ منانے کے لئے خاص قسم کے کالے یا سبز رنگ کے کپڑے پہن کر ننگے سر، ننگے پاؤں گریبان کھولے ہوئے یا گریبان پھاڑ کر گلی گلی بھاگے پھرنا وغیرہ وغیرہ قسم کی لغویات وخرافات کی رسمیں جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ سب ممنوع وناجائز ہیں اور یہ سب زمانۂ جاہلیت اور رافضیوں کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں۔ جن سے توبہ کر کے خود بھی ان حرام رسموں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی طرح تعزیوں کا جلوس دیکھنے کے لئے عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور مردوں کے ہجوم میں جانا اور تعزیوں کو جھک جھک کر سلام کرنا۔ یہ سب کام بھی شریعت میں منع اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عزیزیہ و رسالہ تعزیہ داری مصنف اعلیٰ حضرت و بہار شریعت)

محرم میں کیا کرنا چاہئے؟

محرم کی دسویں تاریخ جس کا نام "روز عاشوراء" ہے۔ دنیا کی تاریخ میں یہ بڑا ہی عظمت وفضیلت والا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں سلامتی کے ساتھ "جودی پہاڑ" پر پہنچی۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو "خلیل اللہ" کا لقب ملا اور اسی دن آپ نے نمرود کی آگ سے نجات پائی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بلائیں ختم ہوئیں۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے۔ یہی وہ دن ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے

دریا پھٹ گیا اور فرعون لشکر سمیت دریا میں غرق ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے زندہ سلامت باہر تشریف لائے۔ اسی دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء نے میدانِ کربلا میں جامِ شہادت نوش فرما کر حق کے پرچم کو سربلند فرمایا۔ (صاوی و غنیته الطالبین)

شب عاشوراء کی نفل نماز

عاشوراء کی رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ) تین تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک سو مرتبہ قل ھو اللہ کی سورۂ پڑھے۔ گناہوں سے پاک ہوگا اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔ (فضائل الشهور و الصيام)

عاشورہ کا روزہ

نویں اور دسویں محرّم دونوں دن روزہ رکھنا چاہئے اور اگر نہ ہو سکے تو عاشورہ ہی کے دن روزہ رکھے۔ اس روزہ کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (مسلم شریف)

عاشوراء کے دن دس چیزوں کو علماء نے مستحب لکھا ہے۔ بعض عالموں نے ان کو ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے اور بعض نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتایا ہے۔ بہر حال یہ سب اچھے عمل ہیں، لہٰذا ان کو کرنا چاہئے۔

(۱) روزہ رکھنا (۲) صدقہ کرنا (۳) نماز نفل پڑھنی (۴) ایک ہزار مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا (۵) علماء کی زیارت (۶) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۷) اپنے اہل وعیال کے رزق میں وسعت کرنا (۸) غسل کرنا (۹) سرمہ لگانا (۱۰) ناخن تراشنا۔

اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دس چیزوں کے علاوہ تین چیزیں اور بھی مستحب ہیں۔ (۱) مریضوں کی بیمار پُرسی (۲) دشمنوں سے ملاپ کرنا (۳) دُعا عاشورہ پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا۔ یعنی زیادہ کھانا تیار کرا کر خوب پیٹ بھر کے کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (ماثبت من السنة)

مجالسِ محرّم

عشرۂ محرّم بالخصوص دسویں محرّم عاشوراء کے دن مجلس منعقد کرنا اور صحیح روایتوں کے ساتھ شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے فضائل و واقعاتِ کربلا کو بیان کرنا جائز باعثِ ثواب ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جن مجالس میں صالحین کا ذکر ہو۔ وہاں رحمت نازل ہوتی

ہے۔ پھر چونکہ ان واقعات میں صبر وتحمل اور تسلیم ورضا اور پابندی شریعت کا بے مثال عملی نمونہ بھی ہے۔ اس لئے کربلا کے واقعات کو بار بار بیان کرنے سے مسلمانوں کو دین پر استقامت حاصل ہوگی جو اسلام کا عطر اور ایمان کی روح ہے۔ مگر وہاں اس کا خیال رہے کہ ان مجلسوں میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی ذکرِ خیر ہو جانا چاہئے۔ تاکہ اہلِ سنت اور شیعوں کی مجلس میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہار شریعت)

میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی محفلوں کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ یہ سب جائز درست اور بہت ہی بابرکت محفلیں ہیں اور یقیناً باعثِ ثواب اور مستحب ہیں۔ اس لئے ان کو نہایت اخلاص و محبت سے کرنا چاہئے اور ان محفلوں اور مجلسوں میں نہایت ہی محبت وعقیدت کے ساتھ حاضری دینا چاہئے۔ ان محفلوں سے لوگوں کو روکنا یہ وہابیوں کا طریقہ ہے۔ ہرگز ہرگز ان لوگوں کی بات نہیں ماننی چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

فاتحہ

محرّم کے دس دنوں تک خصوصاً عاشوراء کے دن شربت پلا کر، کھانا کھلا کر، شیرینی پر یا پلاؤ پکا کر شہداء کربلا کی فاتحہ دلانا اور ان کی روحوں کو ثواب پہنچانا، یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں اور ان سب چیزوں کا ثواب یقیناً شہداء کربلا کی روحوں کو پہنچتا ہے اور اس فاتحہ وایصالِ ثواب کے مسئلے میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہلِ سنت کے چاروں اماموں کا اتفاق ہے (ہدایہ وشرح عقائد) پہلے زمانوں میں فرقہ معتزلہ اور اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اس مسئلہ میں اہلِ سنت کے خلاف ہیں اور فاتحہ وایصالِ ثواب سے منع کرتے رہتے ہیں۔ تم مسلمانان اہلِ سنت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز نہ ان کی باتیں سنو۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھو ورنہ تم خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرو گے۔

دسویں محرّم کو دعاء عاشوراء پڑھنے سے عمر میں خیر و برکت اور زندگی میں فلاح و نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ہماری کتاب ''موسم رحمت'' میں پوری اور مکمل دعاءِ عاشوراء لکھی ہوئی ہے اس کتاب کو ضرور پڑھو۔

محرّم کا پلاؤ

عاشوراء کے دن پلاؤ پکانا فرض یا واجب نہیں ہے لیکن اس کے حرام و ناجائز ہونے کی بھی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے بلکہ ایک روایت ہے کہ خاص عاشوراء کے دن پلاؤ پکانا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پا کر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشورہ کا دن تھا۔ آپ نے کشتی میں سے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول (بڑی مٹر) گیہوں۔ جو۔ مسور۔ چنا۔ دال۔ پیاز۔ سات قسم کے غلے موجود تھے۔ آپ نے ان ساتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیوبی نے فرمایا ہے کہ مصر میں جو کھانا عاشوراء کے دن ''طبیخ الحبوب'' (پلاؤ) کے نام

سے پکایا جاتا ہے۔اس کی اصل دلیل یہی حضرت نوح علیہ السلام کا عمل ہے۔ (القلیوبی)

شب برأت کا حلوہ

شب برأت میں حلوہ پکانا نہ تو فرض و سنت ہے نہ حرام و ناجائز بلکہ حق بات یہ ہے کہ شبِ برأت میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح اور جائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک عمدہ اور لذیذ کھانا فقراء و مساکین اور اپنے اہل و عیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ ثواب کا کام بھی ہے۔

درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ و خیرات اور ایصال ثواب وصلہ رحمی کی خاص رات ہے۔لہٰذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب اور لذیذ کھانا پکایا جائے۔بعض عالموں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ،

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوآءَ وَالْعَسَلَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہٰذا ان علماء کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا۔پھر رفتہ رفتہ عوام میں بھی اس کا چرچا اور رواج ہو گیا۔چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ پاک و ہند میں شب براءت کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے اور سمرقند و بخارا میں ''قتلما'' پر۔جو ایک میٹھا کھانا ہے۔

الغرض شب براءت کا حلوہ ہو یا عید کی سویاں، محرم کا پلاؤ ہو یا مالیدہ، محض ایک رسم و رواج کے طریقہ پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سنت ہیں۔اس لئے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں۔یاد رکھو کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔قرآن مجید میں ہے،

قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَاماً وَّ حَلٰلاً قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ

یعنی کہہ دو۔بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا۔اُس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام کچھ حلال ٹھہرالیا۔

(اے پیغمبر) فرمادو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے، یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو۔ (یونس)

ایمانیات

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں

جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جاننا چاہئے کہ مسائل شریعت چار قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان وعقیدہ سے ہے جیسے توحید، رسالت، قیامت وغیرہ کا بیان۔ دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جو بدنی و مالی عبادتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے نماز، روزہ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ۔ تیسری قسم وہ باتیں ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ لین دین اور معاملات سے ہے۔ جیسے خرید وفروخت، نکاح وطلاق، حکومت وسیاست وغیرہ۔ چوتھی قسم ان اوصاف کا بیان جو انسان کے اخلاق وعادات اور نفسانی جذبات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جیسے شجاعت، سخاوت، صبر وشکر وغیرہ مسائل شریعت کی یہ چار قسمیں انسان کی صلاح وفلاحِ دارین کیلئے انتہائی ضروری ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ جب تک عقیدے صحیح اور درست نہیں ہوں گے اُس وقت تک کوئی عمل مقبول نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اسلام کے عقیدوں کو اچھی طرح جان کر اس پر ایمان لائیں اور سچے دل سے ان کو مان کر زبان سے اقرار بھی کریں۔ یوں سمجھو کہ عقائد جڑیں اور اعمال شاخیں ہیں۔ اگر درخت کی جڑ ہی کٹ جائے گی تو شاخیں کبھی ہری بھری نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے پہلے ہم عقائد اسلام کا بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ نماز وروزہ اور زکوٰۃ وحج وغیرہ اعمال اسلام کا بیان بھی ہم لکھیں گے اور ان فرائض کے علاوہ دوسرے اسلامی مسائل کو بھی ہم بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے عقیدوں کو درست فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

چھ کلمے

اوّل کلمہ طیب

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسُول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِ لَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ واللّٰهُ اَکْبَر وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

پاک ہے اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ ژ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَحَیٌّ لَّايَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ج ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُوَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا۔ وہ عظمت والا بزرگی والا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْخَطأً سِرًّا اَوْعَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْ

اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْ لَآاَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَاحَوْلَ

وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا، خواہ جان کر یا بے جانے، چھپ کر، خواہ کھلم کھلا اور میں اُس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جسے جانتا ہوں اور اُس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا یقیناً تو ہی ہر غیب کو خوب جاننے والا ہے اور تو ہی عیبوں کو چھپانے والا گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ رَدّ کفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَيْئًاوَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ

وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِوَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ

کُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے اس سے توبہ کر لی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بُری نو ایجابات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے برگزیدہ رسُول ہیں۔

ایمانِ مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحكَامِهٖ اِقْرَار بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيق بِالْقَلْبِ

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

ایمانِ مفصّل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ

اور قیامت کے دن پر کہ ہر بھلائی اور بُرائی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دی ہے اور مرنے کے بعد میں ایمان لایا اللہ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

تنبیھه ان پانچوں کلموں اور ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصّل کو زبانی یاد کرلو اور معنوں کو خوب سمجھ کر سچے دل سے یقین کے ساتھ ان پر ایمان لاؤ۔ کیوں کہ یہی وہ کلمے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جب تک ان کلموں پر ایمان نہ لائے کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کم نصیبی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان ان کلموں سے ناواقف یا غافل ہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو یہ اسلامی کلمے زبانی یاد کرادیں اور ان کلموں کے معنی بچوں کو بتا کر ذہن نشین کرادیں۔ تاکہ یہ اسلامی عقیدے بچپن ہی سے دلوں میں جم جائیں اور زندگی کی آخری سانس تک ہر مسلمان مرد وعورت ان عقیدوں پر پہاڑ کی طرح مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کرسکے اور جن بالغ مردوں اور عورتوں کو یہ کلمے نہ یاد ہوں اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کلموں کو یاد کرلیں اور ان کے معنوں کو سمجھ کر سچے دل سے ان کو جان پہچان کر اور مان کر ان پر ایمان رکھیں اور ہر وقت ان عقیدوں کو دھیان رکھیں۔ کیوں کہ یہی عقیدے اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہیں۔ جس طرح کسی عمارت کی بنیاد ہل جائے یا کمزور ہوجائے تو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر اسلام کے ان عقیدوں میں کوئی شک وشبہ پیدا ہوجائے تو اسلام کی عمارت بالکل ہی تہس نہس اور برباد ہوجائے گی۔

عقیدہ (اللہ تعالیٰ)

ا۔عقیدہ: تمام عالم زمین وآسمان وغیرہ سارا جہان پہلے بالکل ناپید تھا۔کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا تو یہ سب کچھ موجود ہوا۔

۲۔عقیدہ: جس نے تمام عالم اور دوسرے جہان کو پیدا کیا اُسی پاک ذات کا نام اللہ ہے۔

۳۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ ایک ہے۔کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں۔ سارا عالم اس کا محتاج ہے۔کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے یکتا اور نرالا ہے اور وہی سب کا خالق و مالک ہے۔

۴۔عقیدہ: وہ زندہ ہے وہ قدرت والا ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سب کچھ سنتا ہے۔ سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے اور جب چاہے موت دے۔ وہی سب کو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ وہی جس کو چاہے عزت اور ذلت دیتا ہے اور وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔کوئی اس کا مثل اور مقابل نہیں۔ نہ اس کو کسی نے جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ وہ بیوی بچوں والا ہے۔

عقیدہ (قرآن مجید)

۵۔عقیدہ: وہ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں ہے۔ وہ زبان، آنکھ، کان وغیرہ اعضاء اور ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے ہر کمال اس کی ذات میں موجود ہے۔

۶۔عقیدہ: اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔کوئی صفت اس کی کبھی نہیں ختم ہو سکتی نہ گھٹ بڑھ سکتی ہے۔

۷۔عقیدہ: وہ اپنی پیدا کی ہوئی ہر چیز پر بڑا مہربان ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ وہ بڑائی والا اور بڑی عزت والا ہے۔ سب کچھ اُسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے پست کردے، جس کو چاہے بلند کردے۔ جس کی چاہے روزی کم کردے، جس کی چاہے زیادہ کردے۔ وہ انصاف والا ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا اور بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حکم چلانے والا نہیں۔ نہ اس کو اس کے ارادہ سے کوئی روکنے والا ہے وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اس کے حکم کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا۔ اس کے کسی حکم اور اس کے کسی کام میں کسی کو روک ٹوک کی مجال نہیں۔ وہ تمام عالم اور سارے جہان کی حفاظت اور اس کا انتظام فرماتا ہے۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے نہ کبھی غافل ہوتا ہے۔ (قرآن مجید، شرح عقائد وغیرہ)

۸۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا فضل اور مہربانی ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۹۔عقیدہ: وہ مخلوق کی تمام صفتوں سے پاک ہے۔ وہ بڑا ہی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جو بندوں

سے نہ ہو سکے۔ وہ اپنے بندوں کی بداعمالیوں اور گناہوں سے ناراض ہوتا ہے اور بندوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اسی لئے اُس نے گناہگاروں کے لئے دوزخ کا عذاب اور نیکوکاروں کے لئے جنت کا ثواب بنایا ہے۔ (قرآن مجید اور کتب عقائد)

۱۰۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ جہت اور مکان و زمان اور حرکت و سکون اور شکل و صورت وغیرہ مخلوقات کی تمام صفات و کیفیات سے پاک ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۱۔عقیدہ: دنیا کی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ ہاں دِل کی نگاہ سے یا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوا۔ اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے گا مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیف ہے۔ یعنی دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے؟ اور کس طور پر دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے۔ اس وقت بتا دیں گے۔ اس میں بحث کرنا جائز نہیں۔ یہ ایمان رکھو کہ قیامت میں ضرور اِس کا دیدار ہوگا۔ جو آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۲۔عقیدہ : اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ خواہ ہم کو معلوم ہوں کہ نہ معلوم ہوں اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو برا سمجھنا یا اِس پر اعتراض کرنا، یا ناراض ہونا یہ کفر کی بات ہے۔ خبردار خبردار کبھی ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر نہ اعتراض کرو اور نہ ناراض رہو بلکہ یہی ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہی اچھا ہے۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے کیوں کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم یعنی بہت زیادہ جاننے والا اور بہت زیادہ حکمتوں والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ (قرآن مجید)

عقیدہ (نبی و رسول)

۱۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا یہ سب پیغمبر تمام گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں کا یہی کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اس کے احکام کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر ایسی ایسی حیرت اور تعجب میں ڈالنے والی چیزیں ظاہر فرمائیں جو بہت ہی مشکل اور عادت کے خلاف ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ ان چیزوں کو ''معجزہ'' کہتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کہ وہ اژدہا بن کر فرعون کے سامنے جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا۔ اور ہمارے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوالینا، انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کر دینا۔ یہ سب معجزات ہیں۔ (قرآن مجید و کتب عقائد)

ان پیغمبروں کو نبی کہتے ہیں اور ان نبیوں میں سے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی آسمانی کتاب اور نئی شریعت لے کر آئے وہ ''رسول'' کہلاتے ہیں۔ نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ نبی سب انسانوں سے زیادہ عقل مند ہوتے

ہیں اور بے عیب بھی۔

۲۔عقیدہ: سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ باقی تمام نبی ورسول ان دونوں کے درمیان ہوئے۔ان پیغمبروں میں سے جو بہت مشہور ہیں اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جن کا بار بار ذکر آیا ہے۔وہ یہ ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیماعلیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عقیدہ (قرآن مجید و احادیث شریف)

۳۔عقیدہ: نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے جو صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں۔ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔''توریت'' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر،''زبور'' حضرت داؤد علیہ السلام پر،''انجیل'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر،''قرآن مجید'' جو سب سے افضل کتاب ہے وہ سب سے افضل رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔(قرآن مجید)

۴۔عقیدہ: خدا کے نبیوں کی کوئی تعداد معین کرنی جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور نبیوں کی کسی معین تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لئے یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

۵۔عقیدہ: مسلمان کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔(قرآن مجید)

۶۔عقیدہ: ہر نبی اور فرشتہ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔اماموں کو نبیوں کی طرح سمجھنا بددینی و گمراہی ہے۔نبیوں اور فرشتوں کے معصوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما لیا ہے۔اس سبب سے ان حضرات کا گناہ میں مبتلا ہونا شرعاً محال ہے۔برخلاف اماموں اور اولیاء کے اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے بچاتا ہے لیکن اگر کبھی ان حضرات سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو یہ شرعاً محال نہیں۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۷۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر شریعت کے جتنے احکام تبلیغ کے لئے نازل فرمائے ان پیغمبروں نے اُن تمام حکموں کو خدا کے

بندوں تک پہنچا دیا ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے کسی حکم کو تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے چھپا لیا اور خدا کے بندوں تک نہیں پہنچایا وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر وغیرہ)

۸۔عقیدہ: حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض کے جن سے نفرت ہوتی ہے پاک ہونا ضروری ہے۔

۹۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں خاص کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی غیب کی باتوں کا علم عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کی نظروں کے سامنے ہے۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا عطائی ہونا محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا ہر کمال ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبیوں کے علم غیب میں ایک بہت بڑا فرق تو یہی ہے کہ نبیوں کا علم غیب عطائی ہے (اللہ کا دیا ہوا) اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے۔ یعنی کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔ کہاں عطائی اور کہاں ذاتی دونوں میں بڑا فرق ہے۔

جو لوگ انبیاء بلکہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی بعض آیتوں کو مانتے ہیں اور بعض آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیتیں ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کو علمِ غیب حاصل ہے اور بعض آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علمِ غیب نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں آیتیں حق ہیں اور ان دونوں آیتوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے ضروی ہے اور ان دونوں آیتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ نبیوں کو علم غیب ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نبیوں کو خدا کے عطا فرمانے سے غیب کا علم حاصل ہے اور جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی کسی چیز کا علمِ غیب حاصل نہیں ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو بھی کسی چیز کا علمِ غیب حاصل نہیں۔ ہرگز ہرگز ان دونوں قسم کی آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

۱۰۔عقیدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام تمام مخلوق یہاں تک کہ فرشتوں کے رسولوں سے بھی افضل ہیں ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہو مگر ہرگز ہرگز کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔ (عامۂ کتب عقائد)

۱۱۔عقیدہ: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مختلف درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ سب سے افضل واعلیٰ ہمارے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ ہے ان پانچوں حضرات کو مرسلین اُولُو العزم کہتے ہیں۔ اور یہ پانچوں باقی تمام انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں۔ (قرآن مجید وتفاسیر)

۱۲۔عقیدہ: حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی پھر بدستورِ سابق اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی عطا فرما دی۔ خدا کے نبیوں کی حیات شہیدوں کی

حیات سے کہیں بڑھ کر ارفع واعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہیدوں کا ترکہ تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا نہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ نہ ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔

(حیاۃ الموت و افادات رضویہ وغیرہ)

۱۳۔ عقیدہ: ہمارے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کو مانے۔ یا نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔ (قرآن شریف و شفاء شریف وغیرہ)

۱۴۔ عقیدہ: ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کے اوپر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا رات کے ایک مختصر حصہ میں پہنچایا اور آپ نے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور خدا کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ اور خدا کے دربار میں آپ کو وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو نہ کبھی حاصل ہوا نہ کبھی حاصل ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس آسمانی سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔ معراج میں آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے جمالِ الٰہی کا دیدار کیا اور بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کے ذرّہ ذرّہ کو تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔ (تفسیرات احمدیہ وغیرہ کتب عقائد)

۱۵۔ عقیدہ: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دِن شفاعت کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفیع اول و شافع اعظم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد تمام انبیاء و اولیاء و صلحا و شہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔
(احادیث صحیحہ)

۱۶۔ عقیدہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت مدارِ ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد بلکہ تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو۔ کوئی شخص کامل نہیں ہو سکتا۔ (قرآن مجید و احادیث صحیحہ)

۱۷۔ عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض اعظم بلکہ جانِ ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اہل بیت اور تمام متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔ اور ان سب کی تعظیم و تکریم کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے۔ اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی الفت ہو۔ (شفاء شریف وغیرہ)

۱۸۔ عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تمام جہانوں کو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ تصرف کر دیا ہے اور آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں دے کر آپ کو اپنی تمام نعمتوں اور عطاؤں کا قاسم بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ!

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں   رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم

۱۹۔ عقیدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل وحالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ادنیٰ سی گستاخی یا توہین و بے ادبی کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کے کلام میں شک کرے۔ یا آپ میں کوئی عیب نکالے۔ یا آپ کی کسی سنت کو برا سمجھے یا مذاق اُڑائے وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ (عالمگیری و شفاء شریف وغیرہ)

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ ان بزرگوں کو ''صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)'' کہتے ہیں۔ ان حضرات کا درجہ ساری اُمت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان شمع نبوت کے پروانوں کو بڑی بڑی بزرگیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑے درجہ کے اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہ بھی کسی کم سے کم درجہ کے صحابی کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ سب سے پہلے ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسی لئے یہ خلیفہ اول کہلاتے ہیں۔ نبیوں کے بعد تمام اُمتوں میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ہے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب و احترام اور ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد، بیویاں، اہل بیت، آپ کے خاندان والے اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ سے نسبت و تعلق ہو سب لائق تعظیم اور واجب الاحترام ہیں۔

فرشتوں کا بیان

۱۔عقیدہ: خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریات دین سے ہے۔فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔ (قرآن مجید)

۲۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اس شکل میں ظاہر ہو جائیں وہ کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی دوسری شکلوں میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (احادیث صحیحہ)

۳۔عقیدہ: فرشتے اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔وہ وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے۔وہ خدا کے حکم کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتے۔وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ (قرآن مجید)

۴۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے اِن فرشتوں کو مختلف کاموں میں لگا دیا ہے اور جن جن کو جو جو کام سپرد کر دیے ہیں۔وہ اِن کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے اِن کو پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول بھی جانتے ہیں۔ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ جو سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ (قرآن مجید اور کتب عقائد وغیرہ)

۵۔عقیدہ: کسی فرشتہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

جنّ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو آگ سے پیدا فرما کر ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔اس مخلوق کا نام ''جن'' ہے۔ یہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔یہ بھی انسانوں کی طرح کھاتے، پیتے، جیتے اور مرتے ہیں۔ان کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی ہیں۔نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔جن کے وجود کا انکار کرنے والا کافر ہے، کیوں کہ جن ایک مخلوق ہیں یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔لہٰذا جن کے وجود کا انکار درحقیقت قرآن مجید کا انکار ہے۔

آسمانی کتابیں

ا۔عقیدہ: اللہ تعالیٰ نے جتنے صحیفے اور کتابیں آسمان سے نازل فرمائی ہیں سب حق ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ ارشادات خداوندی ہوا۔ سب پر ایمان لانا اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے۔ کسی ایک کتاب کا انکار کرنا کفر ہے۔ ہاں البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمتوں کے سپرد فرمائی تھی مگر اُمتوں سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بلکہ شریر لوگوں نے اِن کتابوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی کردی۔ لہٰذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر قرآن مجید کے مطابق ہو جب تو ہم اِس کی تصدیق کریں گے اور اگر وہ قرآن کے مخالف ہو تو ہم یقین کرلیں گے کہ یہ شریروں کی تحریف ہے اور ہم اِس بات کو رد کردیں گے۔ اور اگر مخالفت یا موافقت کچھ بھی معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اِس بات کی تصدیق نہیں کریں نہ تکذیب کریں بلکہ یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

۲۔عقیدہ: دین اسلام چونکہ ہمیشہ رہنے والا دین ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

یعنی بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور یقیناً ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس لئے قرآن مجید میں کوئی کمی بیشی کردے یہ محال ہے اور جو یہ کہے کہ قرآن میں کسی نے کچھ ردوبدل یا کم زیادہ کیا ہے۔ وہ کافر ہے۔

۳۔عقیدہ: اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوا کرتی تھیں لیکن یہ ہمارے نبی اور قرآن کا معجزہ ہے کہ قرآن مجید کو مسلمانوں کے بچے بچیاں یاد کرلیتے ہیں۔

تقدیر کا بیان

عالم میں جو کچھ بھلا بُرا ہوتا ہے۔ سب اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اُس نے اپنے اسی علم ازلی کے موافق پر بھلائی برائی مقدر فرمادی ہے "تقدیر" اسی کا نام ہے جیسا ہونے والا ہے اور جیسا کرنے والا تھا۔ اس کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا اور اُسی کو لوح محفوظ پر لکھ دیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ جیسا اُس نے لکھ دیا مجبوراً ہم کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اُس نے بہت پہلے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی، اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ زید کے لئے بھلائی لکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تقدیر لکھ کر کسی کو بھلائی یا برائی کرنے پر مجبور نہیں کردیا ہے۔

ا۔عقیدہ: تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت

کا ''مجوسی'' بتایا ہے۔

۲۔عقیدہ: تقدیر کے مسائل عام لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ سکتے۔اس لئے تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور وفکر اور بحث ومباحثہ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرما گئے ہیں۔پھر بھلا ہم کس گنتی میں ہیں کہ اس مسئلہ میں بحث ومباحثہ کریں۔ ہمارے لئے یہی حکم ہے کہ ہم تقدیر پر ایمان لائیں اور اس مشکل اور نازک مسئلہ میں ہرگز ہرگز کبھی بحث ومباحثہ اور حجت وتکرار نہ کریں کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عالم برزخ

مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے دنیا وآخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے۔جس کو''برزخ'' کہتے ہیں۔تمام انسانوں اور جنوں کو مرنے کے بعد اسی عالم میں رہنا ہوتا ہے۔اس عالم برزخ میں اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے کسی کو آرام ملتا ہے اور کسی کو تکلیف۔

عقیدہ: مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔اگرچہ روح بدن سے جدا ہوگئی ہے۔مگر بدن پر جو آرام یا صدمہ گزرے گا۔روح ضرور اس کو محسوس کرے گی اور متاثر ہوگی۔جس طرح دنیاوی زندگی میں بدن پر جو راحت اور تکلیف پڑتی ہے۔اس کی لذت اور کلفت روح کو پہنچتی ہے۔اسی طرح عالم برزخ میں بھی جو انعام یا عذاب بدن پر واقع ہوتا ہے۔اس کی لذت اور تکلیف روح کو پہنچتی ہے۔

عقیدہ: مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں ان کے درجات کے اعتبار سے مختلف مقامات میں رہتی ہیں۔بعض کی قبر پر،بعض کی زم زم شریف کے کنویں میں،بعض کی آسمان وزمین کے درمیان،بعض کی آسمانوں میں،بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں مگر روحیں کہیں بھی ہوں اپنے جسموں سے بدستور اِن کا تعلق رہتا ہے۔جو کوئی ان کی قبر پر آئے اس کو وہ دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں۔

اسی طرح کافروں کی روحیں بعض انکے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں،بعض کی یمن کے ایک نالہ برہوت میں،بعض کی ساتوں زمین کے نیچے اور بعض کی ''سجین'' میں۔لیکن روحیں کہیں بھی ہوں ان کے جسموں سے ان روحوں کا تعلق برقرار رہتا ہے۔چنانچہ جو ان کے مرگھٹ پر گزرے یا ان کی قبر پر آئے اس کو دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سنتے ہیں۔ (بہارِ شریعت وغیرہ)

عقیدہ: یہ خیال کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے کے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا جانور کا۔جس کو فلاسفر ''تناسُخ'' اور ہندو ''آداگون'' کہتے ہیں۔یہ خیال بالکل ہی باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

عقیدہ: جب آدمی مرجاتا ہے تو اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو وہ جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو اس

کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام ''منکر'' اور دوسرے کا نام ''نکیر'' ہے۔ یہ دونوں فرشتے مردہ سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں قبر میں آتی رہتی ہیں اور مردہ آرام وچین کے مزہ میں رہتے ہوئے اپنی قبر میں سکھ کی نیند سوتا رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو سب کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ہے۔ پھر اس کی قبر میں دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جہنم کی گرم گرم ہوائیں اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہیں۔ اور مردہ طرح طرح کے سخت عذابوں میں گرفتار ہو کر تڑپتا اور بے قرار رہتا ہے۔ فرشتے اس کو گرزوں سے مارتے رہتے ہیں اور اس کے برے اعمال سانپ بچھو بن کر اُسے عذاب پہنچاتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵ ملخصاً وغیرہ)

عقیدہ: مردہ کلام بھی کرتا ہے مگر اِس کے کلام کو انسان اور جن کے سوا تمام مخلوقات جانور وغیرہ سنتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی سن لے تو وہ بیہوش ہو جائے گا۔

عقیدہ: ایمان دار اور نیکوں کی قبریں کسی کی ستر (۷۰) ستر (۷۰) ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کسی کسی کی قبریں اتنی چوڑی ہو جاتی ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے۔ کافروں اور بعض گنہگاروں کو قبر اس زور سے دباتی ہے اور اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جاتی ہیں۔

عقیدہ: قبر میں جو کچھ عذاب وثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گزرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ زندہ لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام وتکلیف اور قسم قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے۔ لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اُٹھاتا ہے۔ مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

قیامت کا بیان

توحید ورسالت کی طرح قیامت پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ کھلا ہوا کافر ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس عقیدہ پر ایمان لانا فرض عین ہے کہ ایک دِن یہ زمین آسمان بلکہ کل عالم اور سارا جہاں فنا ہو جائے گا۔ اسی دن کا نام ''قیامت'' ہے۔

قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی، جن میں سے چند نشانیاں یہ ہیں

۱۔ دنیا میں تین جگہ آدمی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔ایک مشرق میں۔

۲۔ علم اُٹھ جائے گا۔

۳۔ جہالت کی کثرت ہوگی۔

۴۔ اعلانیہ زنا کاری بکثرت ہونے لگے گی۔

۵۔ مردوں کی تعداد کم ہوجائے گی اور عورتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۶۔ ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں ہوجائیں گی۔

۷۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۸۔ لوگ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں۔

۹۔ مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

۱۰۔ مسجدوں میں لوگ شور مچائیں گے۔

۱۱۔ گانے، بجانے کا رواج بہت زیادہ ہوجائے گا۔

۱۲۔ اگلے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے اور برا کہیں گے۔

۱۳۔ جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔

۱۴۔ ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔

۱۵۔ وقت میں برکت ختم ہوجائے گی۔ یہاں تک کہ برس مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ایک ہفتہ کے اور ایک ہفتہ مثل ایک دِن کے گزر جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب یقیناً ظاہر ہوکر رہیں گی یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے۔ یاجوج و ماجوج جو بہت ہی زبردست لوگ ہیں۔ وہ نکل کر تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بڑے بڑے فساد اور بربادی کریں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوجائیں گے۔ پچھم سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید کے حروف اُڑ جائیں گے یہاں تک کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مر جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔ اس طرح جب قیامت کی تمام نشانیاں ظاہر ہوچکیں گی تو اچانک خدا

کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ چھوٹے بڑے سب پہاڑ چور چور ہو کر بکھر جائیں گے۔ تمام دریاؤں میں طوفان اُٹھ کھڑا ہوگا اور زمین پھٹ جانے سے ایک دریا دوسرے دریاؤں سے مل جائے گا۔ تمام مخلوقات مر جائے گی اور سارا عالم نیست و نابود اور پوری دُنیا تہس نہس ہو کر برباد ہو جائے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ پھر سارا عالم دوبارہ پیدا ہو جائے گا اور تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں سب کے اعمال میزانِ عمل میں تولے جائیں گے حساب و کتاب ہوگا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے۔ نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھوں میں اور بدوں کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا۔ پھر یہ لوگ پُل صراط پر چلائے جائیں گے۔ جن لوگوں کے اعمال اچھے ہوں گے۔ وہ سلامتی کے ساتھ پل سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے اور جو بداعمال اور گناہگار ہوں گے وہ اس پُل سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ: جہنم پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے عذابوں کے سامان موجود ہیں۔ دوزخی لوگوں میں سے جن لوگوں کے دِلوں میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور دوسرے بزرگوں کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ مسلمان کتنا ہی بڑا گناہگار کیوں نہ ہو مگر وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا بلکہ کچھ دنوں تک اپنے گناہوں کی سزا پا کر وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ہاں! البتہ کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں گے اور ان کو موت بھی نہیں آئے گی۔

عقیدہ: جنت بھی بنائی جا چکی ہے اور اس میں طرح طرح کی نعمتوں کا سارا سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما رکھا ہے۔ جنتیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا۔ نہ کسی قسم کا کوئی رنج و غم ہوگا ان کی ہر خواہش اور تمنا کو خداوند کریم پورا فرمائے گا اور وہ بہشت کے باغوں میں قسم قسم کے میووں، اور طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ نہ کبھی وہ جنت سے نکالے جائیں گے نہ مریں گے۔

عقیدہ: شرک اور کفر کے گناہ کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ان کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ عذاب دینا اس کا عدل ہے اور معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر اپنا فضل فرمائے۔ (آمین)

ضروری ہدایت !

پیارے بھنو اور عزیز بھائیو ! تم قیامت کی ہولناکیوں اور جنت و دوزخ کی نعمتوں اور عذابوں کا مختصر حال پڑھ چکے۔

یقین کرو اور ایمان رکھو کہ ہم کو تم کو اور سب کو یہ دن دیکھنے ہیں۔ لہٰذا خدا کے لئے دنیا کے عیش و آرام میں پڑ کر آخرت کو مت بھول جاؤ۔ صرف خوراک، پوشاک، زیورات، مکانات اور دنیاوی راحت و آرام کے سامان ہی کی فکر میں دن رات مت رہا کرو بلکہ آخرت کی زندگی کا بھی کچھ سامان کرو اور زیادہ سے زیادہ اچھے اچھے اعمال اور عبادتیں کر کے آخرت کے لئے سامان تیار کرو اور جہنم کے عذابوں سے بچنے اور جنت کی نعمتوں کے پانے کی تدبیریں کرو۔ دنیا آنی فانی ہے۔ یاد رکھو کہ ایک دن بالکل ہی ناگہاں اور اچانک ملک الموت تمہارے پاس آ کر یہ فرمادیں گے کہ اے شخص تیرے گھر میں ہزاروں من اناج رکھے ہوئے ہیں مگر اب تو ان میں سے ایک دانہ بھی نہیں کھا سکتا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے پانی کے مٹکے بھرے ہوئے رکھے ہیں مگر اب تو ان پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔ تیرے گھر میں ہزاروں لاکھوں روپے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر اب تو ان میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ اب تو کچھ بول بھی نہیں سکتا۔ اُٹھ کر اب تو چل پھر بھی نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر ایک دَم ملک الموت رُوح قبض کرنے لگیں گے اور اُس وقت تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ سوچو کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ کاش میں تندرستی اور سلامتی کی حالت میں کچھ عبادتیں اور خیر خیرات کر لیتا۔ مگر اب اس پچھتانے اور افسوس کرنے سے کیا فائدہ؟ اس لئے میری بہنو! اور میرے بھائیو! ملک الموت کے آنے سے پہلے جو کچھ اعمالِ صالحہ اور صدقہ خیرات کر سکتے ہو وہ کر کے قبر اور دوزخ کے عذابوں سے بچنے کا سامان کر لو اور جنت میں جانے اور بہشت کی نعمتوں کے پانے کے ذریعے بنا لو ورنہ بہت افسوس کرو گے اور اس وقت مجھے یاد کرو گے کہ ہمارا عالمِ دین بالکل سچ کہتا تھا۔ کاش ہم اس کی نصیحتوں کو مان لیتے تو ہمارا بھلا ہو جاتا۔ اس لئے پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ،

واسطے حق کے نہ ایسی راہ چل — حشر کے دن جس سے ہو تجھ کو خلل
نیکیوں میں مست ہے بدیوں میں چست — چھوڑ ان باتوں کو، طور اپنے بدل
قبر میں رہنے کی بھی کچھ فکر کر — اونچے اونچے یاں تو بنوائے محل
روشنی کا قبر میں سامان کر — ہیں محض بیکار یہ شمع و کنول
عاقبت بن جائے ایسے کام کر — جلد ان دنیا کے پھندوں سے نکل
مال و دولت سب دھرے رہ جائیں گے — کام آئے گا وہاں تیرا عمل
ہائے تو بوتا ہے کانٹے ہر طرف — کس طرح پائے گا تو جنت کے پھل
سو برس جینے کی تجھ کو آس ہے — ہے کھڑی سر پر ترے تیری اجل

عمر گھٹتی ہے گناہوں میں تری
غار میں گرتا ہے تو جلدی سنبھل

کفر کی باتیں

اس زمانے میں جہالت کی وجہ سے کچھ مرد اور عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جو اِن کے منہ میں آتا ہے بول دیا کرتے ہیں، چنانچہ بعض کفر کے الفاظ بھی لوگوں کی زبانوں سے نکل جاتے ہیں اور لوگ کافر ہو جاتے ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اس لئے ہم یہاں چند کفری بولیوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کفریات کا علم ہو جائے اور لوگ ان باتوں کو بولنے سے ہمیشہ زبان روکے رہیں اور اگر خدانخواستہ یہ کفری الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے ہوں تو فوراً توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنیں اور دوبارہ نکاح کریں۔

۱۔ خدا کے لئے مکان اور جگہ ثابت کرنا کفر ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اُوپر اللہ نیچے پنچ یا اوپر اللہ نیچے تم۔ یہ کہنا کفر ہے۔ (خانیہ)

۲۔ کسی سے کہا گناہ نہ کرو ورنہ خدا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس نے کہا ''میں جہنم سے نہیں ڈرتا، یا یہ کہا'' مجھے خدا کے عذاب کی کوئی پرواہ نہیں، یا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں یہ کہہ دیا کہ ''میں خدا سے نہیں ڈرتا'' یہ کہہ دیا کہ ''خدا کہاں ہے'' یہ سب کفر کی بولیاں ہیں۔

۳۔ کسی سے کہا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تم اس کام کو کرو گے۔ اُس نے کہہ دیا کہ ''اجی! میں بغیر انشاء اللہ کروں گا'' کافر ہو گیا۔

۴۔ کسی مالدار کو دیکھ کر یہ کہہ دیا ''آخر کار یہ کیا انصاف ہے کہ اس کو مالدار بنا دیا اور مجھے غریب بنایا'' یہ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کیلئے ملا تھا۔ دُنیا بھر میں مارنے کیلئے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں تھا۔ خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت برا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

۶۔ خدا تعالیٰ کے کسی کام کو برا کہنا، یا خدا کے کاموں میں عیب نکالنا، یا خدا کا مذاق اڑانا، یا خدا کی بے ادبی کرنا، یا خدا کی شان میں کوئی پھوہڑ لفظ بولنا اور یا خدا کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔

۷۔ کسی نبی یا فرشتہ کی حقارت کرنا، یا ان کی جناب میں گستاخی کرنا، یا ان کو عیب لگانا، یا ان کا مذاق اڑانا، یا ان پر طعنہ مارنا، یا ان کے کسی کام کو بے حیائی بتانا اور یا بے ادبی کے ساتھ ان کا نام لینا کفر ہے۔

۸۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز یا کسی بات کی توہین کرے، یا حقیر جانے، یا عیب لگائے، یا آپ کے مقدس بال یا ناخن کی بے ادبی کرے، یا آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیر کرے۔ مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا، عمامہ کا شملہ لٹکانا، کھانے کے بعد

انگلیوں کو چاٹ لینا، یا حضور کی کسی سنت کا مذاق اڑائے، یا اس کو برا سمجھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۹۔ جو شخص کسی قاتل یا خونی ڈاکو کو دیکھ کر توہین کی نیت سے کہہ دے کہ "ملک الموت" آ گئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۱۰۔ قرآن کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے، جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ آیا ہے اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ کلہ صاف کرتے رہو۔ یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى﴾ اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔ ان باتوں کے بول دینے سے آدمی کافر ہو جائے گا کیونکہ قرآن کے ساتھ مسخرہ پن بھی ہے اور قرآن پاک کے معنٰی کو بدل ڈالنا بھی ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

۱۱۔ اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں، یا کافر، یا اپنے اسلام پر افسوس کرنا مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا یہ اچھا نہیں ہوا کاش میں ہندو ہوتا، یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ تو کفار کے دین کو اچھا بتانا، یا کسی کفر کی بات کو اچھا سمجھنا، یا کسی کو کفر کی بات سکھانا، یا یہ کہنا کہ نہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان میں تو انسان ہوں، یا یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں نہ مندر سے، یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں یا میں کسی کو نہیں مانتا، یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پرانا گھر ہے اس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کروں، یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یہ کہنا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانے کو نہ ملے۔ یا یہ کہنا کہ خدا نے کھانے کو دیا ہے تو روزہ رکھ کر بھوکے کیوں مریں؟ یا اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ شور مچا رکھا ہے، یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے، یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں، باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا، یا یہ کہنا کہ نماز مجھے موافق نہیں آتی۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے، یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو ملاّ لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے، یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام بکواسیں کھلا ہوا کفر ہیں۔ ان سب بولیوں سے آدمی کافر ہو جائے گا۔

۱۲۔ یہ کہنا کہ رام و رحیم دونوں ایک ہی ہیں اور وید و قرآن پاک میں کچھ فرق نہیں، یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں خدا کے گھر ہیں۔ دونوں جگہ خدا ملتا ہے، کفر ہے۔

۱۳۔ بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا، یا زنار (جینو) باندھنا، یا سر پر چٹیا رکھنا یا قشقہ لگانا یا ہولی دیوالی پوجنا، یا رام لیلا، جنم اشٹمی، رام نومی وغیرہ کے جلوسوں اور میلوں میں کفر کی شان و شوکت بڑھانے یا کافروں کو خوش کرنے کے لئے شریک ہونا، یا ان کفری تہواروں کی تعظیم کرنا یا کوئی چیز ان تہواروں کے دن مشرکین کے گھر بطورِ تحفہ اور ہدیہ کے بھیجنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو یہ کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۴۔ جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا فتویٰ سُن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں، یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولھے بھاڑ میں ڈال دو، یا یہ کہہ دے کہ میں شرح ورع کو نہیں مانتا، یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے، یا یہ کہہ دے کہ بِسۡمِ اللّٰه اور سُبۡحَانَ اللّٰه روٹی کی جگہ کام نہ دے گا۔ ہمیں روٹی چاہیئے۔ بِسۡمِ اللّٰه سُبۡحَانَ اللّٰه نہیں چاہیئے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

۱۵۔ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰهِ'' کہنا کفر ہے۔

۱۶۔ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کسی کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے۔

۱۷۔ جو کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا مانگے، یا کسی مردہ کافر و مرتد کو مرحوم و مغفور کہے یا کسی مردہ ہندو کو ''بیکنٹھ باشی'' کہے وہ خود کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۸۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کہنا، یا خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کہنا، یا خدا کی فرض کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کرنا یہ سب کفر ہیں۔

۱۹۔ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنا مثلاً توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ، جنت، دوزخ، آسمانی کتابیں ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔

۲۰۔ قرآن مجید کو ناقص بتانا اور یہ کہنا کہ اس میں سے کچھ آیتیں نکال دی گئی ہیں یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرنا یا قرآن مجید میں کوئی عیب بتانا یا قرآن مجید کی بے ادبی کرنا، یہ سب کفر ہیں۔

بہنو اور بھائیو ! غور کرو کہ یہ سب الفاظ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے الفاظ ہیں جن کے بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے لہٰذا بول چال میں خاص طور پر دھیان رکھو۔ زیادہ شیخی مت بگھارو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور خبردار بے لگام بن کر قینچی کی طرح زبان چلا چلا کر جو منہ میں آئے اَول فَول نہ بکتے رہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس کو قابو میں رکھو کیونکہ بہت سی زبان سے نکلی ہوئی باتیں آدمی کو جہنم میں داخل کر دیتی ہیں۔ توبہ توبہ نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کفریہ کلاموں اور کفریات کے کاموں سے بچائے رکھے۔ (آمین)

ولایت کا بیان

ولایت دربارِ خداوندی میں ایک خاص قرب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

عقیدہ: تمام امتوں کے اولیاء میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء سب سے افضل ہیں اور اس اُمت کے اولیاء میں سب سے افضل اور اعلیٰ حضرات خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان میں جو خلافت کی ترتیب ہے وہی افضلیت کی بھی ترتیب ہے یعنی سب سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

عقیدہ: اولیاء کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بہت بڑی طاقت اور عالم میں ان کو تصرفات کے اختیارات عطا فرمائے ہیں اور بہت سے غیب کے علوم ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ کے علوم پر بھی مطلع فرما دیتا ہے لیکن اولیاء کرام کو یہ سارے کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

عقیدہ: اولیاء کی کرامت حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دینا لمبی مسافتوں کو منٹ دو منٹ میں طے کر لینا۔ پانی پر چلنا۔ ہواؤں میں اُڑنا۔ دُور دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا۔ مفصل بیان کے لئے پڑھو ہماری کتاب ''کرامات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

عقیدہ: اولیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کا علم اور ان کا دیکھنا ان کا سننا دنیاوی زندگی سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

عقیدہ: اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لئے باعثِ سعادت و برکت ہے اور ان کی نیاز و فاتحہ اور ایصالِ ثواب مستحب اور خیر و برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اولیاء کرام کا عرس منانا یعنی لوگوں کا ان کے مزاروں پر جمع ہو کر قران خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب یہ سب اچھے اور ثواب کے کام ہیں۔ ہاں! البتہ عرسوں میں جو خلاف شریعت کام ہونے لگے ہیں۔ مثلاً قبروں کو سجدہ کرنا، عورتوں کا بے پردہ ہو کر مردوں کے مجمع میں گھومتے پھرنا، عورتوں کا ننگے سر مزاروں کے پاس جھومنا، چلانا اور سر ٹپک ٹپک کر کھیلنا کودنا اور مردوں کا تماشہ دیکھنا، باجہ بجانا، ناچ کرانا، یہ سب خرافات ہر حالت میں مذموم ہیں لیکن ان خرافات و ممنوعات کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بزرگوں کا عرس حرام ہے۔ جو حرام اور ممنوع کام ہیں ان کو روکنا لازم ہے۔ ناک پر اگر مکھی بیٹھ گئی ہے تو مکھی اُڑا دینا چاہئے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دینا چاہئے۔ اسی طرح اگر جاہلوں اور فاسقوں نے عرس میں کچھ حرام کام اور ممنوع کاموں کو شامل کر دیا ہے تو ان حرام ممنوع کاموں کو روکا جائے عرس ہی کو حرام نہ کہہ دیا جائے گا۔

پیری مریدی !

علماء اور مشائخ سے مرید ہونا اوران کے ہاتھوں پر گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کرنے کا عہد کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے، مگر مرید ہونے سے پہلے پیر کے بارے میں خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کرلیں۔ ورنہ اگر پیر بدعقیدہ اور بدمذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ آج کل بہت سے ایمان کے ڈاکو پیروں کے لباس میں پھرتے رہتے ہیں لہٰذا مرید بننے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یوں تو پیر بننے کیلئے بہت سی شرطوں کی ضرورت ہے مگر کم سے کم چار شرطوں کا پیر میں ہونا تو بے حد ضروری ہے۔ اوّل سُنی صحیح العقیدہ ہو۔ دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ سوم فاسق نہ ہو۔ چہارم اس کا سلسلہ اور شجرۂ طریقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ ورنہ اوپر سے فیض نہ ہوگا۔

لہٰذا خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ بدمذہب مثلاً رافضی۔ خارجی۔ وہابی وغیرہ سے مرید ہونا حرام اور گناہ ہے اسی طرح بالکل ہی جاہل جو حرام و حلال اور فرض و واجب اور ضروریات دین کا علم نہ رکھتا ہو اس سے مرید ہونا بھی ناجائز ہے۔ یوں ہی نماز و روزہ چھوڑنے والا، داڑھی منڈانے والا یا حد شریعت سے کم داڑھی والا یا گناہِ کبیرہ اور خلافِ شریعت اعمال کرنے والا بھی پیر بنانے کے لائق نہیں اور ایسے فاسق سے مرید ہونا بھی درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جس کا سلسلہ اور شجرۂ بیعت درمیان میں کہیں سے بھی کٹا ہوا ہو۔ مثلاً اس کو خود ہی خلافت و اجازت کسی بزرگ سے نہ حاصل ہو یا اس کے شجرہ کے پیروں میں سے کوئی بلا خلافت و اجازت والا ہو، یا گمراہ ہو تو ایسے شخص سے بیعت ہونا بھی درست نہیں ہے۔

عبادات (۵)

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ اٹھتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

مسائل کی چند اصطلاحیں

یہ وہ اصطلاحی بولیاں ہیں کہ ان کو جان لینے سے اس کتاب کے سمجھنے میں مدد ملے گی اور مسائل کے سمجھنے میں ہر جگہ بہت سی سہولت اور آسانی ہوجائے گی۔اس لئے مسئلوں کو پڑھنے سے پہلے ان اصطلاحوں کو خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد کرلو!

فرض

وہ ہے جو شریعت کی یقینی دلیل سے ثابت ہو، اس کا کرنا ضروری اور بلا کسی عذر کے اس کو چھوڑنے والا فاسق اور جہنمی اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔جیسے نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرضِ عین، دوسرے فرضِ کفایہ۔فرض عین وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر ضروری ہے جیسے نمازِ پنجگانہ وغیرہ اور فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہوجائے گا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گناہگار رہوں گے جیسے نمازِ جنازہ وغیرہ۔

واجب

وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور اس کو بلا کسی تاویل اور بغیر کسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ اور بدمذہب ہے۔

سنت موکدہ

وہ ہے جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔البتہ بیانِ جواز کے لئے کبھی چھوڑ دیا ہو۔اس کو ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب اور اس کو کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑنے دینے سے اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عتاب اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر جہنم کا عذاب ہوگا۔جیسے نمازِ فجر کی دو رکعت سنت، اور نمازِ ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد سنتیں اور نمازِ مغرب کی دو رکعت سنت اور نمازِ عشاء کی دو رکعت سنت۔یہ نماز پنجگانہ کی بارہ رکعت سنتیں سب سنت موکدہ ہیں۔

سنت غیر موکدہ

وہ ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو۔ اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ جیسے عصر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت اور عشاء کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت یہ سب سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ سنتِ غیر مؤکدہ کو سنتِ زائدہ بھی کہتے ہیں۔

مستحب

ہر وہ کام جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں بُرا بھی نہ ہو۔ خواہ اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا اگرچہ احادیث شریف میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب۔ جیسے وضو میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ نماز میں بحالتِ قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا۔ خطبہ میں خلفاء راشدین وغیرہ کا ذکر، میلاد شریف، پیرانِ کبار کے وظائف وغیرہ۔ مستحب کو مندوب بھی کہتے ہیں۔

مباح

وہ ہے جس کا کرنا اور چھوڑ دینا برابر ہو۔ جس کے کرنے میں نہ کوئی ثواب ہو اور چھوڑنے میں نہ کوئی عذاب ہو۔ جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا اور نفیس کپڑوں کا پہننا۔

حرام

وہ ہے جس کا ثبوت یقینی شرعی دلیل ہو۔ اس کا چھوڑنا ضروری اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

خوب سمجھ لو کہ حرام فرض کا مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔

مکروہ تحریمی

وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو۔ اس کا چھوڑنا لازم ہے اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہ کبیرہ حرام کے کرنے سے کم ہے۔ مگر چند بار اس کو کر لینا گناہِ کبیرہ ہے۔

اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

اساءت

وہ ہے جس کا کرنا بُرا اور کبھی اتفاقیہ کر لینے والا لائق عتاب اور اس کو کرنے کی عادت بنا لینے والا مستحقِ عذاب ہے۔ واضح رہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ کا مقابل ہے یعنی سنتِ مؤکدہ کو کرنا ثواب اور چھوڑنا برا ہے اور اساءت کو چھوڑنا ثواب اور کرنا بُرا ہے۔

مکروہ تنزیہی

وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا۔ یہ سنتِ غیر مؤکدہ کا مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ

وہ ہے کہ اس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

نماز

ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ جان لینا چاہئے کہ ایمان اور عقیدوں کو صحیح کر لینے کے بعد سب فرضوں میں سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور احادیث شریف میں بہت زیادہ بار بار اس کی تاکید آئی ہے۔ یاد رکھو کہ جو نماز کو فرض نہ مانے یا نماز کی توہین کرے یا نماز کو ایک ہلکی اور بے قدر چیز سمجھ کر اس کی طرف بے توجہی برتے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے اور جو شخص نماز نہ پڑھے وہ بہت بڑا گناہگار ہے، قہرِ قہار اور غضبِ جبار میں گرفتار اور عذابِ جہنم کا حق دار ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بادشاہ اسلام پہلے اس کو تنبیہ و سزا دے۔ پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو قید کر دے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز کو پڑھنے لگے بلکہ امام مالک و شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بادشاہ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (درمختار وردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۳۵)

شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز سکھا کر نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب بچے کی عمر دس برس کی ہو جائے تو مار مار کر اس سے نماز پڑھوائیں۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۴)

مسئلہ

نماز خالص عباداتِ بدنی ہے۔ اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر کے نماز سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ ہاں! البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو اُمید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قبول ہو اور یہ وصیت بھی وارثوں کو اسکی طرف سے پوری کرنی چاہئے کہ قبول وعفو کی امید ہے۔ (در مختار و رد المختار و دیگر کتب)

شرائطِ نماز

اس سے پہلے کہ ہم نماز کا طریقہ بتائیں اُن چھ چیزوں کو بتا دینا ضروری ہے جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہو سکتی۔ ان چھ چیزوں کو ''شرائطِ نماز'' کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی پاکی۔ دوسری شرمگاہ کو چھپانا۔ تیسری نماز کا وقت۔ چوتھی قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ پانچویں نیت۔ چھٹی تکبیر تحریمہ۔(متون کتب فقه)

پہلی شرط یعنی ''پاکی'' کا یہ مطلب ہے کہ نمازی کا بدن۔ اس کے کپڑے، نماز کی جگہ سب پاک ہوں اور کوئی نجاست جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ خون۔ لید۔ گوبر۔ مرغی کی بیٹ وغیرہ نہ لگی ہو اور نمازی بے غسل اور بے وضو بھی نہ ہو۔

دوسری شرط یعنی ''شرمگاہ چھپانے'' کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے شرمگاہ ہے اس لئے نماز کی حالت میں کم سے کم ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپا رہنا ضروری ہے اور عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے اس لئے نماز کی حالت میں عورت کے تمام بدن کا ڈھکا رہنا ضروری ہے۔ صرف چہرہ اور ہتھیلی اور ٹخنوں کے نیچے قدم کے کھلے رہنے کی اجازت ہے۔ ٹخنے کو بھی چھپا رہنا چاہئے۔

تیسری شرط یعنی ''وقت'' کا یہ مطلب ہے کہ جس نماز کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اسی وقت میں پڑھی جائے۔

چوتھی شرط یعنی ''قبلہ کو منہ کرنا'' اس کا مطلب ظاہر ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرے۔

پانچویں شرط یعنی ''نیت'' کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت کو جو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھتا ہو، دل میں اس کا پکا ارادہ کرنا ہے کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں اور اگر دل میں ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

چھٹی شرط ''تکبیر تحریمہ'' یعنی اللہ اکبر کہنا۔ یہ نماز کی آخری شرط ہے کہ اس کے کہتے ہی نماز شروع ہو گئی۔ اب اگر نماز کے سوا دوسرا کوئی کام کیا یا کچھ بولا تو نماز ٹوٹ گئی۔

پہلی پانچوں شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور نماز ختم ہونے تک موجود رہنا ضروری ہے اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز نہیں ہوگی۔

پاکی کے مسائل کا بیان

وضو کا طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا پکا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے اور اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی یا مسواک یا خلال سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر تو روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔ پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سبھوں کو ہلا پھرا کر دھوئے تا کہ سب جگہ پانی بہہ جائے پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصہ تک لے جائیں۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے لگنے نہ پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرح لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آ جائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بایاں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دُعا پڑھے ﴿ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ﴾ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لیا کرے اور درود شریف و کلمۂ شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے ﴿ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ﴾ اور سورۂ ﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا ﴾ پڑھے۔ مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں پڑھ لے تو اچھا اور

ثواب ہے۔ نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا۔ اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نیچے ہم ان چیزوں کا بیان لکھتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر خوب اچھی طرح یاد کرلو۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں: (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کا دھونا۔ (قرآن مجید و عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۴ وغیرہ عامۂ کتب فقہ)

مسئلہ وضو یا غسل میں عضو کو دھونے کا یہ مطلب ہے کہ جس عضو کو دھوؤ اس کے ہر حصہ پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے اگر کوئی حصہ بھیگ تو گیا مگر اس پر پانی نہیں بہا تو وضو یا غسل نہیں ہوگا۔ بہت سے لوگ بدن پر پانی ڈال کر ہاتھ گیلا کر کے بدن پر پانی مل لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ بدن دُھل گیا۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ بدن پر ہر جگہ پانی کا کم سے کم دو بوند بہہ جانا ضروری ہے۔ (در مختار رد المختار جلد اول صفحہ ۷۶ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۴) اور مسح کرنے کا مطلب ہے کہ گیلا ہاتھ پھرا لیا جائے۔ سر کے مسح میں بعض جاہلوں کا یہ طریقہ ہے کہ مسح کے لئے ہاتھوں میں پانی لے کر اس کو چومتے ہیں۔ پھر مسح کرتے ہیں۔ یہ ایک لغو کام ہے۔ مسح میں گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۴)

وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنی (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرہ کے نیچے ہیں ان پر گیلا ہاتھ پھیرا لینا (۱۴) اعضا کو لگا تار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھو لے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہ بات سے بچنا۔ (عالمگیری و بہارِ شریعت)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ ضمناً وضو کے طریقہ میں ذکر ہو چکیں۔ باقی کو اگر تفصیل کے ساتھ جاننا ہو تو بڑی بڑی کتابوں مثلاً ہمارے استاد حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بہارِ شریعت'' کا مطالعہ کیجئے۔

بہر حال چند مستحبات یہ ہیں۔ (۱) جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد لینا (۸) ڈھیلی انگھوٹی کو پھرا لینا (۹) صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت انگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر تانبے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو۔ (۱۵) اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں (۱۷) اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں (۱۸) اور ہاتھ دستہ پر رکھیں لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں (۱۹) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تا کہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں (۲۰) ہر عضو کے دھوتے وقت دِل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا (۲۱) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف وکلمہ شہادت پڑھنا (۲۲) ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا (۲۳) اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے (۲۴) وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے (۲۵) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے اِس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹ و بہارِ شریعت وغیرہ)

وضو کے مکروہات

وضو میں اکیس (۲۱) باتیں مکروہ ہیں یعنی یہ چیزیں وضو میں نہ ہونی چاہئیں۔ (۱) عورت کے وضو یا غسل کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔ (۲) وضو کے لئے نجس جگہ پر بیٹھنا۔ (۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرانا۔ (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا۔ (۵) وضو کے اعضاء سے وضو کے برتن میں قطرے ٹپکانا۔ (۶) پانی میں کھنکار یا تھوک ڈالنا۔ (۷) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کھنکار ڈالنا۔ (۸) بلا ضرورت دُنیا کی بات کرنا۔ (۹) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۱۰) اس قدر کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔ (۱۱) منہ پر پانی مارنا۔ (۱۲) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔ (۱۳) صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ (۱۴) ہونٹ یا آنکھوں کو زور سے بند کر کے منہ دھونا۔ (۱۵) حلق اور گلے کا مسح کرنا۔ (۱۶) بائیں ہاتھ سے کُلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔ (۱۷) داہنے ہاتھ سے ناک صاف

کرنا۔(۱۸) اپنے لئے کوئی وضو کا برتن مخصوص کر لینا۔(۱۹) تین نئے نئے پانیوں سے تین دفعہ سر کا مسح کرنا۔(۲۰) جس کپڑے سے استنجا کا پانی خشک کیا ہو اس سے وضو کے اعضاء کو پونچھنا۔(۲۱) دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا۔ ان کے علاوہ ہر سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ وضو نہ ہو تو نماز و سجدۂ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے اور خانہ کعبہ کے طواف کے لئے وضو واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹)

مسئلہ جنبی کو کھانے پینے سونے کے لئے وضو کر لینا سنت ہے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین اور روضۂ مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور وقوفِ عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کر لینا سنت ہے۔(بہارِ شریعت)

مسئلہ سونے کے لئے، سونے کے بعد، میت کو نہلانے یا اُٹھانے کے بعد، جماع سے پہلے، غصہ آ جانے کے وقت، زُبانی قرآن شریف پڑھنے، یا علمِ حدیث اور دوسرے دینی علوم پڑھنے پڑھانے کے لئے یا دینی کتابیں چھونے کے لئے، شرمگاہ چھونے یا کافر سے بدن چھو جانے یا صلیب یا بُت چُھو جانے کے بعد، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے اور ہر گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے پردہ چُھو جانے سے یا کوڑھی اور برص والے کا بدن چُھو جانے سے، بغل کھجانے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔ ان سب صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہیں۔ (بہارِ شریعت)

وضو توڑنے والی چیزیں

(۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) پیشاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے راستہ سے ہوا کا نکلنا (۳) بدن کے کسی حصے یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا یا پانی یا خون یا پیپ کی منہ بھر کر قے ہو جانا۔(۵) اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بیہوش ہو جانا (۷) غشی طاری ہو جانا (۸) کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھڑائیں (۹) دُکھتی ہوئی آنکھ سے پانی یا کیچڑ نکلنا (۱۰) رکوع، سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۱ وغیرہ)

مسئلہ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا، یا اپنا ستر کھل گیا یا خود بالکل ننگے ہو کر وضو کیا، یا نہانے کے وقت ننگے ہی ننگے وضو کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ اپنا ستر کھل جانے یا دُوسرے کا ستر دیکھ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، یہ بالکل غلط ہے۔ ہاں! البتہ یہ وضو کے آداب میں سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجا کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

مسئلہ اگر ناک صاف کی اُس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر بہتا ہوا خون نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ چھالانوچ ڈالا، اگراس میں پانی بہہ گیا تو وضوٹوٹ گیااور اگر پانی نہیں بہاتو وضونہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ کان میں تیل ڈالا تھااور ایک دن بعدوہ تیل کان یاناک سے نکلاتو وضونہیں ٹوٹا۔

مسئلہ زخم پر گڑھا پڑ گیااور اس میں سے کچھ تری چمکی مگر بہی نہیں تو وضونہیں ٹوٹا۔

مسئلہ کھٹمل، مچھر، مکھی، پسو نے خون چوساتو وضونہیں ٹوٹا۔ (درمختار)

مسئلہ قے میں صرف کیچوا گراتو وضونہیں ٹوٹااور اگراس کے ساتھ کچھ پانی وغیرہ بھی نکلاتو دیکھیں گے منہ بھر ہے یانہیں۔اگر منہ بھر ہوتو وضوٹوٹ جائے گااور اگر منہ بھر سے کم ہوتو وضونہیں ٹوٹے گا۔ (در مختار)

مسئلہ وضوکرنے کے درمیان اگر وضوٹوٹ گیاتو پھر شروع سے وضو کرے یہاں تک کہ اگر چلّو میں پانی میں لیااور ہوا خارج ہوگئی تو یہ چلّو کا پانی بے کار ہوگیا۔اس پانی سے کوئی عضو نہ دھوئے بلکہ دوسرے پانی سے پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ دُکھتی ہوئی آنکھ، دُکھتی ہوئی چھاتی، دُکھتے ہوئے کان سے جو پانی نکلے وہ نجس ہےاور اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۱ وغیرہ)

مسئلہ کسی کے تھوک میں خون آیاتو اگر تھوک کا رنگ زردی مائل ہے تو وہ وضونہیں ٹوٹااور اگر تھوک سُرخی مائل ہوگیاتو وضو ٹوٹ گیا۔ (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۹۴)

مسئلہ وضو کے بعد ناخن یابال کٹوائے تو وضونہیں ٹوٹا نہ وضو کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ناخن کو دھونے اور نہ سر کو مسح کرنے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ اگر وضو کرنے کی حالت میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوااور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اُس عضو کو دھولیں اور اگراکثر اس قسم کا شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کریں۔یوں ہی اگر وضو پورا ہو جانے کے بعد شک پڑ جائے تو اس کا کچھ خیال نہ کریں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ جو باوضوتھااب اُسے شک ہے کہ وضو ہے یاٹوٹ گیاتو اس کو وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ہاں! وضو کرلینا بہتر ہے جبکہ یہ شبہہ بطورِ وسوسہ نہ ہوا کرتا ہواور اگر وسوسہ سے ایساشبہہ ہوجایا کرتا ہوتو اس شبہہ کو ہرگز نہ مانیں۔اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ وسوسہ کی اطاعت ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ اگر بے وضوتھا۔اب اُسے شک ہے کہ میں نے وضو کیایانہیں تو وہ یقیناً بلاوضو ہے۔اُس کو وضو کرنا ضروری ہے۔(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۳)

مسئلہ یہ یاد ہے کہ وضو میں کوئی عضو دھونے سے رہ گیا۔مگر معلوم نہیں کہ وہ کون سا عضوتھاتو بایاں پاؤں دھولے۔ (درِ مختار جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

مسئلہ شیر خوار بچے نے قے کی اور دودھ ڈال دیا۔ اگر وہ منہ بھر قے ہے، نجس ہے، درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کردے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا ہے تو پاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ سوتے میں جو رال منہ سے گرے اگرچہ پیٹ سے آئے اگرچہ وہ بدبودار ہو پاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ مردے کے منہ سے جو پانی بہے ناپاک ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۹۳)

مسئلہ منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا۔ اگر لوٹے یا کٹورے کو منہ لگا کر کُلّی کو پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کُل پانی نجس ہو جائے گا۔ چُلّو سے پانی لے کر کلی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کُلّی کے لئے پانی لے۔

غسل کے مسائل

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا۔ اور ان میں سے کسی میں کوئی کمی کردی تو غسل نہیں ہوگا۔

(عامہ کتب فقہ)

۱ کُلّی

کہ منہ کے پرزے پرزے میں پانی پہنچ جائے فرض ہے۔ یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک پورے تالو، دانتوں کی جڑ، زبان کے نیچے، زبان کی کروٹیں غرض منہ کے اندر پرزے پرزے ذرّے ذرّے میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں ڈال کر اُگل دینے کو کلی کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ غسل میں کلی کر لینے سے غسل نہیں ہوگا بلکہ غسل میں فرض ہے کہ منہ بھر پانی لے کر خوب زیادہ منہ کو حرکت دیں تاکہ منہ کے اندر ہر ہر حصہ میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غسل کی کلی میں غرغرہ بھی کرے ہاں روزہ کی حالت میں غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔

۲ ناک میں پانی چڑھانا

غسل میں اس طرح ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے کہ سانس اُوپر کو کھینچ کر ناک کے نتھنوں میں جہاں تک نرم حصہ ہے اس کے اندر پانی چڑھائے کہ نتھنوں کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف پانی پہنچ کر بہہ جائے اور ناک کے اندر کھال یا ایک بال بھی سوکھا نہ رہ جائے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

۳ تمام بدن پر پانی بہانا

یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک بدن کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، ہر ہر ذرّے، ہر ہر رونگٹے اور ہر ایک بال کے پورے پورے حصہ پر پانی بہانا غسل میں فرض ہے۔ بعض لوگ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھرا لیتے ہیں۔ اور پانی بدن پر پوت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا۔ حالانکہ بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان

نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا۔ اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اِس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں۔ سر اور داڑھی مونچھ، بھوؤں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر رونگٹے کی جڑ سے نوک تک ڈھل جانے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح کان کا جو حصہ نظر آتا ہے اُس کی گراریوں اور سوراخ۔ اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ، پیٹ کی بلٹیں، بغلیں، ناف کے غار، ران اور پیڑو کا جوڑ، جنگاسا۔ دونوں سرینوں کے ملنے کی جگہ، ذکر اور خصیوں کے ملنے کی جگہ، خصیوں کے نیچے کی جگہ، عورت کے ڈھلکے ہوئے پستان کے نیچے کا حصہ، عورت کی شرمگاہ کا ہر حصہ اِن سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر ہر جگہ پانی پہنچ کر بہہ جائے۔

غسل کا طریقہ

غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت یعنی دل میں نہانے کا ارادہ کر کے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ کو دھوئے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دھوئے اس کے بعد وضو کرے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں خوب مبالغہ کرے۔ پھر ہاتھ میں پانی لے لے کر سارے بدن پر ہاتھ پھرا پھرا کر بدن کو ملے خصوصاً جاڑوں میں۔ تاکہ کہیں بدن کا کوئی حصہ پانی بہنے سے نہ رہ جائے پھر داہنے کندھے پر تین بار پانی بہائے۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے اور تمام بدن کے ہر ہر حصہ کو خوب مل مل کر دھوئے اور اچھی طرح دھیان رکھے کہ کہیں ذرہ برابر بدن کی کھال یا کوئی رونگھٹا اور بال پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔

ضروری تنبیہ

بہت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ نجس تہبند باندھ کر غسل کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نہانے میں ناپاک تہبند اور بدن سب پاک ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ پانی ڈال کر تہبند اور بدن پر ہاتھ پھیرانے سے تہبند کی نجاست اور زیادہ پھیلتی ہے اور سارے بدن بلکہ نہانے کے برتن تک کو نجس کر دیتی ہے۔ اس لئے نہانے میں لازم ہے کہ پہلے بدن کو اور اس کپڑے کو جس کو پہن کر نہاتے ہیں دھو کر پاک کر لیں ورنہ غسل تو کیا ہوگا۔ اس ترہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے وہ بھی ناپاک ہو جائیں گی۔ اور سارا بدن اور تہبند بھی ناپاک ہی رہ جائے گا۔

مسئلہ غسل میں سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے اور اگر گندھے ہوئے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک ہر بال پر پانی بہائے اور عورت پر صرف بال کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کو کھولنا ضروری ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ غسل میں کانوں کی بالیوں اور ناک کی کیل کے سوراخوں میں بالیوں اور کیل کو پھرا کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

کن کن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے

جن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں۔(۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے میں منی نکل جانا (۳) ذکر کے سر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل فرض کر دیتا ہے (۴) حیض کا ختم ہونا (۵) نفاس سے فارغ ہونا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵ مصری)

مسئلہ جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دِن اور احرام باندھتے وقت غسل کر لینا سنت ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

مسئلہ میدانِ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے، حرم کعبہ اور روضہ منورہ کی حاضری طواف کعبہ۔ منیٰ میں داخل ہونے، جمروں کو کنکریاں مارنے کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے۔ اسی طرح شبِ قدر، شبِ برأت، عرفہ کی رات میں مردہ کو نہلانے کے بعد، جنون اور غشی سے ہوش میں آنے کے بعد، نیا کپڑا پہننے کے لئے، سفر سے آنے کے بعد، استحاضہ بند ہونے کے بعد گناہ سے توبہ کرنے کے لئے نمازِ استسقاء کے لئے، گرہن کے وقت نماز کے لئے خوف، تاریکی، آندھی کے وقت ان سب صورتوں میں غسل کر لینا مستحب ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۱۴ وغیرہ)

مسئلہ جس پر غسل فرض ہو اس کو بغیر نہائے (۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید کا چھونا (۴) قرآن شریف پڑھنا (۵) کسی آیت کو لکھنا حرام ہے اور فقہ و حدیث اور دوسری دینی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے مگر آیت کی جگہوں پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ لگانا حرام ہے۔ (درمختار و ردالمختار)

مسئلہ درود شریف اور دُعاؤں کے پڑھنے میں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر لے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ غسل خانہ کے اندر اگرچہ چھت نہ ہو، ننگے بدن نہانے میں کوئی حرج نہیں ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے مگر ننگے نہائیں تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور اگر تہبند باندھے ہوئے ہو تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ مرد کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ غسل کے بعد فوراً کپڑے پہن لے۔ دیر تک ننگے بدن میں نہ رہے۔

مسئلہ جس طرح مردوں کو مردوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا جائز نہیں کیونکہ دوسروں کے سامنے بلا ضرورت ستر کھولنا حرام ہے۔ (عامۂ کتب فقہ)

مسئلہ جس پر غسل واجب ہے اسے چاہئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد سے جلد غسل کر لے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جُنبی یعنی ایسا آدمی ہو جس پر غسل فرض ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر غسل کرنے میں اتنی

دیر کر چکا کہ نماز کا آخروقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب تاخیر کرے گا تو گناہگار ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ جس شخص پر غسل فرض ہے اگر وہ کھانا کھانا چاہتا ہے یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وضو کر لے یا کم سے کم ہاتھ منہ دھولے اور کلی کرے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کئے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس شخص کو احتلام ہوا ہو اس کو بے نہائے ہوئے عورت کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ (بہارِ شریعت)

تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے لئے تیمّم کر لینا جائز ہے مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو، یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو، یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے، یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان ہو تو ان صورتوں میں بجائے وضو اور غسل کرنے کے تیمّم کرے تیمّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم کا طریقہ

تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمّم کی نیت کرے اور زبان سے یہ بھی کہہ لے کہ نَوَيْتُ اَنْ اَتَيَمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرہ پر ہر جگہ ہاتھ پھر جائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھر جائے اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اُس کے نیچے کھال پر ہاتھ پھرائے۔ اگر چہرے اور دونوں ہاتھوں پر بال برابر جگہ بھی ہاتھ نہیں پھرایا تو تیمّم نہیں ہوگا۔ اس لئے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہئے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ وغیرہ)

تیمم کے فرائض

تیمّم میں تین چیزیں فرض ہیں۔ (۱) تیمّم کی نیت (۲) پورے چہرہ پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔
(در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۵۴)

تیمم کی سنتیں

دس چیزیں تیمّم میں سنت ہیں۔(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر غبار زیادہ لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتار ہاتھ پھرانا، ایسا نہ ہو کہ چہرے پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھ پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خلال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۶۷ وغیرہ)

مسئلہ مٹی، ریت، پتھر، گیرو وغیرہ ہر اُس چیز سے تیمّم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ لوہا، پیتل، کپڑا، رانگا، تانبا، لکڑی وغیرہ سے تیمّم نہیں ہو سکتا جو کہ زمین کی جنس سے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر راکھ نہیں ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں۔ جیسے لکڑی اور سب دھاتیں۔ (عامہ کتاب)

مسئلہ راکھ سے تیمّم جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیمّم جائز ہے۔ اگر چہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو۔ بہر حال تیمّم جائز ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہو گئی تو فوراً ہی تیمّم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

مسئلہ کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر وضو کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہئے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اس پر لازم ہے کہ وضو کر کے اُس نماز کو دہرائے۔ (درمختار وردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سجدہ تلاوت کے لئے تیمّم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو ضروری ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ جس جگہ سے ایک شخص نے تیمّم کیا اُسی جگہ سے دوسرا بھی تیمّم کر سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۷۰)

مسئلہ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمّم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے۔ مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیمّم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱ صفحہ ۷۰)

مسئلہ تیمّم کے لئے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیمّم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا اس سے تیمّم نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مار کر تیمّم کرے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱ صفحہ ۷۰ وغیرہ)

مسئلہ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے اُن سے تیمّم بھی جاتا رہے گا اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال

پر قادر ہو جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ (عامہ کتب فقہ)

استنجاء کا بیان

جب استنجاء خانہ میں داخل ہونا چاہے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَآئِث پڑھ کر پہلے بایاں قدم رکھے اور نکلتے وقت داہنا پاؤں نکالے اور غُفۡرَانَکَ پڑھے۔ (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰)

پیشاب کے بعد استنجاء کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے پاک مٹی یا پتھر یا پھٹے پرانے کپڑے لے کر پیشاب کی جگہ کو سکھا لے اور اگر قطرہ آنے کا شبہہ ہو تو کچھ ٹہل لے یا کھانس کر یا پاؤں زمین پر مار کر کوشش کرے کہ رُکا ہو قطرہ باہر نکل پڑے پھر پانی سے پیشاب کی جگہ دھو ڈالے اور پاخانہ کے بعد استنجاء کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے چند ڈھیلوں یا پتھروں سے پاخانہ کی جگہ کو پونچھ کر صاف کر لے پھر پانی سے اچھی طرح دھو لے۔

مسئلہ ڈھیلا اور پانی دونوں بائیں ہاتھ سے استعمال کرے۔ داہنے ہاتھ سے استنجانہ کرے۔

مسئلہ کھانے کی چیزیں، کاغذ، ہڈی، گوبر، کوئلہ اور جانوروں کے چارہ سے استنجا کرنا منع ہے۔

مسئلہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں اُتّر یا دکھن کی جانب منہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ندی کے گھاٹ پر، کنویں یا حوض کے کنارے، پانی میں اگر چہ بہتا ہوا پانی ہو، پھل والے یا سایہ دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو۔ قبرستان میں بیچ سڑک اور راستوں پر، جانوروں کے باندھے جانے یا بیٹھنے کی جگہوں پر اور جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں اور جس جگہ لوگ بیٹھتے ہوں ان سب جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔ (در مختار صفحہ ۲۲۶ و عالمگیری ج ۱ صفحہ ۴۷)

مسئلہ پیشاب پاخانہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر یا کسی چیز کی آڑ میں بیٹھ کر کرنا چاہئے۔ جہاں لوگوں کی نظر ستر پر پڑے وہاں پیشاب، پاخانہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجاء نہ کرنا چاہئے۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۶)

مسئلہ بچے کو پاخانہ، پیشاب کے لئے لے جانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف کر دے۔ عورتیں اس طرف توجہ نہیں کیا کرتیں۔ انہیں لازم ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔

مسئلہ کھڑے ہو کر، یا لیٹ کر، یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ یونہی ننگے سر پیشاب، پاخانہ کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعا یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ اسی طرح پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت اذان ہونے لگےتو زبان سے اذان کا جواب نہ دے۔اسی طرح اگر خود چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے دل میں کہہ لے۔اسی طرح کسی نے چھینک کر اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہا تو زبان سے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ کر چھینک کا جواب نہ دے بلکہ دل ہی دل میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہہ لے۔

پانی کا بیان

جن جن پانیوں سے وضو جائز ہے اُن سے غسل بھی جائز ہے اور جن جن پانیوں سے وضو ناجائز ہے اُن سے غسل بھی ناجائز ہے۔

کن کن پانیوں سے وضو جائز ہے؟

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف، اولے کے پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

کن پانیوں سے وضو جائز نہیں؟

پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑگئی کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑگئی یا کوئی ایسا جانور مر گیا جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔اگر چہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون ہو ان سب پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔(عالمگیری. درمختار ردالمختار)

مسئلہ پانی میں اگر کوئی ایسا جانور مر گیا ہو جس کے بدن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مکھی، مچھر، بھڑ، شہد کی مکھی، بچھو، برساتی کیڑے مکوڑے تو ان جانوروں کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۲۳)

مسئلہ اگر پانی میں تھوڑا سا صابن مل گیا جس سے پانی کا رنگ بدل گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے لیکن اگر اس قدر زیادہ صابن پانی میں گھول دیا گیا کہ پانی ستو کی طرح گاڑھا ہو گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہوگا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۰)

مسئلہ جو جانور پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں اور پانی ہی میں زندگی بسر کرتے ہیں جیسے مچھلیاں اور پانی کے مینڈک وغیرہ ان کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳)

مسئلہ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دہ در دہ اور بڑا حوض کہتے ہیں یوں ہی بیس (۲۰) ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا کل لمبائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور اگر لمبائی چوڑائی سو ہاتھ نہ ہو تو حوض کو چھوٹا حوض کہتے ہیں اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو، بڑے حوض میں اگر کوئی نجاست پڑگئی ہو تو وہ اس وقت تک پاک مانا جائے گا جب تک کہ اس میں

نجاست کے اثر سے اس کے پانی کا رنگ و بو یا مزہ نہ بدل جائے اور چھوٹا حوض ایک قطرہ نجاست پڑ جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔ (عامۂ کتاب)

مسئلہ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں یوں ہی اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دہ دردہ سے کم پانی میں بے دھوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پانی میں پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ اگر ہاتھ دُھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیت سے پانی میں ہاتھ ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لئے یا وضو کے لئے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام کا نہ رہا اور اس کا پینا بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۴۹)

اس مسئلہ کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہیے۔ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

مسئلہ اتنے زور سے بہتا ہوا پانی کہ اگر اس میں تنکا ڈالا جائے تو اس کو بہا لے جائے نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہو گا لیکن اگر اتنی زیادہ نجاست پڑ جائے کہ وہ نجاست پانی کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو اس صورت میں بہتا ہوا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور اب یہ پانی اس وقت پاک ہو گا کہ پانی کا بہاؤ ساری نجاست کو بہا لے جائے اور پانی کا رنگ اور بو، مزہ ٹھیک ہو جائے۔

مسئلہ تالاب اور دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا حوض بھی بہتے ہوئے پانی کے حکم میں ہے یہ بھی تھوڑی سی نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہو گا لیکن اگر ان میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ناپاک پانی کو خود بھی استعمال کرنا حرام اور جانوروں کو بھی پلانا ناجائز ہے۔ ہاں گارے وغیرہ کے کام لا سکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد میں لگانا جائز نہیں۔

مسئلہ ناپاک پانی بدن یا کپڑے یا جس چیز میں بھی لگ جائے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ اس کو جب تک پاک پانی سے دھو کر پاک نہ کر لیں، پاک نہیں ہو گا۔ (بہارِ شریعت وغیر عامۂ کتب)

مسئلہ پانی میں بلا دُھلا ہوا ہاتھ پڑ گیا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اُس میں ملا دیں۔ نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہہ جائے۔ سب کام کا ہو جائے گا، یوں ہی ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۴۱)

مسئلہ نابالغ کا بھرا ہوا پانی شرعاً اُس کی ملک ہو جائے اُسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ

نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگر چہ وہ اجازت بھی دے دے۔ اگر اُس سے وضو کر لیا تو ہو جائے اور گنہگار ہو گا۔ یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہئے کہ وہ اکثر نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کسی بالغ کا بھرا ہوا پانی بھی بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۵۰)

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

آدمی اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے جیسے بھیڑ، بکری، گائے، بھینسیں، کبوتر، فاختہ وغیرہ۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲ مصری وغیرہ)

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے سُور، کتا، شیر چیتا، بھیڑیا، گیدڑ، ہاتھی، بندر اور تمام شکاری چوپائے ان سبھوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳ مصری وغیرہ)

گھروں اور بلوں میں رہنے والے جانور مثلاً بلی، نیولا، چوہا، سانپ، چھپکلی اور شکاری پرندے جیسے چیل، کوا، شکرا، باز وغیرہ اور وہ مرغی جو ادھر اُدھر پھرتی اور نجاستوں پر منہ ڈالتی ہو اور وہ گائے بھینس جو غلیظ کھاتی ہو۔ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابل وضو ہونے میں شک ہے۔ لہٰذا اس سے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر گدھے اور خچر کے جھوٹے کے سوا کوئی دوسرا پانی موجود ہی نہ ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو چاہئے کہ اسی پانی سے وضو کرے اور پھر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اگر صرف وضو کیا اور تیمّم نہیں کیا۔ یا صرف تیمّم کیا اور وضو نہیں کیا نماز نہ ہو گی۔ گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۳)

مسئلہ جس جانور کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۲ مصری)

مسئلہ گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

مسئلہ پانی میں رہنے والے تمام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو جیسے مچھلی وغیرہ یا خشکی میں ہو جیسے کچھوا، کیکڑا وغیرہ۔ (ردالمختار صفحہ ۱۴۱)

مسئلہ کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آ گئی اور اُس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو گئے۔ یوں ہی کسی نے شراب پی کر فوراً پانی پیا، تو اس کا جھوٹا پانی نجس ہو گیا اور برتن بھی ناپاک ہو گیا۔

مسئلہ شرابی کی مونچھیں اگر بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی ہو تو جب تک وہ مونچھوں کو پاک نہ کرے، جو پانی پیئے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔ (درمختار صفحہ ۱۴۹)

کنوئیں کے مسائل

کنوئیں میں کسی آدمی یا جانور کا پاخانہ، پیشاب، یا مرغی یا بطخ کی بیٹ یا خون یا تاڑی، شراب وغیرہ کسی نجاست کا ایک قطرہ بھی گر پڑے، یا کوئی بھی ناپاک چیز کنوئیں میں پڑ جائے۔ تو کنواں ناپاک ہوجائے گا اور اس کا کُل پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ اگر کنوئیں میں آدمی، گائے، بھینس، بکری یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر جائے یا چھوٹے سے چھوٹے بہنے والے خون والا جانور کنوئیں میں مر کر پھول پھٹ جائے یا ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک ہے، کنوئیں میں گر پڑے اگر چہ زندہ نکل آئے، جیسے سُور، کتا تو ان سب صورتوں میں کنواں ناپاک ہوجائے گا اور کُل پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ اگر بلی یا مرغی یا اتنا ہی بڑا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس ڈول پانی نکالنا واجب اور ساٹھ ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اتنا پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ اگر چوہا، چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا واجب اور تیس ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اس کے بعد کنواں پاک ہوجائے گا۔

مسئلہ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ ان میں سے اگر کوئی کنوئیں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے اور ان کے بدن پر کسی نجاست کا لگا ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک ہے لیکن احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال ڈالے۔

مسئلہ حلال پرندوں جیسے کبوتر اور گوریا، مینا، مرغابی، وغیرہ اونچے اُڑنے والے پرندوں کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔ یوں ہی چمگادڑ کے پیشاب سے بھی کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ یہ جو حکم دیا گیا کہ فلاں فلاں صورت سے اتنا اتنا پانی نکالا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز کنوئیں میں گری ہے پہلے اس کو کنوئیں میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں۔ اگر وہ چیز کنوئیں ہی میں پڑی رہی تو پانی نکالنا بےکار ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

مسئلہ جہاں جہاں اتنے اتنے ڈول پانی نکالنے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ڈول کی گنتی اس ڈول سے کی جائے گی جو ڈول اس کنوئیں پر استعمال ہوتا رہا ہے اور اگر اس کنوئیں کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو اتنا بڑا ڈول ہونا چاہئے جس میں سوا پانچ کلو پانی آجائے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۴۵)

مسئلہ سالن یا پانی یا شربت میں اگر مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر باہر پھینک دیں اور سالن، پانی، شربت، کھا پی لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کھانے میں مکھی گر پڑے تو اِس کو کھانے میں غوطہ دے کر مکھی کو پھینک دیں۔ پھر اِس کھانے کو کھائیں کیونکہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں اس کی شفا ہے اور مکھی اس پَر کو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے۔ اس لئے غوطہ دے کر دوسرا شفاء والا پَر بھی کھانے میں پہنچا دیں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ باب مایحل اکلہ)

اسلامی مسائل وخصائل کا خزانہ
جنتی زیور
تالیف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی
4925389-90-91
2314045-2203311
2201479

نجاستوں کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک غلیظہ (بھاری نجاست)

(۲) دوسری خفیفہ (ہلکی نجاست)

نجاست غلیظہ

جیسے پیشاب پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، دُکھتی ہوئی آنکھ کا کیچڑ پانی، دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب، بچے نے جو منہ بھر کر قے کی، مرد یا عورت کی منی، حرام جانوروں جیسے کتا، شیر، سُور وغیرہ کا پیشاب، پاخانہ اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس، وغیرہ کا گوبر اور اُونٹ کی مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ، ہاتھی کے سونڈ کا پانی، درندہ، جانوروں کا تھوک، شراب، نشہ لانے والی تاڑی، سانپ کا پاخانہ، مردار کا گوشت۔ یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔

نجاست خفیفہ

جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب۔ یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔

مسئلہ نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہو تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کئے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ یعنی ایسی نماز کو دُہرا لینا واجب ہے۔ اور قصداً پڑھی تو گناہگار بھی ہوا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کئے نماز ہوگی مگر خلافِ سنت ہوئی۔ اور اس نماز کو دہرا لینا بہتر ہے۔

مسئلہ نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر، تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم

کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھے اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے۔ یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)

مسئلہ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے جس حصہ میں لگی ہے اگر اُس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین میں لگی ہے تو اسکی چوتھائی سے کم میں لگی یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی ہے، تو معاف ہے۔ اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھو کر پاک کئے نماز نہ ہوگی۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

مسئلہ جو نجاست کپڑے یا بدن میں لگی ہے اُس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست دل والی ہو تو۔ جیسے لید، گوبر، پاخانہ، تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں بلکہ اس نجاست کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے بدن یا کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار دھو لینا بہتر ہے اور اگر نجاست دلدار نہ ہو بلکہ پتلی ہو۔ جیسے پیشاب وغیرہ، تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۱)

مسئلہ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں۔ یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن اور کپڑے میں نجاست لگی ہو۔ اور اگر کسی پتلی چیز دودھ یا سرکہ یا پانی میں نجاست پڑ جائے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ بہر حال پتلی چیز ناپاک ہو جائے گی۔ اگر چہ ایک ہی قطرہ نجاست پڑ گئی ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۷)

مسئلہ نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ میں مل جائے تو کل نجاست غلیظہ ہو جائے گی۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

مسئلہ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے۔ البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر پینا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۹)

مسئلہ : چوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پس گئی۔ یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے۔ ہاں اگر اِس قدر زیادہ مینگنیاں پڑ گئیں کہ آٹا اور تیل کا مزہ بدل گیا تو آٹا اور تیل ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۲)

مسئلہ: آدمی کا چمڑا ناخن کے برابر اگر تھوڑے پانی (یعنی دہ در دہ سے کم) میں پڑ جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر آدمی کا کٹا ہوا ناخن یا بال پانی میں پڑ گیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

مسئلہ نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

مسئلہ اُپلے کی راکھ پاک ہے اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ ناپاک زمین اگر سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتی رہے پاک ہوگئی۔ خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے، اس زمین میں نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس زمین سے تیمّم نہیں کر سکتے کیونکہ تیمّم ایسی زمین سے کرنا جائز ہے جس پر کبھی بھی نجاست نہ پڑی ہو۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۰۸، عالمگیری صفحہ ۴۱)

مسئلہ ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں، ناپاک ہیں۔ بعد پختہ کر لینے کے پاک ہوگئے۔ (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

مسئلہ جو چیز سوکھنے یا رگڑنے سے پاک ہوگئی۔ اُس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی مثلاً زمین پر پیشاب پڑ گیا پھر زمین سُوکھ گئی اور نجاست کا اثر زائل ہوگیا اور وہ زمین پاک ہوگئی۔ اب اگر وہ زمین بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہوگی۔ یوں ہی اگر چھری خون لگنے سے ناپاک ہوگئی اور چھری کو زمین پر خوب رگڑ رگڑ کر خون کا اثر زائل کر دیا تو چھری پاک ہوگئی۔ اب اگر وہ چھری بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہوگی۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

حیض و نفاس و جنابت کا بیان

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور بیماری اور بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو اس کو حیض کہتے ہیں اور جو خون بیماری کی وجہ سے آئے۔ اُس کو استحاضہ کہتے ہیں اور بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے۔

مسئلہ: حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے بہتر (۷۲) گھنٹے ہے۔ جو خون اس سے کم مدت میں بند ہوگیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد استحاضہ ہے، اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آ چکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی، تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا وہ استحاضہ ہے۔ مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت ہے۔ اب کی مرتبہ دس دن آیا تو دسوں دن حیض ہے اور اگر بارہ دن آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن حیض آیا کرتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔

مسئلہ کم سے کم نو برس کی عمر سے عورت کو حیض ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ (حیض و اولاد سے نا اُمید ہونے والی) کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے یونہی پچپن برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ لیکن اگر کسی عورت کو پچپن برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو اس حیض کو مان لیا جائے گا۔

مسئلہ حمل والی عورت کو جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یوں ہی نفاس اور حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آ گیا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ حیض کے چھ رنگ ہیں۔(۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زردہ (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۴ وغیرہ)

مسئلہ: نفاس کی کم سے کم کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد آدھ گھنٹہ بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۵)

مسئلہ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا، تو اگر اس عورت کے پہلے ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے، یا یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ جیسے تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی۔ مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے اور پندرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۵ وغیرہ)

حیض و نفاس کے احکام

حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑھے، یوں ہی قرآن مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزدان میں قرآن مجید ہو تو اُس کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔
(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر میں نماز پڑھ سکتی تھی تا کہ عادت باقی رہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں ہم بستری یعنی جماع حرام ہے۔ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے ہاں البتہ ناف سے اوپر گھٹنے سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ دینا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے

مجبور ہو کر مسجد چلی جائے تو جائز ہے مگر اس کو چاہئے کہ تیمّم کر کے مسجد میں جائے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اُٹھا لے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی کو خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگر چہ مسجد حرام کے باہر سے ہو، حرام ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سلانے میں غلبۂ شہوت یا اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لئے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلائے بلکہ اگر گمانِ غالب ہو کہ غلبۂ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سلانا حرام اور گناہ ہے۔

مسئلہ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہم بستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہگار ہو گا۔ اُس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر شروع حیض و نفاس میں ایسا کر لیا تو ایک دینار اور اگر قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تا کہ خدا کے غضب سے امان پائے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷ وغیرہ)

مسئلہ روزے کی حالت میں اگر حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو واجب ہے۔

مسئلہ نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہندوستان میں بعض جگہ جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بیہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہو جائے اگر چہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو وہ نماز پڑھتی ہے نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھیں۔ نماز ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔

مسئلہ حیض اگر پورے دس دن میں ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع کرنا جائز ہے اگر چہ اب تک غسل نہ کیا ہو لیکن مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد صحبت کرے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷)

مسئلہ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو گیا تو تاوقتیکہ غسل نہ کرے یا وہ وقت نماز جس میں پاک ہوئی نہ گزر جائے صحبت کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ حیض ونفاس کی حالت میں سجدۂ تلاوت کی آیت سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اُٹھی تو حیض کا اثر دیکھا تو اسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا۔ رات ہی سے حائضہ نہیں مانی جائے گی۔

مسئلہ حیض والی صبح کو سو کر اُٹھی اور گدی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک مانی جائے گی۔

استحاضہ کے احکام

استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز پڑھے گی۔ روزہ بھی رکھے گی۔ کعبہ میں بھی داخل ہوگی۔ طوافِ کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے گی وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ لگائے گی اور اسی حالت میں شوہر اُس سے ہم بستری بھی کرے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷)

جُنُب کے احکام

ایسے مرد و عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا۔ جُنُب کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کہتے ہیں۔ جُنُب خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ قرآن شریف دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن شریف کو چھو سکتا ہے۔ نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ نہ کعبہ میں طواف کر سکتا ہے۔ (عامۂ کتب)

مسئلہ جُنُب کو ساتھ کھلانے، اس کا جھوٹا کھانے، اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۹)

مسئلہ جُنُب کو چاہئے کہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کتا اور جُنُب ہو۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۳۴)

مسئلہ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے۔ ایک کافر کا مردہ، دوسرے خلوق (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا۔ تیسرے جُنُب آدمی مگر یہ کہ وضو کر لے۔ (سنن ابو داؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰)

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن شریف کی تعلیم دیں۔ تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد پڑھ کر سانس توڑیں پھر للہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگاتار نہ پڑھیں اور قرآن شریف کے الفاظ کو ہجے کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف اور درود شریف وغیرہ کو پڑھنا جُنب کیلئے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کیلئے قرآن شریف کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۶)

معذور کا بیان

جس شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے یا دست آنے یا استحاضہ کا خون آنے کے امراض کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر گیا۔ اور وہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ تو ایسے شخص کو شریعت میں معذور کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے جب کسی نماز کا وقت آ جائے تو معذور لوگ وضو کریں اور اسی وضو سے جتنی نمازیں چاہیں پڑھتے رہیں۔ اس درمیان میں اگرچہ بار بار قطرہ وغیرہ آتا رہے۔ مگر ان لوگوں کا وضو اُس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی رہے اور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوا ان لوگوں کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لئے پھر دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۸)

مسئلہ جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا جب اس کو اتنی شفا حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ بھی قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۸)

مسئلہ معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر کوئی وضو توڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا۔ جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا۔ تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آ جاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائے گا۔

نماز کے وقتوں کا بیان

دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔ ان پانچوں نمازوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے اور جس نماز کا جو وقت مقرر ہے اُس نماز کو وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد نماز قضا ہو جاتی ہے۔

اب ہم نمازوں کے وقتوں کا بیان کرتے ہیں کہ کس نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہو جاتا ہے۔

فجر کا وقت

صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک ہے۔ اس درمیان میں جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہو جانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے نمازی ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پوربی کناروں میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان میں پھیل جاتی ہے اور اُجالا ہو جاتا ہے۔ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

ظہر کا وقت

سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اُسی چیز کا سایہ دُوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اول وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔

فائدہ سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ دوگنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی اس طرح گاڑ دیں کہ پورب پچھّم یا اُتر دکھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو۔ اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔ جب سایہ کم ہونا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہوگئی اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا بڑا سایہ ہوا اس کو ناپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جوں ہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی کا سایہ اس لکڑی سے دوگنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

نماز **جُمعہ** کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا وقت ہے۔

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں رہتا ہے۔ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے۔ لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹکیہ میں زردی آ جائے۔

مغرب کا وقت

سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔ شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرخی کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اُتر دکھن میں پھیلی رہتی ہے مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہو جاتا ہے۔

عشاء کا وقت

شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

نماز وتر کا وقت

وہی ہے جو نمازِ عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھی جاسکتی کیوں کہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے۔ یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھنے کے بعد پھر وتر پڑھنی پڑے گی۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لی۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر کے ساتھ پڑھی تھی تو وہ وضو کر کے نمازِ عشاء پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لی ہے وہ ادا ہو گئی اس کو دہرانا ضروری نہیں۔

مکروہ وقتوں کا بیان

مسئلہ سورج نکلتے وقت، سورج ڈوبتے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن اُس دن کی عصر اگر نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے مگر عصر میں اتنی دیر کر کے نماز پڑھنی سخت گناہ ہے۔

مسئلہ ان تینوں وقتوں میں قرآن مجید کی تلاوت بہتر نہیں ہے۔ اچھا یہ ہے کہ ان تینوں وقتوں میں کلمہ، یا تسبیح یا درود شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ اگر تینوں وقتوں میں جنازہ لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ ان وقتوں سے پہلے لایا گیا۔ مگر نماز جنازہ پڑھنے میں اتنی دیر کر دی کہ مکروہ وقت آ گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو اس وقت سے لے کر تقریباً بیس منٹ تک کوئی نماز جائز نہیں۔ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد جب سورج ایک لاٹھی کے برابر اونچا ہو جائے اس کے بعد ہر نماز چاہے نفل ہو یا کوئی دوسری پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ جب سورج ڈوبنے سے پہلے پیلا پڑ جائے اُس وقت سے سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر اُس دن کی عصر ابھی تک نہیں پڑھی ہے تو اس کو پڑھ لے۔ نماز عصر ادا ہو جائے گی اگرچہ مکروہ ہوگی۔

مسئلہ ٹھیک دوپہر میں کوئی نماز جائز نہیں۔

مسئلہ بارہ وقتوں میں نفل اور سنت نمازیں پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ بارہ وقت یہ ہیں۔

۱۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک فجر کی دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا دوسری کوئی بھی نفل نماز پڑھنی منع ہے۔

۲۔ اقامت شروع ہونے سے جماعت ختم ہونے تک کوئی سنت و نفل پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں البتہ اگر نماز فجر کی اقامت ہونے لگی اور اس کو معلوم ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی سہی تو اس کو چاہئے کہ صفوں سے کچھ دور ہٹ کر فجر کی سنت پڑھ لے اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر وہ یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا تو جماعت نہیں ملے گی تو اس سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ بغیر سنت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقامت ہو جانے کے بعد اگرچہ یہ جان لے کہ سنت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے پھر بھی سنت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ سنت چھوڑ کر فوراً ہی جماعت میں شامل ہو جانا ضروری ہے۔

۳۔ نماز عصر پڑھ لینے کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ قضا نمازیں سورج ڈوبنے سے بیس منٹ پہلے تک پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ سورج ڈوبنے کے بعد اور مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے کوئی نفل جائز نہیں۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لئے کھڑا ہو اس وقت سے لے کر نماز جمعہ ختم ہونے تک کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔

۶۔ عین خطبہ کے درمیان کوئی نماز سنت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔ چاہے جمعہ کا خطبہ ہو۔ یا عیدین کا یا گرہن کی نماز کا یا نمازِ استسقاء کا یا نکاح کا۔ لیکن ہاں صاحب ترتیب کیلئے جمعہ کے خطبہ کے دوران بھی قضا نماز کو پڑھ لینا لازم ہے۔

۷۔ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے۔ چاہے گھر میں پڑھے، یا مسجد میں یا عید گاہ میں۔

۸۔ عیدین کی نماز کے بعد بھی عید گاہ یا مسجد میں۔ نماز نفل پڑھنی مکروہ ہے۔ ہاں اگر گھر میں نفل پڑھے تو یہ مکروہ نہیں۔

۹۔ میدانِ عرفات میں جو ظہر وعصر ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے درمیان میں اور بعد میں نفل وسنت مکروہ ہے۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل و سنت پڑھنی مکروہ ہے۔ دونوں نمازوں کے بعد اگر نفل وسنت پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری و در مختار)

۱۱۔ نمازِ فرض کا وقت اگر تنگ ہو گیا ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ فجر وظہر کی سنتیں پڑھنی بھی مکروہ ہیں۔ جلدی جلدی فرض پڑھ لے تا کہ نماز قضا نہ ہونے پائے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بٹے اور اس کو دور کر سکتا ہو۔ تو اُسے دور کئے بغیر ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانہ پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے یوں ہی کھانا سامنے آ گیا اور بھوک لگی ہو۔ یا دوسری کوئی بات ایسی ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جا رہا ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز پڑھ لے تا کہ قضا نہ ہو جائے۔ لیکن پھر اس نماز کو دہرا لے۔

اذان کا بیان

اذان کے فضائل اور اس کے ثواب کے بیان میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جامع ترمذی، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف، کی حدیث ہے کہ جو شخص سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان پڑھے گا۔ اس کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۶۵ باب الاذان)

اذان اسلام کا نشان ہے۔ اگر کسی شہر یا گاؤں کے لوگ اذان پڑھنا چھوڑ دیں تو بادشاہ اسلام ان کو مجبور کر کے اذان پڑھوائے اور اس پر بھی لوگ نہ مانیں تو ان سے جہاد کرے۔ (قاضی خان)

پانچوں نمازوں اور جمعہ کو مسجد میں نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے اذان پڑھنا سنت موکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے یعنی اگر اذان نہ پڑھی گئی تو وہاں کے سب لوگ گناہگار ہوں گے۔

مسئلہ مسجد میں بلا اذان واقامت سے جماعت سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

مسئلہ گھر میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اذان نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کیلئے کافی ہے۔

مسئلہ اگر وقت سے پہلے اذان ہوگئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔

مسئلہ اذان کے درمیان میں بات چیت منع ہے۔ اگر موذن نے اذان کے بیچ کوئی بات کرلی تو پھر سے اذان کہے۔

(صغیری)

مسئلہ ہر اذان یہاں تک کہ خطبہ جمعہ کی اذان بھی مسجد کے باہر کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان نہ پڑھی جائے گی۔

(خلاصہ عالمگیری و قاضی خان)

مسئلہ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے کلام اور سلام کا جواب اور ہر کام موقوف کردے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت روک دے اور اذان کو غور سے سُنے اور جواب دے اور یہی اقامت میں بھی کرے۔

(درمختار و عالمگیری)

مسئلہ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اُس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ (فتویٰ رضویہ)

مسئلہ فرض نمازوں اور جمعہ کی جماعتوں کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی اذان کہی جاسکتی ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت اسی طرح مغموم کے کان میں مرگی والے اور غضب ناک اور بدمزاج آدمی اور جانور کے کان میں جنگ اور آگ لگنے کے وقت، جنوں اور شیطانوں کی سرکشی کے وقت، جنگل میں راستہ نہ ملنے کے وقت، میت کے دفن کرنے کے بعد ان صورتوں میں اذان پڑھنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت، ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

اذان کا طریقہ

مسجد سے خارج حصہ میں کسی اونچی جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور کانوں کے سوراخوں میں کلمہ کی انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر ذرا ٹھہر کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ پھر ذرا ٹھہر کر دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ پھر دو مرتبہ ٹھہر ٹھہر کر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔ پھر داہنے طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے۔ پھر قبلے کو منہ کرلے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔

مسئلہ فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہنے کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی کہے کہ مستحب ہے۔

اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھے۔ پھر اذان پڑھنے والا اور اذان سننے والے سب یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

اذان کا جواب

جب اذان سُنے تو اذان کا جواب دینے کا حکم ہے اور اذان کے جواب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کہنے والا جو کلمہ کہے، سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔

مسئلہ جب موذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہے تو سننے والا درود شریف بھی پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے قُرَّتُ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَر۔(رد المختار جلد ۱ صفحہ ۲۶۸ مصری)

مسئلہ خطبہ کی اذان کا جواب دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)

مسئلہ جُنب بھی اذان کا جواب دے۔

مسئلہ حیض و نفاس والی عورت پر اور جماع میں مشغول ہونے والے اور پیشاب پاخانہ کرنے والے پر، اذان کا جواب نہیں۔ (درمختار صفحہ ۳۶۵)

صلٰوۃ پڑھنا

اذان و اقامت کے درمیان میں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ یا اس قسم کے دوسرے کلمات نماز کے اعلانِ ثانی کے طور پر بلند آواز سے پکارنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں اور تثویب مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں مستحب ہے۔ تثویب کے لئے کوئی خاص کلمات شریعت میں مقرر نہیں ہیں بلکہ اس شہر میں جن لفظوں کے ساتھ تثویب کہتے ہوں ان لفظوں سے تثویب کہنا مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۳)

اقامت

اقامت اذان ہی کے مثل ہے۔مگر چند باتوں میں فرق ہے۔اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے جاتے ہیں اور اقامت کے کلمات کو جلد جلد کہیں۔درمیان میں سکتہ نہ کریں۔اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو مرتبہ قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ بھی کہیں۔ اذان میں آواز بلند کرنے کا حکم ہے مگر اقامت میں آواز بس اتنی ہی اونچی ہو کہ سب حاضرین مسجد تک آواز پہنچ جائے۔اقامت میں کانوں کے اندر انگلیاں نہیں ڈالی جائیں گی۔اذان مسجد کے باہر پڑھنے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر کہی جائے گی۔

مسئلہ اگر امام نے اقامت کہی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلیٰ پر چلا جائے۔ (درمختار، ردالمختار، غنیہ وغیرہ)

مسئلہ اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت داہنے بائیں منہ نہ پھیرے۔(در مختار)

مسئلہ اقامت ہوتے وقت کوئی شخص آیا تو اُسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ اس کو چاہئے کہ بیٹھ جائے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا جائے اُس وقت کھڑا ہو۔یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی اقامت کے وقت بیٹھے رہیں جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ مکبر کہے اُس وقت سب لوگ کھڑے ہوں، یہی حکم امام کیلئے بھی ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۵۳)

آج کل اکثر جگہ یہ غلط رواج ہے۔اقامت کے وقت بلکہ اقامت سے پہلے ہی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو یہ ہے کہ جب تک امام کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک اقامت نہیں کہی جاتی۔ یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔اس بارے میں بہت سے رسالے اور فتاویٰ بھی چھاپے گئے مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج؟ خداوند کریم مسلمانوں کو سنت پر عمل کی توفیق بخشے۔

مسئلہ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔اقامت کا جواب بھی اذان ہی کے جواب کی طرح ہے۔اتنا فرق ہے کہ اقامت میں قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَامَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے۔ (عالمگیری)

استقبال قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے۔لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے۔مثلاً:

مسئلہ جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بہا جا رہا ہو اور صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا۔تو اس کو چاہئے کہ وہ جس رُخ بھی نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔اس کی نماز ہو جائے گی۔اور بعد میں اس نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا کوئی آدمی بھی نہیں جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کرادے تو وہ اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت و ردمختار)

مسئلہ چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے اگرچہ فرض نماز ہو یا نفل۔ (غنیہ)

مسئلہ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو نمازی کو چاہئے کہ اپنے دل میں سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (منیۃ المصلّٰی وغیرہ)

مسئلہ جس طرف دل جم گیا تھا اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر درمیان نماز ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہوگئی تو اس پر فرض ہے کہ فوراً ہی اُس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی اسطرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر لگادی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔(درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

نمازی نے اگر بلا عذر قصداً جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اُس نے قبلہ کی طرف سینہ پھیر لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز پڑھے اور اگر نماز میں بلا قصد و ارادہ قبلہ سے سینہ پھر گیا اور فوراً ہی قبلہ کی طرف سینہ کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔ (منیۃ المصلّٰی و بحر)

مسئلہ اگر صرف منہ قبلہ سے پھیر لیا اور سینہ قبلہ سے نہیں پھیرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً ہی وہ قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

اس کی نماز ہو جائے گی۔ مگر بلا عذر ایک سیکنڈ کے لئے بھی قبلہ سے چہرہ پھیر لینا مکروہ ہے۔ (منیة المصلّٰی)

مسئلہ اگر نمازی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نہ چہرا پھیرا بلکہ صرف آنکھوں کو پھرا پھرا کر اِدھر اُدھر دیکھ لیا تو اس کی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

رکعتوں کی تعداد اور نیت کا طریقہ

نیت سے مراد دل میں پکا ارادہ کرنا ہے۔ خالی خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ اگر زبان سے بھی کہہ دے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ مقتدی ہو تو نیت میں اس کو اتنا اور کہنا چاہئے کہ پیچھے اس امام کے۔

مسئلہ امام نے امام ہونے کی نیت نہیں کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اسکے پیچھے ہو جائے گی مگر جماعت کا ثواب نہ پائے گا۔

اب ہم تمام نمازوں کی رکعتوں اور ان کی نیتوں کے طریقوں کا الگ الگ سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتے ہیں ان کو خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

سوال فجر کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب کُل چار رَکعت، پہلے دو رَکعت سنت موکدہ پھر دو رَکعت فرض۔

سوال دو رَکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکت نماز سنت فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال دو رَکعت نماز فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رَکعت نماز فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف قبلہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال ظہر کے وقت کُل کتنی رَکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب بارہ رَکعت، پہلے چار رکعت سنت موکدہ، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ پھر دو رَکعت نفل۔

سوال چار رَکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رَکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ

شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال پھر چار رَکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رَکعت نماز فرض ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال اور دو رَکعت سنت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

فائدہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہو کر نفل پڑھنے میں دو گنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر نفل پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

سوال عصر کے وقت کُل کتنی رَکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب آٹھ رَکعت، پہلے چار رَکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رَکعت فرض۔

سوال چار رَکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عصر کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال پھر چار رَکعت نماز فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب نیت کی میں نے چار رَکعت نماز فرض عصر کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

سوال مغرب کے وقت کُل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہیں؟

جواب سات رکعت، پہلے تین رکعت فرض، پھر دو رَکعت سنت مؤکدہ، پھر دو رَکعت نفل۔

سوال تین رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے تین رکعت نماز فرض مغرب اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال اور دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت مغرب اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لئے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال عشاء کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب کُل سترہ رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض، پھر دو رکعت سنت موکدہ، پھر دو رکعت نفل، پھر تین رکعت وتر واجب اور پھر دو رکعت نفل۔

سوال چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف قبلہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنتِ عشا کی اللہ تعالیٰ کے لئے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر وتر کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب نیت کی میں نے تین رکعت نماز واجب وتر کی، اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرنی ہے؟

جواب نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے **اللہ اکبر**۔

سوال اگر نیت کے الفاظ بھول کر کچھ کے کچھ زبان سے نکل گئے تو نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں یعنی نیت میں زبان کا اعتبار نہیں تو اگر دل میں مثلاً ظہر کا پکا ارادہ کیا اور زبان سے ظہر کی جگہ عصر کا لفظ نکل گیا۔ تو نماز ہو جائے گی۔

سوال قضا نماز کی نیت کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو اس روز اور اس وقت کی نیت قضا میں ضروری ہے مثلاً اگر جمعہ کے روز قضا ہوگئی تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز قضا جمعہ کے فرض کی اللہ تعالیٰ کیلئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال اگر کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو نیت کیسے کرے؟

جواب ایسی صورت میں جو نماز مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمہ باقی ہیں ان میں سے پہلے فرض ظہر کی، اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

اسی طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو قیاس کر لینا چاہیے۔

سوال پانچ وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعت قضاء پڑھی جائے گی؟

جواب بیس (۲۰) رکعت، دو رکعت فجر، چار رکعت عصر، تین رکعت مغرب چار رکعت عشاء، تین رکعت وتر، خلاصہ یہ کہ فرض اور وتر کی قضا ہے، سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں تک اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لَو سے چھو جائیں باقی انگلیاں اپنے حال پر رہیں۔ نہ بالکل ملی ہوئی نہ بہت پھیلی ہوئی۔ اس حال میں کہ کانوں کی لَو کو چھوتے ہوئے دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو۔ پھر نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر پہنچوں کے پاس رہے اور بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اغل بغل حلقہ کی صورت میں رہیں۔ پھر ثنا پڑھے یعنی:۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ

اِس کے بعد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھے۔

اِس کے بعد، سورۃ فاتحہ یعنی (اَلْحَمْد) پوری پڑھے اور ختم ہونے پر آہستہ سے آمین کہے۔ اِس کے بعد، کوئی سورہ یا تین آیتیں پڑھے، یا ایک لمبی آیت جو تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے۔ اِس کے بعد، اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے اس طرح پکڑے کہ ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر ہوں، انگلیاں خوب پھیلی ہوں، پیٹھ بچھی ہو، سر پیٹھ کے برابر اونچا نیچا نہ ہو اور نظر پیروں کی پُشت پر ہو۔ پھر کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہے۔ پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور اکیلے نماز پڑھتا ہو تو اس کے بعد رَبَّنَالَکَ الْحَمْد بھی کہے اور دونوں ہاتھ لٹکائے رکھے۔ ہاتھوں کو باندھے نہیں پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر سجدہ میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنہ زمین پر رکھے پھر ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سر رکھے۔ اس طرح پر کہ پہلے ناک زمین پر رکھے پھر ماتھا اور ناک کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جمائے۔ نظر ناک کی طرف رکھے اور بازوؤں کو کروٹوں سے، پیٹ کو رانوں سے، رانوں کی پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ پاؤں کی سب اُنگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے۔ اسطرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما رہے، ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ پھر کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ کہے۔ پھر اس طرح سر اُٹھائے کہ پہلے ماتھا، پھر ناک، پھر منہ، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اُٹھائے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے،

اُٹھتے وقت بلاعذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔ یہ ایک رکعت پوری ہوگئی اب پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد شریف پوری اور کوئی سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرے۔ پھر جب سر اٹھائے تو داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور یہ پڑھے،

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ ج اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ج اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ج اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اس کو تشہد کہتے ہیں جب اَشْھَدُ اَنْ لَّآ کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اُٹھائے مگر اِدھر اُدھر نہ ہلائے اور اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرض کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْد کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری نہیں اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ج اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پھر

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

یا اور کوئی دعا ماثورہ پڑھے مثلاً یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

پھر داہنے شانے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے پھر بائیں شانے کی طرف اسی طرح۔ اب نماز ختم ہو گئی اس کے بعد دونوں ہاتھ اُٹھا کر کوئی دُعا پڑھ لیں مثلاً یہ دعا پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامُ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ

آخر میں منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

نماز کا طریقہ جو لکھا گیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔لیکن اگر نمازی مقتدی ہو یعنی جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو **الحمد** اور سورۃ نہ پڑھے، چاہے امام زور سے قرأت کرتا ہو یا آہستہ۔امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔

نماز میں عورتوں کے چند خاص مسائل

عورتوں کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں بلکہ صرف کندھوں تک ہی ہاتھ اُٹھا کر بائیں ہتھیلی سینہ پر رکھ کراس کی پیٹھ پر داہنی ہتھیلی رکھیں۔رکوع میں زیادہ نہ جھکیں بلکہ تھوڑا جھکیں یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے۔اسی طرح عورتیں رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں بلکہ محض گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں، ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھیں، پاؤں کچھ جھکا ہوا رکھیں، اور مردوں کی طرح خوب سیدھا نہ کر دیں۔عورتوں کو بالکل سمٹ کر سجدہ کرنا چاہئے۔یعنی بازو کو کروٹوں سے ملا دیں، پیٹ کو ران سے اور ران کو پنڈلیوں سے، پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں اور قعدہ میں **التحیات** پڑھتے وقت عورتیں بائیں قدم پر نہ بیٹھیں بلکہ دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دیں اور بائیں سرین پر بیٹھیں نہ کہ مردوں کی طرح بیٹھیں۔عورتیں بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھیں بہت سی جاہل عورتیں فرض وواجب اور سنت ونفل ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔نفل کے سوا کوئی نماز بھی بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنی جائز نہیں۔یہ جاہل عورتیں فرض وواجب جتنی نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہوں ان سب کو قضا کریں اور توبہ کریں۔

مسئلہ عورت مردوں کی امامت کرے یہ نا جائز ہے۔ہرگز عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں۔یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

مسئلہ عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں پنج وقتہ نمازوں کے لئے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔

افعال نماز کی قسمیں

نماز پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس میں جن جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بعض چیزیں فرض ہیں ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں۔ بعض واجب ہیں کہ اگر قصداً ان کو چھوڑ دیا جائے تو گناہ بھی ہوگا اور نماز کو بھی دہرانا پڑے گا۔ اور اگر بھول کر ان کو چھوڑا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اور بعض باتیں سنت موکدہ ہیں کہ ان کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ ان کو کریں تو ثواب اور اگر نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ اب ہم ان باتوں کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر اچھی طرح یاد کرلو۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا، تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ اخیرہ (۷) کوئی کام کرکے مثلاً سلام یا کلام کرکے نماز سے نکلنا۔

تکبیر تحریمہ کا مطلب ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر نماز کو شروع کرنا۔ نماز میں بہت مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہا جاتا ہے۔ مگر شروع نماز میں پہلی مرتبہ جو اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہیں اس کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔ یہ فرض ہے اس کو اگر چھوڑ دیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ قیام فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی مرد یا عورت نے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ ہاں نفل نماز کو بلا عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں اور پورا رکوع یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

مسئلہ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ ماتھا زمین پر جما ہو اور کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو تو اگر کسی نے اس طرح کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی رہے۔ تو نماز نہ ہوگی۔ (در مختار، فتاویٰ رضویہ و بھار شریعت) ایک انگلی کے پیٹ کا سجدہ میں زمین سے لگنا تو فرض ہے مگر دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین سے لگنا واجب ہے اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ سجدہ میں زمین سے لگا ہونا سنت ہے۔

مسئلہ نماز کی رکعتوں کو پوری کر لینے کے بعد پوری اَلتَّحِیَّات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے اور اسی کا نام قعدہ اخیرہ ہے۔

مسئلہ قعدہ اخیرہ کے بعد اپنے قصد و ارادہ اور کسی عمل سے نماز کو ختم کر دینا خواہ سلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے یہ بھی نماز کے فرائض میں سے ہے لیکن سلام کے علاوہ اگر کوئی دوسرا کام کر کے نماز کو ختم کیا تو اگرچہ نماز کا فرض تو ادا ہو گیا لیکن اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز کے واجبات

نماز میں یہ چیزیں واجب ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا۔ (۲) الحمد پڑھنا۔ (۳) فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت و نفل اور وتر کی ہر رکعات میں الحمد کے ساتھ کوئی سورۃ یا تین چھوٹی آیتوں کو ملانا۔ (۴) فرض نمازوں میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت کرنا۔ (۵) الحمد کا سورہ سے پہلے ہونا۔ (۶) ہر رکعت میں سورہ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔ (۷) الحمد اور سورہ کے درمیان آمین اور بِسْمِ اللّٰہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا۔ (۸) قرأت کے بعد فوراً ہی رکوع کرنا۔ (۹) سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا۔ (۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان کسی رکن کا فاصل نہ ہونا۔ (۱۱) تعدیل یعنی رکوع و سجود اور قومہ جلسہ میں کم سے کم ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے برابر ٹھہرنا۔ (۱۲) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ (۱۳) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا۔ (۱۴) قعدہ اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔ (۱۵) فرض اور وتر اور مؤکدہ سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں التحیات سے زیادہ کچھ نہ پڑھنا۔ (۱۶) ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا۔ (۱۷) لفظ السلام دو بار کہنا۔ (۱۸) وتر میں دُعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۹) وتر میں قنوت کی تکبیر۔ (۲۰) عیدَین کی چھ زائد تکبیریں۔ (۲۱) عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر۔ (۲۲) اِس تکبیر کے لئے لفظ اللّٰہ اکبر ہونا۔ (۲۳) ہر جہری نماز میں امام کا بلند آواز سے قراءت کرنا۔ (۲۴) غیر جہری نمازوں میں آہستہ قراءت کرنا۔ (۲۵) ہر فرض و واجب کا اس کی جگہ پر ادا ہونا۔ (۲۶) ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا۔ (۲۷) ہر رکعت میں دو ہی سجدہ ہونا۔ (۲۸) دوسری رکعت پوری ہونے سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ (۲۹) چار رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ (۳۰) آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔ (۳۱) سہو ہوا تو سجدہ سہو کرنا۔ (۳۲) دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا۔ (۳۳) امام قرأت کرے تو بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت میں مقتدی کا چپ رہنا۔ (۳۴) قراءت کے سوا تمام واجبات میں مقتدی کو امام کی پیروی کرنی۔

نماز کی سنتیں

نماز میں جو چیزیں سنت ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً نہ چھوڑا جائے اور غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے۔ نہ نماز دہرانے کی۔ لیکن اگر دہرالے تو اچھا ہے۔ کیوں کہ نماز کی کسی سنت کو چھوڑ دینے سے نماز کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

نماز کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اُٹھانا۔ (۲) ہاتھوں کی اُنگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا (یعنی نہ بالکل ملائے نہ کھلی رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے)۔ (۳) بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔ (۴) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ (۵) تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانا اور اسی طرح قنوت اور عیدین کی تکبیروں میں بھی۔ (۶) کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔(۷) عورت کو صرف مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا۔ (۸) امام کا اَللّٰہُ اَکْبَر ، سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور سلام بلند آواز سے کہنا۔ (۹) تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکائے بغیر باندھ لینا۔ (۱۰) ثنا و تعوذ و بسم اللہ پڑھنا۔ (۱۱) آمین کہنا۔ (۱۲) ان سب کا آہستہ ہونا۔ (۱۳) پہلے ثناء، پھر تعوذ، پھر بسم اللہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا۔ (۱۴) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔ (۱۵) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا۔ (۱۶) انگلیوں کو خوب کھلی رکھنا۔ (۱۷) عورت کو گھٹنے پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ نہ رکھنا۔ (۱۸) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا۔ (۱۹) رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنا۔ (۲۰) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھنا۔ (۲۱) رکوع سے اُٹھنے پر ہاتھ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔ (۲۲) رکوع سے اُٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہنا۔ (۲۳) مقتدی کو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہنا۔ (۲۴) اکیلے نماز پڑھنے والوں کو دونوں کہنا۔ (۲۵) سجدہ کے لئے اور سجدہ سے اُٹھنے کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا۔ (۲۶) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔ (۲۷) سجدہ کرنے کے لئے پہلے گھٹنا پھر ہاتھ پھر ناک پھر ماتھا زمین پر رکھنا۔ (۲۸) سجدہ سے اُٹھنے کے لئے پہلے ماتھا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنا زمین سے اُٹھانا۔ (۲۹) سجدہ میں بازو کا کروٹوں سے اور پیٹ کو کروٹوں سے الگ رہنا۔ (۳۰) سجدہ کی حالت میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا۔ (۳۱) عورت کو سجدہ میں اپنے بازو کو کروٹوں سے پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دینا۔ (۳۲) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا۔ (۳۳) ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ (۳۴) سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کا قبلہ رو ہونا اور ملی ہونا۔ (۳۵) پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا۔ (۳۶) دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔ (۳۷) قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا۔ (۳۸) داہنا قدم کھڑا رکھنا۔ (۳۹) داہنے قدم کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا۔(۴۰) عورت کو دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔ (۴۱) دایاں ہاتھ داہنی ران پر رکھنا۔ (۴۲) بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا۔ (۴۳) انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا۔ (۴۴) کلمہ شہادت پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

(۴۵) قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا۔

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر کرنا۔ (۲) رکوع میں قدم کی پشت پر دیکھنا۔ (۳) سجدہ میں ناک پر نظر رکھنا۔ (۴) قعدہ میں سینے پر نظر جمانا۔ (۵) سلام میں داہنے شانے کو دیکھنا۔ (۶) دوسرے سلام میں بائیں شانے پر نظر کرنا۔ (۷) جمائی آئے تو منہ بند کیے رہنا اور اس سے جمائی نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور قیام کے علاوہ دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے جمائی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی جمائی کا آنا بند ہو جائے گا۔ (۸) مرد کے لئے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ (۹) عورت کے لئے کپڑے کے اندر رہنا بہتر ہے۔ (۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو دفع کرنا۔ (۱۱) جب مکبّر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ کہے تو امام و مقتدی سب کو کھڑا ہو جانا۔ (۱۲) جب مکبّر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةْ کہے تو نماز شروع کر سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہو جانے پر نماز شروع کرے۔ (۱۳) دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا۔ (۱۴) مقتدی کو امام کیساتھ شروع کرنا۔ (۱۵) سجدہ زمین پر بلا کچھ ہلائے ہوئے کرنا۔

نماز کے بعد ذکر و دُعا

نماز کے بعد بہت سے اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا حدیثوں میں ذکر ہے ان میں سے جس قدر پڑھ سکے پڑھے، لیکن ظہر و مغرب اور عشاء میں تمام وظائف سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں۔ سنت سے پہلے مختصر دعا پر قناعت چاہیئے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ اس کا خیال رہے۔ (ردالمختار)

فائدہ حدیثوں میں جن دعاؤں کے بارے میں جو تعداد مقرر ہے ان سے کم یا زیادہ نہ کرے کیونکہ جو فضائل ان دعاؤں کے ہیں وہ انہیں عددوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کمی بیشی کی مثال یہ ہے کہ کوئی تالا کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے تو اگر اس کنجی کے دندانے کچھ کم یا زائد کر دیں تو اس سے وہ تالا نہ کھلے گا۔ ہاں البتہ اگر گنتی شمار کرنے میں شک ہو سکتا ہے تو زیادہ کر سکتا ہے اور یہ زیادہ کرنا گنتی بڑھانے کے لئے نہیں ہے بلکہ گنتی کو یقینی طور پر پوری کرنے کے لئے ہے۔ (ردالمختار)

ایک مسنون وظیفہ

ہر نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ آیت الکرسی اور ایک بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھے اور سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھ لے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور وہ نامراد نہیں رہے گا۔ (مسلم شریف)

جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۹۵)

مسئلہ مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈالنے والا فاسق ہے جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور بادشاہِ اسلام اس کو سخت سزا دے گا۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ (رد المختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں۔ تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے۔ یعنی محلّہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی، تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی۔ اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا۔ رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ (در مختار ۱ صفحہ ۳۷۱)

مسئلہ جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو۔ (۲) سخت بارش۔ (۳) بہت زیادہ کیچڑ۔ (۴) سخت سردی۔ (۵) سخت اندھیری رات۔ (۶) آندھی۔ (۷) پاخانہ پیشاب کی حاجت۔ (۸) ریاح کا بہت زور ہونا۔ (۹) ظالم کا خوف۔ (۱۰) قافلہ چھوٹ جانے کا خوف۔ (۱۱) اندھا ہونا۔ (۱۲) اپاہج ہونا۔ (۱۳) اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو۔ (۱۴) مال وسامان، کھانا یا جان جانے کا ڈر ہو۔ (۱۵) مفلس کو قرض خواہ کا ڈر۔ (۱۶) بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہوگی یا وہ گھبرائے گا یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۳)

مسئلہ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری فرض نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ کی ہو یا عیدین کی عورت چاہے جوان ہو یا بڑھیا یوں ہی عورتوں کو ایسے مجمعوں میں جانا بھی ناجائز ہے جہاں عورتوں مردوں کا اجتماع ہو۔ (در مختار جلد ۱

(صفحہ ۳۸۰)

مسئلہ اکیلا مقتدی چاہے لڑکا ہو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

(در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)

مسئلہ امام ہونے کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہے جو نماز و طہارت وغیرہ کے احکام سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ پھر وہ شخص جو قرأت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حق دار ہے جو زیادہ متقی ہو۔ اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا۔ پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں۔ پھر زیادہ تہجد گزار۔ غرض کہ چند آدمی برابر درجے کے ہوں تو ان میں جو شرعی حیثیت سے فوقیت رکھتا ہو وہ زیادہ حق دار ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

مسئلہ فاسق معلن جیسے شرابی، زنا کار، جواری، سود خور، ڈاڑھی منڈانے والا ان لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۶)

مسئلہ رافضی، خارجی، وہابی اور دوسرے تمام بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و گناہ ہے۔ اگر غلطی سے پڑھ لی تو پھر سے پڑھے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۷)

مسئلہ گنوار، اندھے، حرامی، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص کی بیماری والا، امردان لوگوں کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے جب کہ جماعت میں اور کوئی ان لوگوں سے بہتر ہو اور اگر یہی امامت کے حقدار ہوں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں خفیف کراہت ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ وغیرہ)

وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وتر کی نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وتر کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

نماز وتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے، پھر دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک اٹھائے اور اللّٰہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے۔ اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللّٰہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے دعائے قنوت یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ

مسئلہ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو وہ تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ پڑھ لے اس کی وتر ادا ہو جائے گی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا دوسرے دنوں میں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

مسئلہ وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔ ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۵)

سجدہ سہو کا بیان

جو چیزیں نماز میں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی پورا کرنے کے لئے سجدہ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے اور پھر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۶)

مسئلہ اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ تو سجدہ سہو کافی نہیں۔ بلکہ نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۲)

مسئلہ جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے۔ تو ایک مرتبہ ہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۷)

مسئلہ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگا دی کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد پڑھ سکے۔ تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اسلئے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التحیات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۹۸)

نماز فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھول کر بولے زیادہ بولے یا ایک ہی بات اپنی خوشی سے بولے یا کسی کے مجبور کرنے سے بولے بہرصورت نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح زبان سے کسی کو سلام کرے عمداً ہو یا سہواً نماز جاتی رہے گی یوں ہی سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ کسی کو چھینک کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللہ کہا یا خوشی کی خبر سن کر الحمدللہ کہا یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا تو ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی لیکن اگر خود نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو حکم ہے کہ وہ چپ رہے لیکن اگر اس نے الحمدللہ کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر اس نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز جاتی رہے گی۔ اور غلط لقمہ دینے سے لقمہ لینے والے کی نماز جاتی رہتی ہے اللہ اکبر کے الف کو کھینچ کر آللّٰہُ اَکْبَرُ یا اَکْبَر کو اَکْبَار کہنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اسی طرح نَسْتَعِیْنُ کو الف کے ساتھ نَسْتَاعِیْنُ پڑھے اور اَنْعَمْتَ کے تَ کو پیش یا زیر یعنی اَنْعَمْتُ یا اَنْعَمْتِ پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے۔ آہ......اوہ......اُف......تف......درد یا مصیبت کی وجہ سے کہے۔ یا آواز کے ساتھ روئے اور کچھ حروف پیدا ہوئے تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح چھینک، کھانسی، جمائی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً زبان سے نکل جاتے ہیں معاف ہیں اور ان سے نماز نہیں ٹوٹتی دانتوں کے اندر کوئی کھانے کی چیز اٹکی ہوئی تھی۔ نماز پڑھتے ہوئے زبان چلا کر اس کو نکالا اور نگل گیا۔ اگر وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز مکروہ ہوگئی۔ اور اگر چنے کے برابر ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نماز پڑھتے ہوئے زور سے قہقہہ لگا کر ہنس دیا تو نماز بھی ٹوٹ گئی اور وضو بھی ٹوٹ گیا۔ پھر سے وضو کر کے نئے سرے سے نماز پڑھے۔ عورت نماز پڑھ رہی تھی۔ بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی۔ نماز میں کُرتا یا پاجامہ پہنا، تہبند باندھا، یا دونوں ہاتھ سے کمر بند باندھا، تو نماز ٹوٹ گئی۔ ایک رکن میں تین بار بدن کھجلانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تین مرتبہ کھجلانے کا یہ مطلب ہے کہ ایک مرتبہ کھجلایا، پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھجلایا یہ تین مرتبہ کیا اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ ہاتھ کو ہلا کر کھجلایا مگر ہاتھ نہیں ہٹایا اور بار بار کھجلاتا رہا۔ تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹۲ وغیرہ)

نمازی کے پیچھے سے گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گذرنے والا مرد ہو یا عورت لیکن نمازی کے آگے سے گزرنے والا سخت گنہگار ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کتنا گناہ ہے؟ تو وہ زمین میں دھنس جانے کو گذرنے سے بہتر جانتا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا جانتا کہ اس میں کتنا بڑا گناہ ہے تو چالیس سال تک کھڑے رہنے کو گذرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس برس۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۵)

نماز کے مکروہات

نماز میں جو باتیں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں کپڑے یا بدن یا داڑھی مونچھ سے کھیلنا کپڑا اسمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن یا چادر یا تہبند اٹھالینا۔ کپڑا لٹکانا یعنی سر یا کندھے پر کپڑا چادر وغیرہ اس طرح ڈالنا کہ کنارے لٹکے رہیں۔ کسی ایک آستین کو آدھی کلائی سے چڑھانا دامن سمیٹ کر نماز پڑھنا، پیشاب پاخانہ معلوم ہوتے وقت یا غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مرد کا سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔ انگلیاں چٹخانا اِدھر اُدھر منہ کر کے دیکھنا آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا، التحیات میں یا دونوں سجدوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو ران پر رکھنے کی بجائے زمین پر رکھ کر بیٹھنا، کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا، چادر میں اس طرح لپٹ کر نماز پڑھنا کہ بدن کا کوئی حصہ یہاں تک کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر پگڑی کا کوئی حصہ نہ ہو۔ ناک اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بے ضرورت کھنکھارنا، قصداً جمائی لینا، اگر خود ہی جمائی آجائے تو حرج نہیں جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا، تصویر کا نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہونا یا اوپر لٹکی ہوئی ہونا۔ یا دائیں بائیں دیوار میں بنی یا لگی ہونا یا آگے پیچھے تصویر کا ہونا جیب یا تھیلی میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ اور عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹۹)

سجدہ گاہ سے کنکریاں اٹھانا مگر جب کہ پورے طور پر سجدہ نہ ہوسکتا ہو تو ایک بار ہٹا دینے کی اجازت ہے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہئے، کرتا چادر موجود ہوتے ہوئے صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا، نماز میں بلا عذر پالتی مار کر بیٹھنا کپڑے کو حد سے زیادہ دراز کر کے نماز پڑھنا مثلاً عمامہ کا شملہ اتنا لمبا رکھے کہ بیٹھنے میں دب جائے یا آستین اتنی لمبی رکھے کہ انگلیاں چھپ جائیں پاجامہ اور تہبند ٹخنے سے نیچے ہونا نماز میں دائیں بائیں جھومنا، الٹا قرآن مجید پڑھنا، امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجدہ میں جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا۔ یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں اگر نماز میں یہ مکروہات ہو جائیں تو اس نماز کو دہرالینا چاہئے۔ (در زمختار جلد ۱ صفحہ ۴۲۹ و عالمگیری صفحہ ۹۹)

مسئلہ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو ایک ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا بہتر ہے اور بار بار گر پڑتی ہو تو نہ اٹھانا اچھا ہے۔

مسئلہ سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ یا گرمی لگتی ہے اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے، جیسے یہ خیال کرے کہ نماز کوئی ایسی شاندار چیز نہیں ہے جس کے لئے ٹوپی یا پگڑی کا اہتمام کیا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر خدا کے دربار میں اپنی عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کیلئے ننگے سر نماز پڑھے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نیت پر دارومدار ہے۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۳۱)

مسئلہ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ بغیر عذر ہاتھ سے مکھی مچھر اڑانا مکروہ ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ نماز میں اٹھتے بیٹھتے آگے پیچھے پاؤں ہٹانا مکروہ ہے۔

نماز توڑ دینے کے اعذار

یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا کنویں میں گر پڑے گا۔ تو ان صورتوں میں نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر ان لوگوں کو بچائے یوں ہی اگر کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو اور وہ فریاد کر رہا ہو اور یہ اس کو بچانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر اس کی مدد کے لئے دوڑ پڑے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہوا یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے۔ یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چُھو دیا۔ تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ سانپ وغیرہ مارنے کیلئے جب کہ کاٹ لینے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (در مختار صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ اپنے یا کسی اور کے درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ جیسے دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری کے جل جانے کا ڈر ہو تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے اسی طرح ایک درہم کی کوئی چیز چور لے بھاگا تو نماز توڑ کر اس کو پکڑنے کی اجازت ہے۔
(در مختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

مسئلہ نماز پڑھ رہا تھا کہ ریل گاڑی چھوٹ گئی اور سامان ریل گاڑی میں ہے یا ریل گاڑی چھوٹ جانے سے نقصان ہو جائے گا۔ تو نماز توڑ کر ریل گاڑی پر سوار ہو جانا جائز ہے۔

مسئلہ نفل نماز میں ہو اور ماں باپ پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے بعد میں اس کی قضا پڑھ لے۔ (در مختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ اگر بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا۔ یا ناقابل برداشت درد ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھے۔
(در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۰۸)

مسئلہ اگر لاٹھی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اس صورت میں

اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر کچھ دیر کیلئے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگر چہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ کھڑا ہو کر اللّٰہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (در مختار صفحہ جلد ۱ صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے مگر رکوع کے اشارہ سے سجدہ کے اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے۔ (در مختار صفحہ ۵۰۹)

مسئلہ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں لیٹ کر نماز پڑھے اس طرح چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر ذرا سر کو اونچا کرے اور رکوع و سجدہ سر کے اشارہ سے کرے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۰)

مسئلہ اگر مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گذر گئے تو قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۰)

مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً ۹۶ کلومیٹر کی دوری کے سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا۔ کہ قصر کرے یعنی ظہر وعشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیوں کہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (درمختار صفحہ ۵۲۵)

مسئلہ اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دونوں قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں مگر گنہگار ہوا۔ اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔

مسئلہ مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے۔

مسئلہ مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ اب مقیم مقتدیوں کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کریں بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار چپ چاپ کھڑے رہیں۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔

مسئلہ سنتوں میں قصر نہیں ہے اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں ورنہ معاف ہیں۔ (در مختار صفحہ ۵۳۰)

مسئلہ مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے برابر قصر ہی کرتا رہے گا۔ (در مختار و عامہ کتب فقہ)

سجدہ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کو پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۳)

مسئلہ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللّٰہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اللّٰہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے بس نہ اس میں اللّٰہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھانا ہے۔ نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۳)

مسئلہ آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے۔تو فوراً ہی سجدہ کر لینا واجب نہیں ہے۔ہاں بہتر یہی ہے کہ فوراً ہی کرے اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۷)

مسئلہ اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے۔اگر تین آیت پڑھنے کی مقدار دیر لگا دی تو گنہگار ہوگا۔اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کر لیا تو اگر چہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ (در مختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

مسئلہ نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہو سکتا۔(درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

مسئلہ اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو گیا۔ (عالمگیری ۱ صفحہ ۱۲۴)

مسئلہ ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی تلاوت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا۔خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیتِ سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

مسئلہ مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے۔جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔جیسے ایک دفعہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی۔کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی ہے کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے، کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک

کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔
(در مختار جلد ا صفحہ ۵۲۰ و عالمگیری جلد ا صفحہ ۱۲۶)

قرأت کا بیان

قــرأت......قرآن شریف پڑھنے میں اتنی آواز ہونی چاہئے کہ اگر بہرانہ ہواور شوروغل نہ ہوتو خود اپنی آواز سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو قرأت نہیں ہوگی اور نماز نہیں ہوگی۔ (درمختار جلد ا صفحہ ۳۵۹)

مسئلہ فجر میں اور مغرب وعشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ وعیدین وتراویح اور رمضان کی وتر میں امام پر جہر کے ساتھ قرأت کرنا واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ظہر وعصر کی سب رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ جہر کے یہ معنی ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم پہلی صف میں قریب کے لوگ سن سکیں اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ کم سے کم خود سن سکے۔ (درمختار جلد ا صفحہ ۳۵۸)

مسئلہ جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ مگر زور سے پڑھنا افضل ہے۔(در مختار جلد ا صفحہ ۳۵۸)

مسئلہ قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰه اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ يَدَا پڑھنا۔ (در مختار جلد ا صفحہ۳۶۸)

مسئلہ درمیان میں ایک چھوٹی سورۃ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَاللّٰه پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھی اور درمیان میں صرف ایک سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق چھوڑ دی لیکن ہاں اگر درمیان کی سورۂ پہلے سے بڑی ہو تو درمیان میں ایک سورۂ چھوڑ کر پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے وَالتِّيْن کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اِذَاجَآءَ کے بعد قُلْ هُوَاللّٰهُ پڑھنا نہیں چاہئے۔ (درمختار جلد ا صفحہ ۳۶۸)

مسئلہ جمعہ وعیدین میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون یا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں هَلْ اتاک حديث الغاشيه سنت ہے۔ (ردالمختار جلد ا صفحہ ۳۶۵)

نماز کے باہر تلاوت کا بیان

مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر صحیح صحیح حروف ادا کر کے اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھے، لیکن گانے کے لہجے میں نہیں کہ گا کر قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔ تلاوت کے شروع میں اَعُوۡذُ بِاللّٰه پڑھنا واجب ہے اور سورہ کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰه پڑھنا سنت ہے درمیان تلاوت میں کوئی دنیاوی کلام یا کام کرے تو اَعُوۡذُ بِاللّٰه اور بِسۡمِ اللّٰه پھر پڑھ لے۔ (غنیه الطالبین وغیرہ)

مسئلہ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیه)

مسئلہ جب قرآن شریف بلند آواز سے پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے۔ جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگرچہ اور لوگ اپنے اپنے کام میں ہوں۔ (غنیه، فتاوی رضویه وغیرہ)

مسئلہ سب لوگ مجمع میں زور سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ اکثر عرس و فاتحہ کے موقعوں پر سب لوگ زور زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ بازاروں اور کارخانوں میں جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ کیوں کہ لوگ اگر نہ سنیں تو گناہ گار ہوں گے۔ (در المختار جلد ۱ صفحه ۳۶۷)

مسئلہ قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب نمازی یا بیمار یا سونے والے کو تکلیف نہ پہنچے۔

مسئلہ قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جائے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں۔ نہ اس سے اُونچی جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث فقہ کی کتاب ہو۔

مسئلہ قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہا۔ تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں اور اس کیلئے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہئے۔ بلکہ دفن کرنا چاہئے۔
(عالمگیری و بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحه ۱۱۸)

احکام مسجد کا بیان

جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھ کر اَللّٰھُمَّ فۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ پڑھے اور جب مسجد سے نکلے تو درود شریف کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ پڑھے۔

مسئلہ مسجد کی چھت کا بھی مسجد ہی کی طرح ادب واحترام لازم ہے۔ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔
(بہارِ شریعت جلد ۳ صفحه ۱۷۸)

مسئلہ بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ ڈالے جہاں بے ادبی نہ ہو۔

مسئلہ ناپاک کپڑا پہن کر یا کوئی بھی ناپاک چیز لے کر مسجد میں جانا منع ہے یوں ہی ناپاک تیل مسجد میں جلانا، یا ناپاک گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔

مسئلہ وضو کے بعد بدن کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا مسجد میں تھوکنا، یا ناک صاف کرنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳)

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا خیال رکھے۔ (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہوں۔ ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں۔ (۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔ (۳) خرید و فروخت نہ کرے۔ (۴) ننگی تلوار مسجد میں نہ لے کر جائے۔ (۵) گمی ہوئی چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔ (۶) ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔ (۷) دنیا کی باتیں نہ کرے۔ (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔ (۹) جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے بلکہ جہاں خالی جگہ پائے وہاں نماز پڑھ لے اور اس طرح نہ بیٹھے کہ جگہ میں دوسروں کے لئے تنگی ہو۔ (۱۰) کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ (۱۱) مسجد میں تھوک کھنگار یا کوئی گندی یا گھناؤنی چیز نہ ڈالے۔ (۱۲) انگلیاں نہ چٹخائے۔ (۱۳) نجاست، شرارتی بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔ (۱۴) ذکر الٰہی کثرت سے کرے۔ (ماخوذ از کتب فقه)

مسئلہ کچا لہسن پیاز یا مولی کھا کر جب تک منہ میں بدبو باقی رہے مسجد میں جانا جائز نہیں۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے کہ اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کے بغیر دور کیے ہوئے مسجد میں نہ جایا جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۶۸)

مسئلہ مسجد کی صفائی کیلئے چمگادڑوں اور کبوتروں اور چڑیوں کے گھونسلوں کو نوچتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت کم ہو جامع مسجد سے افضل ہے بلکہ اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کر اکیلے نماز پڑھے۔ یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے۔ (صغیری وغیرہ)

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سنت مؤکدہ اور دوسری سنت غیر مؤکدہ ہے۔

مسئلہ سنت مؤکدہ یہ ہیں۔ دو رکعت فجر کی سنت فرض نماز سے پہلے، چار رکعت ظہر کی سنت فرض نماز سے پہلے اور دو رکعت بعد میں۔ مغرب کے بعد دو رکعت سنت عشاء کے بعد دو رکعت سنت، جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنت۔ یہ سب سنتیں موکدہ، یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے۔ بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کی تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے۔ ان موکدہ سنتوں کو ''سُنَنُ الْھُدٰی'' بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ سنت غیر موکدہ یہ ہیں۔ چار رکعت عصر سے پہلے، چار رکعت عشاء سے پہلے، اسی طرح عشاء کے بعد دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنت کے چھ رکعت سنت، مغرب کے بعد چھ رکعت ''صلاۃ الاوّابین'' اور دو رَکعت تحیۃ المسجد، دو رکعت تحـیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ دو رکعت نماز اشراق کم سے کم دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت، کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے آٹھ رکعت نمازِ تہجد، صلوٰۃ التسبیح نماز استخارہ اور نماز حاجت وغیرہ ان سنتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان سنتوں کو ''سُنَنُ الزوائد'' اور کبھی سنت مستحبہ کہتے ہیں۔

مسئلہ قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور دوگنا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۹)

نماز تحیۃ الوضوء

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت (نماز تحیۃ الوضو) پڑھے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۵۸)

نماز اِشراق

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر الٰہی کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو رکعت (نماز اشراق) پڑھے تو اسے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۶)

نماز چاشت

چاشت کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲،۶۳)

نماز تہجد

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے کے وقت تک ہے۔ تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تک ثابت ہے۔ حدیثوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (صحاح ستہ)

صلوٰۃالتسبیح

اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے چچا! اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو۔ اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھے۔ تکبیر تحریمہ اور ثناء کے بعد پندرہ بار یہ کلمہ پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

اگر اس کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ **بھی پڑھے تو زیادہ بہتر ہے پھر تعوذ، تسمیہ** سورۂ فاتحہ کے بعد اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر دس بار یہی کلمہ پڑھے پھر رکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد دس بار پھر رکوع سے اُٹھ کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد دس بار پھر سجدے میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس بار پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں دس بار پھر دوسرے سجدے میں تسبیح کے بعد دس بار پھر کھڑے ہو کر تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے پہلے پندرہ بار۔ پھر اسی ترتیب سے چاروں رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں 75 بار اور چاروں رکعتوں میں 300 بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔ نیز پہلی رکعت میں سورۂ تکاثر، دوسری میں سورۂ عصر، تیسری میں سورۂ کافرون اور چوتھی رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷)

نماز حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھے۔ باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ، قُلْ هُوَ اللّٰه، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس ایک ایک بار پڑھے۔ تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آ جائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اس آیت کو پڑھے۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه پڑھے پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے اور

یہ دعا پڑھے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَذَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّوَّ السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذُنُوْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

(ترمذی وردالمختار جلد ۱ صفحہ ۴۶۱)

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہوگی۔اسی طرح حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جونابینا تھے۔ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اورعرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اگر چاہوتو صبر کرواور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔انہوں نے عرض کی کہ حضوردعا کردیں تو آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم خوب اچھی طرح وضو کرواوردورکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ابھی باتیں ہی کررہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہوکراس شان سے آئے کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ و مسند امام ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ و مستدرک ۱ جلد صفحہ ۵۲۶)

صلوٰۃ الاسرار

دعاؤں کی مقبولیت اورحاجتوں کے پوری ہونے کیلئے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار بھی ہے۔جس کو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریرلخمی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور ملاّ علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمۃ نے حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔اس کی ترتیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دورکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہ پڑھے اور گیارہ مرتبہ یہ پڑھے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ پڑھے یَاغَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَیَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگے۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۶۲ نزھتہ الخاطر صفحہ ۷۸)

نمازِ استخارہ

احادیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللّٰہ پڑھے، پھر یہ دعا پڑھ کر باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے سو رہے دعا کے اوّل و آخر سورۃ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِعِلۡمِکَ وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَاَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَااَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَاالۡاَمۡرَخَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاقۡدِرۡہُ لِیۡ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡہِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا لۡاَمۡرُ شَرٌّ لِیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِہٖ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ وَاقۡدِرۡلِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِہٖ دونوں جگہ الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے جیسے پہلی جگہ ھٰذَا لسَّفَرَ خَیۡرٌ لِّیۡ اور دوسری جگہ میں ھٰذَا السَّفَرَشَرٌّ لِّیۡ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲ و کتب فقہ)

مسئلہ بہتر یہ ہے کہ کم سے کم سات مرتبہ استخارہ کرے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جمے اسی میں بھلائی ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ استخارہ کرنے میں اگر خواب کے اندر سپیدی یا سبزی دیکھے تو اچھا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۶۱)

تراویح کا بیان

مسئلہ مرد وعورت سب کے لئے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔عورتیں گھروں میں اکیلے اکیلے تراویح پڑھیں مسجدوں میں نہ جائیں (پردہ کے اہتمام کے ساتھ جانا جائز ہے)۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

مسئلہ تراویح بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھی جائیں۔یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ہر چار رکعت پر اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں اور اختیار ہے کہ اتنی دیر چاہے چپ بیٹھا رہے چاہے کلمہ یا درود شریف پڑھتا رہے۔یا کوئی اور بھی دعا پڑھتا رہے۔عام طور پر یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَايَنَامُ وَلَايَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۴)

مسئلہ مردوں کے لئے تراویح جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔یعنی اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوئی تو محلّہ کے سب لوگ گنہگار رہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھ لی تو سب لوگ بری الذمہ ہو گئے۔(درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

مسئلہ پورے مہینہ کی تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو بارہ ختم کرنا افضل ہے اور تین بار ختم کرنا اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو۔مگر ایک بار ختم کرنے میں مقتدیوں کی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار ۱ صفحہ ۴۷۵)

مسئلہ جس نے عشاء کی فرض نماز نہیں پڑھی۔وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر۔جب تک فرض نہ ادا کرے۔

مسئلہ نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر کو تنہا پڑھے۔(درمختار و ردمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہو۔

مسئلہ جس کی تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔پھر اس کے بعد تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔بشرطیکہ عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو اور اگر چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتوں کو ادا کر کے وتر تنہا پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔مگر پہلی صورت افضل ہے۔ (عالمگیری و ردالمختار)

مسئلہ اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختم قرآن نہ ہو سکے تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لئے بعضوں نے یہ

طریقہ رکھا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر تک دوبار پڑھتے ہیں۔ بیس رکعتیں ہوجائیں گی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)

مسئلہ بلا کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہا کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۷۵)

ہاں اگر بیمار یا بہت زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو تو بیٹھ کر تراویح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ یہ بیٹھنا عذر کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ نابالغ کسی نماز میں امام نہیں بن سکتا۔ اسی طرح نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہیں ہوگی۔ صاحب ہدایہ و صاحب فتح القدیر نے اسی قول کو مختار بتایا ہے۔ (بہار شریعت)

نمازوں کی قضا کا بیان

مسئلہ کسی عبادت کو اس کے مقرر وقت پر ادا کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گذر جانے کے بعد عمل کرنے کو قضا کہتے ہیں۔

مسئلہ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے۔ وتر کی قضا واجب ہے۔ فجر کی سنت اگر فرض کے ساتھ قضا ہوا اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے ساتھ سنت بھی پڑھے۔ اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنت کی قضا نہیں۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں قضا ہوگئیں اور فرض پڑھ لیا۔ اگر وقت ختم ہوگیا تو ان سنتوں کی قضا نہیں اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پہلے فرض کے بعد والی سنتوں کو پڑھے۔ پھر ان چھوٹی ہوئی سنتوں کو پڑھے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۸)

مسئلہ جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں۔ اس کو صاحب ترتیب کہتے ہیں۔ اس پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں ہوگی۔ مزید تفصیل ''بہارِ شریعت'' میں دیکھنی چاہیئے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۸)

مسئلہ چھ نمازیں یا اس سے زیادہ نمازیں جس کی قضا ہوگئی ہوں، وہ صاحب ترتیب نہیں۔ اب یہ شخص وقت کی گنجائش اور یاد ہونے کے باوجود اگر وقتی نماز پڑھ لے گا تو اس کی نماز ہوجائے گی اور چھوٹی ہوئی نمازوں کو پڑھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ عمر بھر میں جب بھی پڑھ لے گا بَرِی الذّمہ ہوجائے گا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۴۸۹)

مسئلہ جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو جب اس نماز کی قضا پڑھے، تو ضروری ہے کہ اس روز اور اس وقت کی قضا کی نیت کرے۔ مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی، تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت جمعہ کے دن کی نمازِ فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللّٰہ اکبر۔

مسئلہ اگر مہینے دو مہینے یا چند برسوں کی قضا نمازوں کو پڑھے تو نیت کرنے میں جو نماز پڑھنی ہے۔ اس کا نام لے اور اس طرح نیت کرے۔ مثلاً نیت کی میں نے دو رکعت نماز فجر کی جو میرے ذمہ باقی ہیں۔ ان میں سے پہلی فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللّٰہ اکبر اس طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔

مسئلہ جو رکعتیں ادا میں سورۂ ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ وہ قضا میں بھی سورۂ ملا کر پڑھی جائیں گی اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورۂ ملائے پڑھی جاتی ہیں۔ قضا میں بھی بغیر سورۂ ملائے پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ حالت سفر میں جب قصر کرتا تھا۔ اس وقت کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو اگر وطن میں بھی قضا کرے گا تب بھی دو رکعت پڑھے گا اور جو نمازیں مسافر نہ ہونے کے زمانے میں قضا ہوئی ہیں۔ اگر سفر میں بھی ان کی قضا پڑھے گا تو چار ہی رکعت پڑھے گا۔ (عامہء کتب فقہ)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض ہے اور اس کا فرض ہونا ظہر سے زیادہ مؤکد ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۵)

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے تین جمعے برابر چھوڑ دیے۔ اس نے اسلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔ وہ منافق ہے اور اللہ تعالیٰ سے بے تعلق ہے۔ (ابن خزیمہ و بہارِ شریعت)

مسئلہ جمعہ فرض ہونے کے لئے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں۔ (۱) شہر میں مقیم ہونا لہٰذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں (۲) آزاد ہونا لہٰذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۳) تندرستی یعنی ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جا سکتا (۴) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انکھیارا ہونا لہٰذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہو یعنی اپاہج پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہٰذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا (۱۱) بارش کا آندھی کا اس قدر زیادہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔
(درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۵۴۶)

مسئلہ جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں مثلاً مسافر اور اندھے وغیرہ اگر یہ لوگ جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ یعنی ظہر کی نماز ان لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ جمعہ جائز ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک بھی اگر نہیں پائی گئی تو جمعہ ادا ہوگا ہی نہیں۔

پہلی شرط جمعہ جائز ہونے کی پہلی شرط شہر یا شہری ضروریات سے تعلق رکھنے والی جگہ ہونا ہے۔ شریعت میں شہر سے مراد وہ آبادی ہے کہ جس میں متعدد سڑکیں، گلیاں اور بازار ہوں اور ضلع یا تحصیل کا شہر یا قصبہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں۔ اگر ضلع یا تحصیل نہ ہو تو ضلع یا تحصیل جیسی بستی ہو۔ جمعہ جائز ہونے کے لئے ایسی بستی کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہئے بلکہ ان لوگوں کو روزانہ کی طرح ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی چاہئے۔ لیکن جن گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم ہے جمعہ کو بند نہیں کرنا چاہئے کہ عوام جس طرح بھی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیں غنیمت ہے۔ لیکن ان لوگوں کو چار

رکعت ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

دوسری شرط دوسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے اور اگر وہاں اسلامی حکومت نہ ہو تو سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالمِ دین اس شہر کا جمعہ قائم کرے کہ بغیر اس کی اجازت کے جمعہ قائم نہیں ہوسکتا اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں وہ جمعہ قائم کرے ہر شخص کو یہ حق نہیں کہ جب چاہے جمعہ قائم کرلے۔

تیسری شرط ظہر کا وقت ہونا ہے۔ لہٰذا وقت سے پہلے یا بعد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔ اگر جمعہ کی نماز پڑھتے پڑھتے عصر کا وقت شروع ہوگیا تو جمعہ باطل ہوگیا۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہوجائے خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے۔ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پورا خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان کو ملانا یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

پانچویں شرط جمعہ جائز ہونے کی پانچویں شرط جماعت ہے۔ جس کے لئے امام کے سوا کم سے کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔

چھٹی شرط اذن عام ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ لہٰذا بند مکان میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۳۶ تا ۵۴۶ وغیرہ)

نماز عیدین کا بیان

عید و بقر عید کی نماز واجب ہے۔ مگر سب پر نہیں بلکہ صرف انہیں لوگوں پر جن پر جمعہ فرض ہے بلاوجہ عیدین کی نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۵۵)

مسئلہ عیدین کی نماز واجب ہونے اور جائز ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ جمعہ کا خطبہ شرط ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہے اور عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد ہے۔ ایک تیسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لئے اذان و اقامت ہے اور عیدین کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت صرف دوبار اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہہ کر نماز عیدین کے اعلان کی اجازت ہے۔

مسئلہ عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۵۸)

مسئلہ عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں۔ (۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا چاہے نئے ہوں یا پرانے (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عید گاہ جلد چلے جانا (۱۰) نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۱) عید گاہ کو پیدل جانا (۱۲) دوسرے راستے سے واپس آنا

(۱۳) عیدگاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ تین، سات یا کم زیادہ مگر طاق ہوں اور اگر کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) صدقہ خیرات کرنا (۱۶) عیدگاہ کو اطمینان اور وقار کے ساتھ جانا (۱۷) آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دینا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ تا ۲۵۷)

نماز عیدین کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیلئے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اَللّٰہُ اَکْبَر پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر ہاتھ باندھ لے خلاصہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور دوسری اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے۔ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر بلند آواز سے اَلْحَمْد اور کوئی سورۂ پڑھے اور رکوع وسجدہ سے فارغ ہوکر دوسری رکعت میں اَلْحَمْد اور کوئی سورۂ پڑھے۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور پھر دعا مانگے۔ پہلے خطبے کو شروع کرنے سے پہلے امام نو بار اور دوسرے سے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے سے پہلے چودہ بار اَللّٰہُ اَکْبَر آہستہ سے کہے کہ یہ سنت ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۱)

مسئلہ اگر کسی عذر مثلاً سخت بارش ہورہی ہے یا ابر کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور زوال کے بعد چاند ہونے کی شہادت ملی اور عید کی نماز نہیں ہوسکتی، تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے اور اگر دوسرے دن بھی نہ ہوسکی تو تیسرے دن عیدالفطر کی نماز نہیں ہوسکتی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

مسئلہ عیدالاضحیٰ (بقرعید) تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے۔ صرف چند باتوں میں فرق ہے۔ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھالینا مستحب ہے اور عیدالاضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے۔ یہ فرق بھی ہے کہ عیدالفطر کی نماز عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھی جاسکتی ہے اور تیسرے دن نہیں پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر عیدالاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارھویں تک یعنی تیسرے دن بھی بلا کراہت پڑھی جاسکتی ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

مسئلہ نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے۔اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے،

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۶۲)

مسئلہ قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی ذوالحجہ سے دسویں ذولحجہ تک بال یا ناخن نہ کٹائے۔

قربانی کا بیان

مسئلہ ہر مالک نصاب مرد و عورت پر ہر سال قربانی واجب ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے۔خاص جانور کو خاص دن میں اللہ تعالیٰ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اس کا نام قربانی ہے۔

مسئلہ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت یا روپوں نوٹوں پیسوں کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

مسئلہ قربانی کا جانور موٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے۔اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہیں تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ اندھا، لنگڑا، کانا، بیحد دُبلا، تہائی سے زیادہ کان دم، سینگ، تھن وغیرہ کٹا ہوا، پیدائشی بے کان کا بیمار، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا طریقہ

قربانی کا یہ طریقہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اور جانور کے پہلو پر اپنا داہنا پاؤں رکھ کر اَللّٰھُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں۔ ذبح کرنے کے بعد پھر یہ دُعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرے تو مِنِّیْ کے بجائے مِنْ کہہ کر اس کا نام لے۔

مسئلہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے۔ایک حصہ صدقہ کر دے۔ایک حصہ احباب میں تقسیم کر دے اور ایک حصہ اپنے خرچ کے لئے رکھ لے۔

مسئلہ قربانی کا گوشت کافر کو ہرگز نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

مسئلہ چمڑا، جھول، رسی وغیرہ سب کو صدقہ کر دے۔ چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے۔ مثلاً ڈول، مصلّیٰ، جانماز، بچھونا بنا سکتا ہے۔

مسئلہ آج کل لوگ عموماً قربانی کی کھال دینی مدارس میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ اسے ''عقیقہ'' کہتے ہیں۔

مسئلہ جن جانوروں کو قربانی میں ذبح کیا جاتا ہے۔ انہی جانوروں کو عقیقہ میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔

مسئلہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر گائے بھینس عقیقہ میں ذبح کرے تو دو حصہ لڑکے کی طرف سے اور ایک حصہ لڑکی کی طرف سے ذبح کرنے کی نیت کرے۔ اگر چاہے تو پوری گائے یا بھینس لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں ذبح کر دے۔

مسئلہ گائے بھینس میں قربانی کے وقت کچھ حصہ قربانی کی نیت سے اور کچھ حصہ عقیقہ کی نیت سے رکھ کر ذبح کرے تو ایک ہی جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ہو جائیں گے اور ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ عقیقہ کے لئے بچے کی پیدائش کا ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کریں سنت ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں اور جاہلوں میں جو یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت یہ لوگ نہیں کھا سکتے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔

مسئلہ عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت اگر لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَآءً لَّہٗ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر

دُعا میں فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ کی جگہ بچے اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر لڑکی ہو تو یہی دُعا اس طرح پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانَۃِ بِنْتِ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِھَا وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا وَعَظْمُھَا بِعَظْمِھَا وَجِلْدُھَا بِجِلْدِھَا وَشَعْرُھَا بِشَعْرِھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لَّھَا مِنَ النَّار

دعا میں فُلاَنَ بِنْتِ فُلاَنٍ کی جگہ لڑکی اوراس کے باپ کا نام لے اوراگر دعا یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے دل میں یہ خیال کرے کہ فلاں لڑکے یا فلانی لڑکی کا عقیقہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ذبح کردے عقیقہ ہو جائے گا۔عقیقہ کے لئے دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔

گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت موکدہ اور چاند گہن کی نماز جماعت سے مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔اگر جماعت سے پڑھی جائے ،تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لیے شرط ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کرسکتا ہو۔اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں ،گھر میں پڑھیں یا مسجد میں۔

مسئلہ گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں پھر اس وقت تک دعا مانگتے رہیں کہ گہن ختم ہو جائے۔

مسئلہ گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت،نہ بلند آواز سے قرأت۔ (در مختار ج،ص ۵۶۵)

میّت کے متعلقات

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کردیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کردیں۔مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کردیں تا کہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (درمختار وعالمگیری صفحہ ۱۴۷)

مسئلہ جان کنی کی حالت میں اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں۔مگر اسے پڑھنے کا حکم نہ دیں اور جب وہ پڑھ لے تو تلقین بند کردیں۔ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کرلی تو پھر تلقین کریں تا کہ اس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ جان کنی کے وقت حاضرین اپنے لئے اور اس کے لئے دعائے خیر کریں اور سورۂ یٰسین وسورۂ رعد پڑھیں۔ جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کردی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیے جائیں۔یہ کام اُس کے گھر والوں میں سے جو زیادہ نرمی کے ساتھ کرسکتا ہو مثلاً باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۴۷)

مسئلہ کفن دفن میں جلدی کریں کہ حدیثوں میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ (جوھرہ)

میت کے نہلانے کا طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے نہلا دیا تو سب اس ذمہ داری سے بری ہو گئے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۴۷)

مسئلہ نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین، پانچ یا سات مرتبہ دھوئیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز جیسا وضو کرائے۔ مگر میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور نتھنوں پر پھرا دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو پاک صابن سے دھوئیں، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں۔ اگر بیری کے پتوں کا اُبالا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں۔ اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں اور غسل کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں۔ پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھائیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)

مسئلہ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت اور چھوٹا لڑکا ہو تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی ہو تو مرد بھی اس کو غسل دے سکتا ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)

مسئلہ عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ اسے بلا حائل چھو سکتا ہے۔ ہاں دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۷۵) عوام میں یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اُتار سکتا ہے اور نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا کپڑا حائل ہونے کے ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں نہلانے کے لئے پانی نہیں ملتا تو میّت کو تیمّم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ ہاں اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)

کفن کا بیان

میّت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے۔ کفن کے تین درجے ہیں۔ (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سنت۔ مرد کے لئے کفن سنت تین کپڑے ہیں۔ چادر، تہبند اور کُرتا مگر تہبند سر سے پاؤں تک لمبا ہونا چاہئے اور عورت کے لئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ چادر، تہبند، کُرتا اوڑھنی سینہ بند۔ کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں۔ چادر تہبند اور عورت کے لئے تین کپڑے چادر تہبند اوڑھنی یا چادر کرتا اوڑھنی اور کفن ضرورت عورت مرد دونوں کے لئے یہ ہے کہ جو میسّر آ جائے اور کم سے کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (درمختار عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۰)

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کو تین، پانچ یا سات بار دھونی دے کر پہلے چادر کو بچھائیں۔ پھر اس کے اوپر تہبند، کُرتا کو بچھائیں۔ پھر میّت کو لٹائیں اور کُرتا پہنائیں۔ داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگھوں یعنی ماتھے، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے چادر لپیٹیں۔ پھر اسی طرح پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اُڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ ہو ہے۔ عورت کو کفنی یعنی کرتا پہنا کے اس کے بال دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۱)

جنازہ لے کر چلنے کا بیان

سنت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دیں اور ہر بار دس دس قدم چلیں۔ پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے۔ پھر داہنی پائینتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائینتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے۔ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دے گا۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۲)

مسئلہ جنازہ لے چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہئے اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۲ وغیرہ)

مسئلہ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔
(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے، داہنے بائیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ جنازہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں، مگر اس طرح کہ میّت کو جھٹکا نہ لگے۔

مسئلہ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اگر چہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو۔ مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ مثلاً (۱) باغی جو امام برحق پر خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے، (۲) ڈاکو جو ڈاکہ زنی میں مارا گیا، (۳) ماں باپ کا قاتل، (۴) جس نے کئی شخصوں کا گلا گھونٹ کر مار دیا ہو۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۸۳)

مسئلہ جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ مگر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جو زنا کاری

کی سزامیں سنگسار کیا گیا یا خون کے قصاص میں پھانسی دیا گیا اسے غسل دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۸۴)

مسئلہ جو بچہ مردہ پیدا ہوا، اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (عالمگیری جلد صفحہ ۱۵۲)

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر کچھ لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب گنہگار ہوئے۔ جو نماز جنازہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۵۸۱)

مسئلہ نمازِ جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲)

مسئلہ نمازِ جنازہ اس طرح پڑھیں کہ پہلے یوں نیت کرے، نیت کی میں نے نمازِ جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیلئے اور دُعا اس میّت کے لئے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف (مقتدی اتنا اور کہے) پیچھے اس امام کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے، پھر یہ ثناء پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور درُود ابراہیمی پڑھے۔ جو پنجوقتہ نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَر کہے اور بالغ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا ج اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے۔ پھر بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً

مسئلہ :میّت کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے۔ جہاں نیک لوگوں کی قبریں ہوں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

مسئلہ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس سورۂ بقرہ کا اوّل وآخر پڑھیں۔ سرہانے الٓمّٓ سے مفلحون تک اور پائینتی امن الرسول سے ختم سورۃ تک پڑھیں۔ (جوھرہ)

قبر پر تلقین

مسئلہ دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک جائز ہے۔ (جوھرہ)

یہ جو بعض کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے، یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا ہے۔ (شامی)

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر میّت اور اس کی ماں کا نام لے کر یوں کہے یا فلان بن فلانۃ وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہے یا فلان بن فلانۃ وہ کہے گا۔ ہمیں ارشاد کر اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔

اُذْکُرْمَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﷺ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو اس کے پاس بیٹھیں، جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ اگر اسکی ماں کا نام معلوم نہ ہو فرمایا حوّا کی طرف نسبت کرلے۔ (طبرانی فی المعجم وضیافی الاحکام وابن شاھین فی ذکر الموت وفتاویٰ رضویہ جلد ۱ صفحہ ۹۴)

مسئلہ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میّت کا دل بہلے گا۔ (ردالمختار)

مسئلہ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میّت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میّت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

مسئلہ قبر پر سونا چلنا بیٹھنا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے۔ اس سے گزرنا ناجائز ہے۔ خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (عالمگیری و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۰۲)

مسئلہ میت کو دفن کرنے کے بعد سوئم، دسواں، چہلم کرنا یعنی نماز وروزہ اور تلاوت وکلمہ اور صدقہ وخیرات اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا جائز ہے۔ جتنے لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچائے گا سب کی روحوں کو ثواب پہنچے گا اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید ہے کہ اس کو پورا پورا ثواب ملے گا یہ نہیں کہ تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے گا۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کو ان سب کے مجموعہ کے برابر ثواب ملے گا۔ (شرح عقائد، ھدایہ، فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت وغیرہ)

زیارت قبور

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت ہے۔ ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے۔ اولیاء کے مزارات پر دور دور سے سفر کر کے جانا یقیناً جائز ہے۔ اولیاء اپنے زیارت کرنے والوں کو اپنے رب کی دی ہوئی طاقتوں سے نفع پہنچاتے ہیں اور اگر مزاروں پر کوئی خلافِ شرح بات ہو، جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ خلاف شرع باتوں کو برا جانے اور ہو سکے تو بری باتوں سے لوگوں کو منع کرے اور بری باتوں کو اپنی طاقت بھر روکے۔ (ردالمختار ج اص ۶۳۱)

مسئلہ قبروں کی زیارت کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے جا کر قبلہ کو پشت کر کے میّت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّاِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے، تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے کہ جتنی دور زندگی میں اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ (درالمختار)

مسئلہ حدیث شریف میں ہے کہ جو گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۶۰۵)

مسئلہ وہابی لوگ قبروں کی توہین کرتے ہیں۔ قبروں کی زیارت اور فاتحہ سے منع کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہئے اور ہرگز ان لوگوں سے میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ نہ ان کی باتوں کو ماننا چاہئے یہ لوگ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

مسئلہ علماء اور اولیاء کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے۔ مگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔ (درمختار و ردالمختار صفحہ ۶۰۱)
یعنی اندر سے پختہ نہ بنائی جائے اور اگر اندر قبر کچی ہو اور اوپر سے پختہ بنائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بھار شریعت)

مسئلہ اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں۔ مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔ (جوھرہ درمختار صفحہ ۶۰۱)

مسئلہ قبر پر بیٹھنا سونا، چلنا، پھرنا، پیشاب پاخانہ کرنا، قبر پر تھوکنا حرام ہے کہ اس سے قبر والے کو تکلیف پہنچے گی۔ اسی طرح قبرستان میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیاں پہن کر قبرستان میں چلتے دیکھا تو فرمایا کہ اے شخص جوتیاں اُتار لے نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ قبر والا تجھ کو تکلیف دے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶، بھار شریعت جلد ۴ صفحہ ۱۶۴)

مسئلہ بزرگانِ دین کی قبروں پر صفائی ستھرائی کرتے رہنا وہاں اگر بتی جلا کر عطر لگا کر خوشبو کرنا، مزاروں پر پھول پتیاں ڈالنا، عوام کی نظروں میں صاحب مزار کی عزت وعظمت پیدا کرنے کے لئے مزاروں پر غلاف وچادر چڑھانا، مزاروں کے آس پاس روشنی کرنا تا کہ راستہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔ تا کہ یہ لوگ وہاں آ کر فاتحہ پڑھیں، یہ سب کام جائز ہیں اور اچھی نیت سے کریں تو مستحب بھی۔ (کشف النور علامہ نابلسی)

مسئلہ بحری جہاز پر کسی کا انتقال ہوا اور کنارہ بہت دور ہے تو چاہئے کہ میت کو غسل کر دے کر اور کفن پہنا کر پورے اعزاز کے ساتھ سمندر میں ڈال دیں۔ (غنیہ الطالبین و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۵۹۹)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق وجہنمی اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار ومردود الشہادۃ ہے۔
(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، مصری)

نماز کی طرح اس کے بارے میں بھی بہت سی آیتیں وحدیثیں آئی ہیں۔ جن میں زکوٰۃ ادا کرنے کی سخت تاکید ہے اور نہ ادا کرنے والے پر طرح طرح کے دنیا وآخرت کے عذابوں کی وعیدیں آئی ہیں۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کے مال کا ایک حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی فقیر کو مالک بنا دینا شریعت میں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۲) بالغ ہونا یعنی نا بالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۳) عاقل ہونا یعنی دیوانے پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۴) آزاد ہونا یعنی لونڈی یا غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۵) مالک نصاب ہونا یعنی جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، (۶) پورے طور پر مالک ہونا یعنی اس پر قبضہ بھی ہو تب زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی نے اپنا مال زمین میں دفن کر دیا اور جگہ بھول گیا۔ پھر برسوں کے بعد جگہ یاد آئی اور مال مل گیا تو جب تک مال نہ ملا تھا، اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ نصاب کا مالک تو تھا۔ مگر اس پر قبضہ نہیں تھا، (۷) نصاب کے قرض سے فارغ نہیں۔ لہٰذا اس پر زکوٰۃ نہیں، (۸) نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا، حاجتِ اصلیہ یعنی آدمی کو زندگی بسر کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت ہے مثلاً اپنے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں کے کپڑے گھریلو سامان یعنی کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں، کرسیاں، میزیں، چولہے، پنکھے وغیرہ ان مالوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ سب یہ مال وسامان حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں ہیں، (۹) مالِ نامی ہونا یعنی بڑھنے والا مال ہونا خواہ حقیقۃً بڑھنے والا مال ہو جیسے مالِ تجارت اور چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور یا حکماً بڑھنے والا مال ہو۔ جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لئے پیدا کیے گئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں اور بیچی جائیں تا کہ نفع ہونے سے یہ بڑھتے رہیں لہٰذا سونا چاندی جس حال میں بھی ہو زیور کی شکل میں ہوں یا دفن ہوں، ہر

مسئلہ اگر سونا چاندی نہ ہو نہ مالِ تجارت ہو، بلکہ صرف نوٹ اور روپے پیسے ہوں کہ کم سے کم اتنے روپے پیسے یا نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے۔تو وہ شخص صاحبِ نصاب ہے۔ اس کو نوٹ اور روپے پیسوں کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہے۔

مسئلہ اگر شروع سال میں پورا نصاب تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا، درمیان میں کچھ دنوں مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا۔تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی۔ بلکہ اس کو پورے مال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ (عالمگیری جلد ۱)

عُشر کا بیان

زمین سے جو بھی پیداوار ہو گیہوں، جَــــو، چنا، باجرا، دھان وغیرہ۔ ہر قسم کے اناج، گنا، روئی ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل، میوے سب میں عُشر واجب ہے۔تھوڑی پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیر جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

مسئلہ جو پیداوار بارش یا زمین کی نمی سے پیدا ہو۔اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جو پیداوار چرسے، ڈول، پمپنگ مشین یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے یا خریدے ہوئے پانی سے پیدا ہو۔اس میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

مسئلہ کھیتی کے اخراجات نکال کر عُشر نہیں ڈالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی ہو ان سب کا عُشر یا نصف عُشر دینا واجب ہے۔ گورنمنٹ کو جو مال گذاری دی جاتی ہے۔وہ بھی عُشر کی رقم سے منہا نہیں کی جائے گی۔ پوری پیداوار کا عُشر خدا کی راہ میں نکالنا پڑے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ زمین اگر بٹائی پر دے کر کھیتی کرائی ہے تو زمین والے اور کھیتی کرنے والے دونوں کو جتنی جتنی پیداوار ملی ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے حصہ کی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۵۶)

زکوٰۃ کا مال کن کن لوگوں کو دیا جائے

جن جن لوگوں کو عُشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔وہ یہ لوگ ہیں۔(۱) فقیر یعنی وہ شخص کہ اس کے پاس کچھ مال ہے مگر نصاب کی مقدار سے کم ہے، (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لئے غلہ اور پہننے کے لئے کپڑا بھی نہ ہو، (۳) قرض دار یعنی وہ شخص کہ جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو، (۴) مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو۔اس کو بقدر ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے، (۵) عامل یعنی جس کو بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ و عُشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو، (۶) مکاتب غلام تا کہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے، (۷) غریب مجاہد تا کہ وہ جہاد کا سامان کرے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۷)

کن کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع ہے

جن لوگوں کو عُشر وزکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) مالدار یعنی صاحب نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے اس کو زکوٰۃ کا مال جائز نہیں، (۲) بنی ہاشم یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اُولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷ و ھدایہ)

(۳) اپنی اصل وفروع یعنی ماں باپ، دادادادی، نانا نانی وغیرہ ہم اور بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔

(۴) شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔یوں ہی صدقہ فطر اور کفارہ بھی ان لوگوں کو نہیں دے سکتے۔ (جوہر جلد ۱ صفحہ ۱۳۲) (۵) مالدار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اور مالدار کی بالغ اولاد جب کہ وہ نصاب کے مالک نہ ہوں، ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (۶) کسی کافر و مرتد یا بدمذہب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

مسئلہ بہو، داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اُولاد اور دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۶۳)

مسئلہ مالدار کی بیوی اگر وہ مالکِ نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

مسئلہ تندرست اور طاقت ور آدمی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔مگر اس کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

مسئلہ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اس کو مالک بنا دیں اس لئے اگر زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بطور دعوت کے کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کیونکہ یہ اباحت ہوئی، تملیک نہیں ہوئی ہاں اگر کھانا پکا کر فقیروں کو کھانا دے دے اور ان کو اس کھانے کا مالک بنا دے کہ وہ چاہیں اس کو کھائیں یا کسی کو دے دیں یا بیچ ڈالیں تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۶۳)

مسئلہ زکوٰۃ کا مال مسجد یا مدرسہ یا مہمان خانہ کی عمارت میں لگانا یا میّت کے کفن دفن میں لگانا یا کنواں بنوا دینا یا کتابیں خرید کر کسی مدرسہ میں وقف کر دینا اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔جب تک کسی ایسے آدمی کو مالِ زکوٰۃ کا مالک نہ بنا دیں جو زکوٰۃ لینے کا اہل ہے۔اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

مسئلہ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے اگر مسجد و مدرسہ کی عمارت میں لگا دے یا میّت کے کفن دفن میں صرف کر دے تو جائز ہے۔

قابلِ توجہ تنبیہ آج کل عام طور پر دینی مدارس میں یہ چلن ہے کہ عطیات اور صدقات وخیرات و چرم قربانی اور زکوٰۃ کی سب رقمیں متولّی یا ناظم کے پاس جمع کی جاتی ہیں اور ناظم ومتولّی ان سب رقموں کو ملا کر رکھتے ہیں اور اسی رقم میں سے طلبہ کا مطبخ بھی چلاتے ہیں اور مدرسین وملازمین کی تنخواہیں بھی دیتے ہیں اور واعظین و ممتحنین کا نذرانہ بھی دیتے ہیں اور مسجد ومدرسہ کی عمارت بھی بنواتے ہیں اور اپنے مصارف میں بھی لاتے ہیں یاد رکھو کہ اس طرح نہ تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے نہ ان کاموں میں زکوٰۃ کی رقموں کو لگانا جائز ہے اور یہ متولیوں اور ناظموں کی بہت بڑی خیانت ہے کہ وہ لوگوں کی زکوٰۃ کے مالوں کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے اور گنہگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا علماء کرام پر شرعاً واجب ہے کہ متولیوں اور ناظموں کو یہ مسئلہ بتا دیں کہ مدارس میں جتنی رقمیں زکوٰۃ کی آتی ہیں پہلے ان رقموں کا حیلہ شرعیہ کر لینا ضروری ہے تا کہ زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے اور پھر ان رقموں کو مدرسہ کی جس مد میں چاہیں خرچ کر سکیں۔

مسئلہ حیلہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقموں کو الگ کر کے کسی طالب علم کو جو غریب ہو دے دیں اور ان رقموں کا اس طالب علم کو مالک بنا دیا جائے اور پھر وہ طالب علم اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ میں اپنی خوشی سے دیدے، اس طرح کر لینے سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور پھر وہ رقم مدرسہ کی ہر مد میں خرچ کی جا سکے گی۔

مسئلہ زکوٰۃ وصدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے ماموؤں اور خالاؤں کو پھر ان کی اولاد کو۔ پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو۔ پھر اپنے شہر اور گاؤں والوں کو دیں اور علم دین حاصل کرنے والے طالبعلموں کو بھی دینا افضل ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ وغیرہ)

صدقۂ فطر کا بیان

ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صاع صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۷۴)

مسئلہ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں اور گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ (درمختار جلد صفحہ ۷۶)

مسئلہ اعلیٰ درجے کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن چاندی کے پرانے روپے سے تین سو اکیاون روپے بھر اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر اوپر ہے (فتاویٰ رضویہ) اور نئے وزن سے ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہوتا ہے اور آدھے صاع کا وزن دو کلو اور تقریباً سینتالیس گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ صدقہ فطر دینے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں لہٰذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شرارت سے روزہ نہ رکھا، جب بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۷۴)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں؟

آج کل یہ ایک عام بلا پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے۔ محنت مشقت سے جان چراتے ہیں اور ناجائز طور پر بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے سوال کرنا اور بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں کھیتی باڑی بھی ہے مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارا پیشہ ہے۔ واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں حالاں کہ ایسے لوگوں کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا بالکل حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بغیر حاجت کے سوال کرتا ہے گویا وہ آگ کا انگارہ کھاتا ہے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ اس کو نہ فاقہ ہوا ہے نہ اس کے اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر فاقہ نہیں گذرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا۔ ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ بیہقی)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ گویا آگ کا انگارہ طلب کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) خلاصہ یہ ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے بھیک مانگنا اور لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

صدقہ کرنے کی فضیلت

زکوٰۃ وعشر وصدقہ فطر یہ تینوں تو واجب ہیں جو ان تینوں کو نہ ادا کرے گا سخت گنہگار ہوگا۔ مگر ان تینوں کے علاوہ صدقہ دینے اور خدا کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دنیا وآخرت میں اس کے بڑے بڑے فوائد ومنافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند حدیثیں لکھتے ہیں ان کو غور سے پڑھو اور اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس فرمانوں پر عمل کر کے اپنی دُنیا وآخرت کو سنوار لو۔

حدیث نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں لوہا۔ تو فرشتوں نے کہا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ، تو فرشتوں نے پوچھا کہ آگ سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت والی چیز تیری مخلوق میں ہے؟ تو خدا نے فرمایا کہ ہاں پانی۔ پھر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے،

تو ارشاد ہوا ہاں ہوا۔ یہ سن کر فرشتوں نے دریافت کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، ابن آدم اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر چھپا کر صدقہ دے کہ داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ یہ صدقہ پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۰)

حدیث نمبر ۲ صدقہ اس طرح گناہوں کو بجھا دیتا ہے۔ جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

حدیث نمبر ۳ ہر مسلمان کو صدقہ کرنا چاہئے تو لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو شخص صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ پائے تو کیا کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کو چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے کچھ کمائے پھر خود بھی اس سے نفع اُٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ لوگوں نے دوبارہ عرض کیا کہ اگر وہ کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ کسی حاجت مند کی کسی طرح مدد کر دے، اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چاہئے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ برائی کرنے سے رُک جائے، یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)

حدیث نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو رفع کر دیتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

حدیث نمبر ۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک زنا کار عورت ایک کتے کے پاس سے گذری۔ جو ایک کنوئیں کے پاس پیاس سے زبان نکالے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ پیاس اس کتے کو مار ڈالے گی۔ تو اس عورت نے اپنے چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر اس میں کنوئیں سے پانی بھرا اور اس کتے کو پلا دیا، تو اتنا ہی صدقہ کرنے سے اس کی مغفرت ہو گئی۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۸)

حدیث نمبر ۶ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کی وفات ہو گئی، تو اس کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ''پانی''۔ تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۷ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان ننگے بدن والے کو کپڑا پہنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا ہرا لباس پہنائے گا اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا شربت خاص پلائے گا۔ جس پر مہر لگی ہو گی۔
(مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا، تو جب تک اس کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہے گا اس وقت تک کپڑا پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے (یعنی کھیت بوئے اور درخت لگائے) تو اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا اور پرند اس کا دانہ یا پھل کھالیں گے۔ وہ سب اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ یعنی اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

حدیث نمبر ۱۰ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے خوشی سے تمہارا مسکرا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ کسی اندھے کی مدد کر دینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سب کاموں پر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

روزہ کا بیان

نماز کی طرح روزہ بھی فرضِ عین ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور عذابِ جہنم کا سزا وار ہے۔

مسئلہ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکے رکھنا۔

مسئلہ رمضان کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب روزے اور مکروہ روزے ان روزوں کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر ضحوۂ کبریٰ (دوپہر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے) تک ہے۔ اس درمیان میں جب بھی روزہ کی نیت کرے یہ روزے ہو جائیں گے۔ لیکن رات ہی میں نیت کر لینا بہتر ہے۔ ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں مثلاً رمضان کی قضا کا روزہ، نذر معین کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں کسی جرم کرنے کا روزہ وغیرہ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۸۵)

مسئلہ جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ زبان سے کہنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح روزہ میں بھی نیت سے مراد دل کا پختہ ارادہ ہے لیکن زبان سے کچھ کہہ لینا اچھا ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے کہ نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَان اور اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے کہ نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا

اَلْیَوْمَ مِنْ فَرْضِ رَمْضَانَ

مسئلہ قضائے رمضان وغیرہ جن روزوں میں رات سے نیت کر لینی ضروری ہے ان روزوں میں خاص اس روزہ کی نیت بھی ضروری ہے جو روزہ رکھا جائے۔ مثلاً یوں نیت کرے کہ کل میں اپنے پہلے رمضان کے روزے کی قضا رکھوں گا یا میں نے جو ایک دِن روزہ رکھنے کی منت مانی تھی کل میں وہ روزہ رکھوں گا۔

مسئلہ عیدو بقر عید اور ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۸۳)

مسئلہ کسی کام کی منت مانی تو کام پورا ہو جانے پر اس روزہ کو رکھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ اگر نفل کا روزہ رکھ کر اس کو توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

مسئلہ عورت کو نفل کا روزہ بلا شوہر کی اجازت کے رکھنا منع ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ: شعبان کی انتیس تاریخ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو روزہ اگلے دِن رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دِن پورے کر کے روزہ رکھیں۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

مطلع نہ صاف ہونے میں یعنی آسمان میں ابر و غبار ہونے کی حالت میں صرف رمضان کے چاند کا ثبوت ایک مسلمان عاقل و بالغ مستور یا عادل کی گواہی یا خبر سے ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت کا اور رمضان کے سوا تمام مہینوں کا چاند اس وقت ثابت ہو گا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب پابند شرع ہوں اور یہ کہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا چاند فلاں دن خود دیکھا ہے۔ (ھدایہ و درمختار بہار شریعت)

عادل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو تہذیب و مروّت کے خلاف ہو جیسے بازاروں میں سڑکوں پر چلتے پھرتے کھانا پینا۔

مستور سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ جس عادل شخص نے چاند دیکھا ہے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت دے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

مسئلہ گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی حاکم یا قاضی نہیں جس کے سامنے گواہی دے۔ تو گاؤں والوں کو جمع کر کے

ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دے۔ اگر یہ گواہی دینے والا عادل ہے لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

مطلع اگر صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہ ہوگا (چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا کسی اور مہینے کا) رہا یہ کہ کتنے لوگوں کی گواہی اس صورت میں چاہئے تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے اتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے گا لیکن اگر شہر کے باہر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائے گا۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۹۳ و بہارِ شریعت جلد ۵ صفحہ ۱۰۶)

مسئلہ اگر کچھ لوگ آ کر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ افطار کے لئے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے چاند کے ثبوت کے لئے ناکافی ہیں اور اس قسم کی شہادتوں سے چاند کا ثبوت نہ ہو سکے گا۔ (درمختار و ردالمختار و بہارشریعت)

مسئلہ کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے چند جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دِن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے چاند نظر آنے کی بنا پر فلاں دِن سے روزے شروع کردیے ہیں تو یہاں والوں کے لئے بھی ثبوت ہو گیا۔ (ردالمختار و بہارِ شریعت جلد ۵ صفحہ ۱۰۷)

مسئلہ کسی نے اکیلے رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی۔ مگر قاضی نے اس کی گواہی قبول نہیں کی تو خود اس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ اگر نہ رکھا توڑ ڈالا تو قضا لازم۔ (ہدایہ درمختار عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

مسئلہ اگر دِن میں چاند دکھائی دیا دوپہر سے پہلے چاہے دوپہر کے بعد بہر حال وہ آنے والی رات کا چاند مانا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا۔ مثلاً تیس رمضان کو دِن میں چاند نظر آیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کو دن میں چاند نظر آ گیا تو یہ دن شعبان ہی کا ہے۔ رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۹۵)

مسئلہ تار، ٹیلیفون، ریڈیو سے چاند دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر ان خبروں کو ہر طرح سے صحیح مان لیا جائے جب بھی یہ محض یہ ایک خبر ہے یہ شہادت نہیں ہے اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہوں سے اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ چاند دیکھ کر اس کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسروں کو بتانے کے لئے ہو۔ (عالمگیری و درمختار جلد ۲ صفحہ ۹۷)

روزہ توڑنے والی چیزیں

کھانے پینے سے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر کھالیا یا پی لیا یا جماع کرلیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (هدایه عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۸۹)

مسئلہ حقہ، بیڑی، سگریٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ دانتوں میں کوئی چیز رکی ہوئی تھی۔ چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی، اسے کھالیا یا چنے سے کم ہی تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۸۹)

مسئلہ نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا۔ تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر رکھ کر نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ بلا قصد اور بے اختیار قے ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ تھوڑی قے ہو یا زیادہ، روزہ دار ہونا یاد ہو یا نہ ہو بہر حال روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ منہ میں رنگین دھاگہ یا کوئی چیز رکھی جس پر تھوک رنگین ہوگیا پھر اس رنگین تھوک کو نگل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھایا، پیا یا جماع کرلیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۸۹)

مسئلہ مکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح سرمہ یا تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہو۔ پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹا، یوں ہی دوا یا مرچ کوٹی یا آٹا چھانا اور حلق میں اس کا اثر اور مزہ معلوم ہوا۔ تو بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحه ۱۹۰)

مسئلہ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھوک کے ساتھ اس کو نگل گیا یا کان میں پانی چلا

گیا یا احتلام ہو گیا یا غیبت کی یا جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دِن جنابت کی حالت میں رہ گیا اور غسل نہیں کیا تو روزہ نہیں گیا لیکن اتنی دیر تک بلا عذر قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جنب (جس پر غسل فرض ہے) جس گھر میں رہتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (عالمگیری وغیرہ)

روزہ کے مکروہات

جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنے کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کو بوسہ دینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا بھی مکروہ ہے۔ جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے گا۔

مسئلہ روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ روزہ دار کو غسل کرنا یا ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کے لئے سر پر ڈالنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا یا بار بار کلی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا یا سرمہ لگانا یا خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری و درمختار و ردالمختار وغیرہ)

روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

اگر کسی وجہ سے رمضان کا یا کوئی دوسرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قصداً کھا پی کر یا جماع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں۔ اگر درمیان میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۰۹ وغیرہ)

کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے

شرعی سفر، حاملہ عورت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ، دودھ پلانے والی عورت کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر، بیماری، بڑھاپا کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کا خوف یا کسی نے گردن پر تلوار رکھ کر مجبور کر دیا کہ روزہ نہ رکھے ورنہ جان سے مار ڈالے گا۔ یا کوئی عضو کاٹ لے گا۔ یا پاگل ہو جانا، یا جہاد کرنا۔ یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا فرض ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

مسئلہ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ رکھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر

روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

مسئلہ جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ان کو علانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کھا پی سکتے ہیں۔

چند نفلی روزوں کی فضیلت

عاشوراء

یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر ہے کہ نویں محرم کو بھی روزہ رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ابو داؤد و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

اور ارشاد فرمایا کہ عاشورا کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزاروں روزوں کے برابر بتاتے تھے۔ مگر حج کرنے والوں کو جو میدان عرفات میں ہوں ان کو اس روزہ سے منع فرمایا۔ (ابو داؤد و نسائی و بیہقی و طبرانی)

شوال کے چھ روزے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

شعبان کا روزہ اور شب براءت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات (شب برأت) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفل پڑھو اور اس دِن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ میں اس کو بخش دوں کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں؟ کیا ہے کوئی گرفتار ہونے والا کہ میں اس کو رہائی دوں کیا ہے کوئی ایسا۔ کیا ہے کوئی ایسا اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

ایام بیض کے روزے

یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ پندرہ تاریخوں کے روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ۔ (بخاری و ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۵)

اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے، ہر روزہ اس دِن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کردیتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔ (نسائی و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

دو شنبہ اور جمعرات کا روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال (دربارِ خداوندی) میں پیش کیے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ایسے دو آدمیوں کی جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کرلیا ہو ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کرلیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۰)

بدھ و جمعرات و جمعہ کا روزہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا حصہ باہر سے۔ (طبرانی و بہارِ شریعت جلد ۵ صفحہ ۹۵)

اعتکاف

عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ اول اعتکاف واجب، دوسرے اعتکاف سنت، تیسرے اعتکاف مستحب۔

اعتکاف واجب

جیسے کسی نے یہ منت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا تو یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے، بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

اعتکاف سنت مؤکّدہ

رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جائے گا یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا اُنتیسویں رمضان کو چاند ہونے کے بعد مسجد سے نکلے یاد رکھو کہ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی اگر محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور کسی ایک نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

اعتکاف مستحب

اعتکاف مستحب یہ ہے کہ کبھی بھی دن یا رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرے۔ جتنی دیر تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیت میں صرف اتنا دل میں خیال کرلینا اور منہ سے یہ کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لئے اعتکاف مستحب کی نیت کی۔ (عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۱۹۷)

مسئلہ مرد کے لئے ضروری ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے گی جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

مسئلہ اعتکاف کرنے والے کے لئے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے۔ اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ چاہے قصداً نکلا ہو یا بھول کر۔ اسی طرح عورت نے جس مکان میں اعتکاف کیا ہے اس کو اس گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا صرف دو عذروں کی وجہ سے باہر نکل سکتا ہے۔ ایک عذر طبعی جیسے پیشاب، پاخانہ اور غسل فرض وضو کے لئے دوسرے عذر شرعی جیسے نماز جمعہ کے لئے جانا، ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگر چہ ایک ہی منٹ کے لئے ہو مسجد سے اگر نکلا، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگر چہ بھول کر ہی نکلے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا دِن رات مسجد میں رہے گا وہیں کھائے، پیئے، سوئے۔ مگر احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے۔ معتکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہے تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے۔ پھر اس کے لئے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

مسئلہ اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے۔ نہ ہی بہت زیادہ لوگوں سے بات چیت کرے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ نفل نمازیں پڑھے، تلاوت کرے، علم دین کا درس دے، اولیاء وصالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے۔ کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکر الٰہی کرے اور اکثر باوضو رہے اور دنیاداری کے خیالات سے دل کو پاک وصاف رکھے اور بکثرت رو رو کر اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگے۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۳۵)

حج کا بیان

حج ۹ ہجری میں فرض ہوا۔ نماز وزکوٰۃ اور روزہ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے۔ اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔

احادیث شریف میں حج وعمرہ کے فضائل اور اَجر وثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں۔ مگر حج عمر میں ایک بار ہی فرض ہے۔

حدیث ایک حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور حج کے درمیان رفث (فحش کلام) اور فسق نہ کیا تو اس طرح وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹا۔ جیسے اسی دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۲۱)

حدیث حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲)

حج واجب ہونے کی شرطیں

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں۔ جب تک یہ سب پائی نہ جائیں حج فرض نہیں۔ (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر حج فرض نہیں، (۲) دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ہے، (۳) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں، (۴) عاقل ہونا لہٰذا مجنون پر حج فرض نہیں، (۵) آزاد ہونا یعنی لونڈی غلام پر حج فرض نہیں، (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جاسکے اس کے اعضاء سلامت ہوں انکھیارا ہو لہٰذا اُپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور اس بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں یوں ہی اندھے پر حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرادیں، (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا، اور سواری کی قدرت ہونا چاہے سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرائے پر لے سکے، (۸) حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائی جائیں۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۴ وغیرہ)

وجوب ادا کے شرائط

یہاں تک تو وجوب کے شرائط کا بیان ہے اب شرائط ادا کا بیان ہوتا ہے کہ یہ شرطیں اگر پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں۔ بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے۔ یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو۔ ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہوگا۔ وہ شرطیں یہ ہیں۔(۱) راستہ میں امن وامان ہونا، یعنی اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کیلئے جانا ضروری ہے اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کیلئے جانا ضروری نہیں، (۲) عورت کو مکہ تک جانے میں تین دِن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جا سکتی ہے۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ چاہے نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے بیٹا، باپ، بھائی وغیرہ چاہے دودھ کے رشتے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے رضاعی بھائی، رضائی باپ، رضائی بیٹا وغیرہ یا سسرال کے رشتے سے نکاح حرام ہو۔ جیسے خسر یا شوہر کا بیٹا عورت شوہر یا محرم، جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔ اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے، (۳) حج کو جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو۔ چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی، (۴) قید میں نہ ہو۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵ وغیرہ)

صحت ادا کی شرطیں

صحت ادا کی نو شرطیں ہیں۔ اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں۔(۱) مسلمان ہونا، (۲) احرام، کہ بغیر احرام کے حج نہیں ہو سکتا، (۳) حج کا وقت یعنی حج کے لئے جو وقت شریعت کی طرف سے معیّن ہے۔ اس سے قبل حج کے افعال نہیں ہو سکتے، (۴) افعال حج کی جگہوں پر افعال حج کرنا۔ مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے وقوف کی جگہ میدان عرفات ومزدلفہ ہے۔ کنکری مارنے کی جگہ منیٰ ہے۔ اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو حج صحیح نہیں ہوگا، (۵) تمیز کرنا اتنا چھوٹا بچہ کہ جس میں کسی چیز کی تمیز ہی نہ ہو، اس کا حج صحیح نہیں، (۶) عقل والا ہونا کہ مجنون اور دیوانے کا حج صحیح نہیں، (۷) حج کے فرائض کو ادا کرنا جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہوا، (۸) احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا۔ اگر ہوگا تو حج باطل ہو جائے گا، (۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔ اگر اس سال احرام باندھا اور چاہے اسی احرام سے آئندہ سال حج کرے، تو یہ حج صحیح نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد ۶)

حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں۔(۱) احرام، کہ یہ شرط ہے، (۲) وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت ''عرفات'' میں ٹھہرنا، (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔ یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف اور طوافِ زیارت حج کا رکن ہیں، (۴) نیت، (۵) ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا، پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طوافِ زیارت، (۶) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، (۷) مکان یعنی وقوفِ عرفہ میدانِ عرفات کی زمین میں ہونا۔ ''سوا بطن عرفہ'' کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (درمختار و ردالمختار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں۔(۱) میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گذرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے، (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو ''سعی'' کہتے ہیں، (۳) سعی کو ''صفا'' سے شروع کرنا، (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، (۵) دِن میں میدانِ عرفات کے اندر وقوف کیا ہے، تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں، غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں میدانِ عرفات کے اندر وقوف کیا ہے، تو اس کے لئے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں۔ مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دِن میں غروبِ آفتاب تک وقوف کرتا، (۶) وقوف میں رات کا کچھ حصہ آجانا، (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک امام میدانِ عرفات سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اس کا امام سے پہلے میدانِ عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے اور اگر زبردست بھیڑ کی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدانِ عرفات میں ٹھہرا رہا امام کے ساتھ نہ گیا، تب بھی جائز ہے، (۸) ''مزدلفہ'' میں ٹھہرنا، (۹) مغرب و عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا، (۱۰) تینوں جمروں پر دسویں گیارھویں، بارھویں تینوں دِن کنکریاں مارنا، یعنی دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارھویں و بارھویں ذوالحجہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا، (۱۱) جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دِن سر منڈانے سے پہلے ہونا، (۱۲) ہر روز کی رمی کا اسی دِن ہونا، (۱۳) احرام کھولنے کے لئے سر منڈانا یا بال کتروانا، (۱۴) یہ سر منڈانا یا بال کتروانا ایام نحر یعنی دسویں، گیارھویں اور بارھویں ذوالحجہ کی تاریخوں کے اندر ہو جانا چاہئے اور سر منڈانا یا بال کتروانا منیٰ یعنی حرم کی حدود کے اندر ہونا، (۱۵) قِران یا تمتع کرنے والے کو قربانی کرنا، (۱۶) اور اس قربانی کا حدودِ حرم اور ایامِ نحر میں ہونا، (۱۷) طواف زیارت کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہو جانا عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے۔ اس کا نام ''طواف زیارت'' ہے اور اس طواف کو ''طواف افاضہ'' بھی کہتے ہیں، (۱۸) طواف ''حطیم'' کے باہر ہونا، (۱۹) داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے

کے بائیں جانب ہو، (۲۱) طواف کرنے میں باوضو اور باغسل ہونا۔ اگر بے وضو یا جنابت کی حالت میں طواف کرلیا، تو اس طواف کو دہرائے، (۲۲) طواف کرتے وقت ستر چھپانا، (۲۳) طواف کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الطّواف پڑھنا لیکن اگر نہ پڑھی تو قربانی واجب نہیں، (۲۴) کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طواف زیارت میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں مارے پھر غیر مفرد قربانی کرے، پھر سر منڈائے، پھر طواف زیارت کرے، (۲۵) طواف صدر یعنی میقات کے باہر کے رہنے والوں کے لئے رخصت کا طواف کرنا، (۲۶) وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا، (۲۷) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے اور منہ سر چھپانے سے بچنا۔ (بہارِ شریعت جلد ۲)

حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا کہ مکہ معظّمہ پہنچ کر سب میں پہلا جو طواف کرے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں، (۲) طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا، (۳) طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا، (۴) صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان دوڑنا، (۵) امام کا مکہ میں ساتویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا، (۶) اسی طرح میدان عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا، (۷) اسی طرح منیٰ میں گیارھویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا، (۸) آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہونا تا کہ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں، (۹) ذوالحجہ کی نویں رات منیٰ میں گذارنا، (۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا، (۱۱) عرفات میں ٹھہرنے کے بعد غسل کر لینا، (۱۲) عرفات سے واپسی کے بعد مزدلفہ کے اندر رات کو رہنا، (۱۳) اور آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ سے مزدلفہ چلے جانا، (۱۴) دس اور گیارہ کے بعد دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرھویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارھویں کے بعد کی رات بھی منیٰ میں رہے، (۱۵) ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو۔ (بہار شریعت)

ضروری تنبیہ

حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ہوگا ہی نہیں اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا سہواً تو اس پر ایک قربانی واجب ہے اور اس کا حج باطل نہیں ہوگا ہاں البتہ بعض واجب ایسے بھی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں ہوتی مثلاً طواف کے بعد کی دو رکعتیں تحیۃ الطّواف واجب ہیں لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو اس پر قربانی لازم نہیں اور حج کی سنتوں میں سے اگر کوئی سنت چھوڑ دے تو اس سے نہ تو حج باطل ہوگا نہ قربانی لازم ہوگی۔ ہاں البتہ حج کے ثواب میں کچھ کمی آجائے گی۔

سفر حج و زیارت کے آداب

ہر حاجی کو چاہئے کہ روانگی سے پہلے ضروریات سفر پرانے حاجیوں سے معلوم کر کے مہیا کرے اور مندرجہ ذیل آداب و ہدایات کا خاص طور سے خیال رکھے۔

ا۔ سب سے پہلے نیت کو درست کرے کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ و رسول ہوں اس کے سوا ناموری یا شہرت یا سیر و تفریح یا تجارت وغیرہ کا ہرگز دل میں خیال نہ لائے۔

۲۔ نماز، روزہ، زکوۃ جتنی عبادات اس کے ذمہ واجب ہوں سب کو ادا کرے اور توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے اسی طرح اس کے اوپر جن جن لوگوں کا قرض ہو سب کا قرض ادا کرے۔ جن جن لوگوں کی امانتیں ہوں ان کی امانتوں کو ادا کرے۔ جن جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں سب سے حقوق معاف کرائے یا ادا کرے۔ جن لوگوں پر کوئی زیادتی کی ہو ان سے معاف کرائے۔ جن جن لوگوں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے۔ جیسے ماں باپ شوہر ان کو رضامند کر کے اجازت حاصل کرے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ اور سبکدوش ہو کر سفر حج و زیارت کے لئے روانہ ہو۔

۳۔ عورت کے ساتھ جب تک کہ اس کا شوہر یا بالغ محرم قابل اطمینان نہ ہو جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس وقت تک عورت کے لئے سفر حرام ہے عورت اگر بلا شوہر یا بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج ہو جائے گا مگر ہر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (جوهره و بهار شريعت جلد ۲)

۴۔ رقم یا توشہ جو کچھ ساتھ لے وہ مال حلال سے لے ورنہ حج مقبول ہونے کی امید نہیں اگر چہ فرض ادا ہو جائے گا اگر اپنے مال میں کچھ شبہ ہو تو چاہئے کہ کسی سے قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کرے رقم اور توشہ اپنی حاجت سے کچھ زیادہ ہی لے تا کہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں کو صدقہ دیتا چلے کہ یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

۵۔ چونکہ سفر کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائے تا کہ سفر میں تکلیفوں کا سامنا نہ کرنا پڑے سب حاجیوں کے لئے سامانوں کی یکساں مقدار میسر نہیں کی جا سکتی۔ پھر بھی ایک اوسط درجہ کے حاجی کے لئے سفر حج و زیارت میں مندرجہ ذیل سامانوں کا ساتھ لے لینا آرام و راحت کا باعث ہوگا۔

گرمی اور سردی کے موسموں کے لحاظ سے ایک ہلکا بستر جس میں ایک دری دو چادریں ایک اونی مثال ایک تکیہ ہو ایک بکس جس میں کپڑے اور دوسرے سامان رکھے جا سکیں ایک ٹین یا لکڑی کا صندوق جس میں متفرق سامانوں کو رکھا جا سکے ایک بوری کا تھیلا جس میں سب برتنوں کو رکھا جا سکے برتنوں میں ایک بڑی بالٹی ایک لوٹا ایک گلاس چھوٹی بڑی چار پلیٹیں دو پیالے تام چینی کے، اگالدان، چھوٹی بڑی دیگچیاں، ایک بڑا اور دو تین چھوٹے بڑے چمچے، اگر چند قسم کے کھانوں کا عادی ہو تو اسی انداز سے کھانے

پکانے کے برتن ساتھ لے جائے ایک برتن مٹی کا بھی ضرور رکھ لیں یا مٹی اور پتھر کی کوئی چیز رکھ لے تا کہ اگر جہاز میں بیمار ہو گیا اور تیمّم کی ضرورت پڑے تو اس پر تیمّم کر سکے۔ پانی پینے کے لئے ٹین کے پیپے بھی ہونے چاہئیں کہ جہاز پر کام دیں گے۔ اور جس منزل یا مکان میں ٹھہرو گے وہاں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اسٹوو اور کوئلہ والا چولہا بھی ہونا بہت ضروری ہے۔ پہننے کے کپڑوں میں پانچ کُرتے پانچ پاجامے، پانچ بنڈیاں، دو تہبند دو صدریاں، ایک عمامہ، چار ٹوپیاں، ہاتھ منہ پونچھنے کے دو رومال، دو تولیے، احرام کی چادریں، کفن کا کپڑا ساتھ میں رکھیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ احرام کے دو جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہو تو بدل سکیں، ایک بھیڑ کے بالوں کا دیسی کمبل، یا موٹے پلاسٹک کا دو گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا ساتھ ہونا بہت ہی آرام دہ ہے کہ جہاں چاہو بچھا کر لیٹ بیٹھ جاؤ۔ پھر اٹھا لو۔ مختلف سامانوں میں نزلہ وزکام اور قبض وپیچش اور قے دست و بدہضمی کی مجرب دوائیں ضرور ساتھ رکھ لو۔ کیونکہ کم ہی حجاج ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر تم کو خود ضرورت نہ پڑی تو کسی ضرورت مند کو تم نے دے دی تو وہ اس کس مپرسی کی حالت میں تمہارے لئے کتنی دعائیں دے گا۔ آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھو کہ یہ سنت ہے ان کے علاوہ ایک چھتری، ایک چاقو، دو ایک بوریاں، ستلی، سوآ، سوئی دھاگہ، حج وزیارت وغیرہ کے مسائل کی کچھ کتابیں، چند قلم، پنسل دوات، سادی کاپیاں، قرآن مجید، چھتری، ٹارچ، کچھ موم بتیاں کچھ دیا سلائیاں بھی ضرور لے لو۔ کچھ پھٹے پرانے کپڑے بھی ساتھ رکھو۔ کہ اس کو پھاڑ پھاڑ کر صافی بنا سکو اور جہاز پر قے وغیرہ صاف کرنے اور استنجا وغیرہ سکانے میں کام دیں گے، کھانے پینے کی چیزوں کو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اس معاملہ میں لوگوں کی حالتیں اور ان کی کھانے پینے کی عادتیں اور ذوق مختلف ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح گزر بسر کر سکتے ہیں اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ گیہوں، چاول، دال، گھی، تیل، مسالے وغیرہ اپنے ذوق اور ضرورت کے مطابق لے لے، اچار، چٹنی، اگر ساتھ ہو یا کاغذی لیموں کچھ لے لے تو جہاز پر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ چائے اور شکر بھی ضرور لے لے کہ سمندر کی مرطوب ہوا میں چائے کی ضرورت بہت پڑتی ہے۔ سمندری سفر میں منہ کا ذائقہ بہت خراب رہتا ہے۔ اور اکثر سوندھی چیزیں کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اسی لئے کچھ پاپڑ یا نمکین دال سیویاں بھنے ہوئے چنے رکھ لو۔ مگر بند ڈبوں میں رکھو ورنہ سمندری ہوا سے بدمزہ ہو جائیں گے۔ ضرورت کی تمام چیزیں ساتھ ہوں یہ بہت اچھا ہے لیکن یاد رکھو کہ سفر میں جس قدر سامان کم ہوگا اتنا ہی زیادہ آرام ملے گا۔ سامانوں کی کثرت بعض جگہوں پر بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ اس کا خیال رکھو۔ اپنے ہر سامان کے بنڈلوں پر اپنا اور اپنے معلم کا نام ضرور لکھ دو۔ اس سے جدہ میں سامان تلاش کرتے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔

حاجی گھر سے نکلتے وقت

ا۔ چلتے وقت سب عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کرے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اپنے لئے سب سے دعائیں

کرائے کیوں کہ دوسروں کی دعائیں قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کی دعا مقبول ہوگی۔ اس لئے سب سے دُعا کرائے اور لوگ حاجی یا کسی مسافر کو رخصت کرتے یہ دُعا پڑھیں اَسْتَوْدِعُ اللّٰہِ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ اور حاجی سب لوگوں کے دین اور جان مال اولاد اور سلامتی و تندرستی کو خدا کے سپرد کر دے۔

۲۔ سفر کا لباس پہن کر گھر میں چار رکعت نفل الحمد اور چاروں قل سے پڑھ کر باہر نکلے یہ چاروں رکعتیں واپس آنے تک اس کی اہل و مال کی نگہبانی کریں گی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَابَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ پھر کچھ صدقہ کرے اور گھر سے نکلتے اور دروازہ سے باہر نکلتے ہی کچھ صدقہ کرے اور گھر سے نکلے اور یہ پڑھے اَلَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادِ ان شاءاللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ مکان پر واپس آئے گا۔ گھر سے نکلتے وقت خوشی خوشی باہر نکلے۔

۳۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے، پھر ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو بسم اللہ تین بار پڑھے پھر اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سبحان اللہ ہر ایک تین تین بار اور لا الٰہ الا اللہ ایک بار پڑھے۔ پھر یہ پڑھے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَاکُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ج وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ سواری کے شر و فساد سے محفوظ رہے گا۔

چند ضروری ہدایات

ا۔ مسافر خانہ میں مختلف صوبوں اور مختلف مزاجوں کے حاجی اور ان کو رخصت کرنے والوں کا مجمع ہوتا ہے۔ اور چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس لئے اپنے سامانوں خصوصاً رقموں کی حفاظت کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ بکسوں میں ہر وقت تالا بند رکھے اور جب باہر نکلے تو اپنے ساتھیوں کو سامان کی حفاظت سونپ کر نکلے۔

۲۔ ٹکٹ وغیرہ خریدنے کے لئے ہرگز ہرگز کسی کے ہاتھ میں رقم نہ دے بلکہ خود لائن میں کھڑے ہو کر رقم جمع کرائے اور ٹکٹ خریدے۔

۳۔ اپنے قلی کا نمبر ہر وقت یاد رکھنا چاہئے اور جہاز پر سوار ہونے کے لئے بندگاہ کو جاتے ہوئے اپنے قلی کے سوا کسی کو اپنا سامان سپرد نہیں کرنا چاہئے اور رقم اور پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کو بہر حال اپنے پاس رکھنا چاہئے۔

حاجی جہاز پر

ہوائی جہاز کے مسافروں کو چاہئے کہ اسی مقام پر ہی احرام باندھ لیں اور جہاز پر سواری کی دعا پڑھ کر سوار ہوں اور راستہ بھر لَبَّیْکَ کی دعا پڑھتے رہیں چند گھنٹوں میں یہ لوگ جدہ میں زمین پر اتر جائیں گے مگر سمندری جہاز والوں کو ایک ہفتہ سمندر میں ہی رہنا ہے اس لئے ان لوگوں کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

ا۔ جہاز میں مختلف صوبوں کے رہنے والوں اور مختلف زبان بولنے والوں کا مجمع ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے مزاج داں نہ ہونے سے اکثر جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے خصوصاً میٹھا پانی لینے کے وقت لائن لگانے میں اکثر گالی گلوچ بلکہ مار پیٹ ہو جایا کرتی ہے اس لئے جہاز پر بہت صبر و برداشت کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے حج کے سفر میں جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا سخت حرام اور بڑا گناہ ہے۔

۲۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد اپنا سب سامان اپنی سیٹ کے نیچے ترتیب سے رکھ کر جب مطمئن ہو جائیں تو وقت ضائع نہ کریں بلکہ حج میں مختلف جگہ پڑھنے کی دعائیں زبانی یاد کرنے میں مشغول ہو جائیں اور انتہائی کوشش کریں کہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت سمندر میں پوری کر لیں اور نماز باجماعت کی ہر جگہ خاص طور پر پابندی رکھیں اور فضول باتیں خاص کر جھگڑے تکرار سے انتہائی پرہیز رکھیں۔

حاجی جدہ میں

جدہ میں جہاز سے اترتے وقت یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے تمام سامان کو اچھی طرح باندھ کر ایک جگہ اپنی سیٹ کے اوپر رکھ دیں، بکسوں کو رسّوں سے جکڑ دیں اور سامان کی بوری کو سی دیں تا کہ جہاز سے اتارتے وقت سامانوں کا ٹوٹنے پھوٹنے اور بکھر جانے کا خطرہ نہ رہے۔ پھر صرف پاسپورٹ کی چیکنگ اور معائنہ کے بعد سب سے بڑا اور مشکل کام سامان کے ڈھیر میں سے اپنے سامان کو تلاش کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حاجیوں کو بے حد پریشانی ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے سامانوں کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑتے اور بھاگتے پھرتے ہیں۔ اس موقع پر نہایت ہی صبر و سکون چاہئے اور سامان کی تلاش میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ تھوڑی دیر سکون کے ساتھ بیٹھ جانا چاہئے۔ جب لوگ اپنے اپنے سامان کو اٹھا لیں گے اور سامان تھوڑے رہ جائیں تو اپنے سامان کو تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔ اطمینان رکھیں کہ کوئی دوسرا آپ کے سامان کو نہیں اُٹھائے گا۔ آخر تک آپ کا سامان وہیں پڑا رہے گا اور اگر خدانخواستہ آپ کا سامان وہاں نہ ملے تو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے معلم کے وکیل کو ہمراہ لے کر مدینۃ الحجاج کی مسجد کے سامنے والے میدان میں اپنے سامان کو تلاش کیجئے وہاں ملے گا۔ وہاں کا دستور ہے کہ وہ حاجیوں کا جو سامان چھوٹ جاتا ہے ٹرک والے اس کو لاد کر مسجد کے میدان میں ڈال دیتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال رکھیے کہ آپ کے ہر سامان پر آپ کا اور آپ کے

معلم کا نام ضرور لکھا ہونا چاہئے۔ یہ سعودی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر حاجی کا چھوٹا ہوا سامان اس کے معلم کے مکان پر پہنچائے۔

احرام:...... جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے تو جہاز والے سیٹی بجا کر احرام باندھنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جب وہ جگہ آ جائے تو غسل کریں اور مسواک کے ساتھ وضو کریں اور ایک نئی یا دھلی چادر کا احرام باندھ لیں اور ایسے ہی ایک چادر اوڑھ لیں اور احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْن اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھیں نماز سے فارغ ہو کر احرام باندھنے کی دُعا پڑھیں۔

ضروری ہدایت

یاد رکھو کہ احرام تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ خالی حج کرے اس حاجی کو ''مفرد'' کہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہاں سے فقط عمرہ کی نیت کرے اور عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے اس حاجی کو ''متمتع'' کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے یہ سب سے افضل ہے۔ اس کو ''قرآن'' کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو قارن کہا جاتا ہے۔ مگر ان تینوں قسموں میں تمتع زیادہ آسان ہے اور اکثر لوگ یہی احرام باندھتے ہیں۔ اس لئے ہم یہی آسان طریقہ لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَةَ فَیَسِّرۡ هَالِیۡ وَتَقَبَّلۡهَا مِنِّیۡ نَوَیۡتُ الۡعُمۡرَةَ وَاَحۡرَمۡتُ بِهَا مُخۡلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو تو میرے لئے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرمالے میں نے عمرہ کی نیت کی اور اس کا احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کے لئے۔

اس کی نیت کی دُعا کے بعد بلند آواز سے لبیک پڑھے۔

لَبَّیۡکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیۡکَ لَبَّیۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ

یعنی میں تیرے پاس حاضر ہوا، اے اللہ میں تیرے حضور حاضر ہوا، میں تیرے حضور حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوا، بے شک تعریف اور نعمت اور بادشاہی تیرے ہی لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

جہاں جہاں دُعا میں وقف کی علامت (ط) بنی ہے وہاں وقف کرے اور لبیک کی دُعا تین مرتبہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے، پھر دل لگا کر اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگے اور یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّةَ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ غَضَبِکَ وَالنَّار

اے اللہ میں تیری رضا اور جنت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

لبیک پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب جتنی چیزیں احرام کی حالت میں منع ہیں۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننا، سر چھپانا، خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، جوں مارنا وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے بچے اور اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت خاص کر سحر کے وقت لبیک برابر بلند آواز سے پڑھتا رہے۔

طواف کعبہ مکرمہ

جب مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اور طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اپنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے اور چادر کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر نکال دے۔ اب کعبہ کی طرف منہ کر کے حجرِ اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب حجر اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کر پورا حجر اسود اپنے داہنے ہاتھ کے سامنے رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے اور نیت یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

''یعنی اے اللہ! میں تیرے عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں لہٰذا تو اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرمالے''۔

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی داہنی طرف چلو، جب حجر اسود بالکل تمہارے منہ کے سامنے ہو (اور یہ بات ایک ذرا حرکت کرنے میں حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ پہلے حجر اسود داہنے ہاتھ کے سامنے تھا۔ اب ذرا سا ہٹ جانے سے منہ کے سامنے ہو جائے گا) اب کانوں تک دونوں ہاتھ اسطرح اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اگر آسانی سے ہو سکے تو حجرِ اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کہ آواز نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرو، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے اس طرح بوسہ لینا نصیب نہ ہو تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لو۔ اب طواف کے لئے دروازہ کعبہ کی طرف بڑھو جب حجر اسود کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہو لو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر کر کے اس طرح چلو کے کسی کو ایذا مت دو، پہلے تین پھیروں میں مرد کو رمل کرنا چاہئے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا ہوا بہادروں کی طرح چلے نہ کودتے ہوئے نہ دوڑتے ہوئے اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو بوسہ دے اور اس کی طرف سے اشارہ کر کے ہاتھ کر کے ہاتھ کو چوم لے دعائیں پڑھتے ہوئے طواف کرے۔ معلم دعائیں پڑھاتے ہوئے طواف کراتے ہیں لیکن ان دعاؤں کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو درود شریف پڑھتے ہوئے طواف کے ساتوں چکر پورے کرے جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے یا اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر چوم لے۔ حجر اسود کو پہلی بار جب چوما اس وقت سے لبیک پڑھنا بند کر دے، طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آ کر یہ آیت پڑھو۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى پھر دو رکعت میں قل یا یہا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللّٰہ پڑھو یہ نماز واجب ہے اور اس کا نام ''تحیۃ الطّواف'' ہے۔ نماز کے بعد یہ دعا نہایت روتے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر پڑھے۔

مقام ابراھیم کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَايُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا مِّنْ مَّعِيْشَةٍ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اے اللہ! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تو میری معذرت قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے اے اللہ! میں تجھ سے اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تا کہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لئے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

نماز اور اس دعا سے فارغ ہو کر ملتزم کے پاس جائے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور رخساروں کو دیوار کعبہ سے ملے اور دونوں ہاتھ سر سے اُونچے کر کے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں ہاتھ حجر اسود کی طرف پھیلائے اور یہ دعا خوب رو رو کر اور گڑگڑا کر مانگے۔

دعاء ملتزم

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تَزِلُ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ

اے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو نعمت دی ہے اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔

اس کے علاوہ اور دوسری دعائیں بھی یہاں مانگو کہ یہ مقبولیت کی جگہ ہے اور مقبولیت کا وقت بھی ہے اس کے بعد زمزم شریف کے نلوں کے پاس آؤ اور کھڑے ہو کر ادب کے ساتھ کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کر کے تین سانس میں خوب پیٹ بھر کر پیو۔ ہر بار بسم اللہ سے شروع کرو اور الحمد اللہ پر ختم کرو اور ہر بار نگاہ اُٹھا کر کعبہ مکرمہ کو دیکھو بچا ہوا پانی اپنے سر اور بدن پر ڈال لو۔ زمزم شریف پینے کی دعا یہ ہے۔

دعاء زمزم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًانَّا فِعًا وَرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ

اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ روزی اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

پھر حجر اسود کے پاس آ کر اس کو چومو اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور درود شریف پڑھتے رہو۔

صفا و مروہ کی سعی

باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی جانب چلو اور اس پر چڑھتے ہوئے یہ پڑھو۔

اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلاَجُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْراً فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ

''میں اس سے شروع کرتا ہوں جس اللہ نے پہلے ذکر کیا بیشک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے تو بے شک اللہ بدلہ دینے والا، جاننے والا ہے''۔

پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کندھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اُٹھاؤ اور تھوڑی دیر تسبیح وتہلیل وتکبیر اور درود شریف پڑھ کر اپنے لئے اور دوستوں کے لئے دعا مانگو کہ یہاں دعا مقبول ہوتی ہے۔ پھر اس طرح سعی کی نیت کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ

یعنی اے اللہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو میرے لئے آسان فرما دے اور اس کو تو میری طرف سے قبول فرما لے۔

پھر صفا سے اُتر کر مروہ کو چلو اور درود شریف اور دُعاؤں کا پڑھنا برابر جاری رکھو! جب سبز رنگ کا نشان آئے تو یہاں سے دوڑنا شروع کرو یہاں تک کہ دوسرے سبز نشان سے آگے نکل جاؤ اور مروہ تک پہنچو! یہاں بھی تکبیر، تسبیح اور حمد و ثناء اور درود شریف پڑھو اور دعا مانگو یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کو چلو اور سبز نشان کے پاس پہنچو تو دوڑو اور دوسرے نشان سے آگے نکل جاؤ۔ اسی طرح سے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک اور مروہ تک آ ؤ پھر جاؤ۔ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ ہر پھیرے میں اسی طرح کرو اور دونوں سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان ہر پھیرے میں دوڑ کر چلتے رہو۔ طواف کعبہ اور سعی کر لینے سے تمہارا عمرہ جس کا احرام کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن لو اور بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں مقیم رہو اور روزانہ جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے نفلی طواف کرتے رہو۔

منٰی کو روانگی

پھر آٹھویں ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھواور ایک نفلی طواف میں رمل اور صفا مروہ کی سعی کرلواور مسجد حرام میں دو رکعت سنت احرام کی نیت سے پڑھو۔اس کے بعد حج کی نیت کرواور لبیک پڑھواور جب آفتاب نکل آئے تو منیٰ کو چلواگر ہوسکے تو پیدل جاؤ کہ جب تک مکہ مکرمہ پلٹ کر آ ؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ نیکیاں تقریباً اٹھہتر کھرب چالیس ارب بنتی ہیں۔ راستہ بھر لبیک اور حمد وثنا ودرود شریف پڑھتے رہو۔جب منٰی نظر آئے تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَآئِکَ

الٰہی یہ منٰی ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اولیاء پر تو نے کیا ہے۔

منیٰ میں رات بھر ٹھہرواور ظہر سے نویں ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں کی ''مسجد خیف'' میں پڑھواور بار بار لبیک بلند آواز سے پڑھتے رہواور جس قدر ہوسکے رورو کر دعائیں مانگو۔

میدانِ عرفات میں

نویں ذوالحجہ کو آفتاب طلوع ہوجانے کے بعد اب میدانِ عرفات کو چلو دل کو خیال غیر سے پاک صاف کر کے اور یہ سوچتے ہوئے نکلو کہ آج وہ دِن ہے کہ بہت سے خوش بختوں کا حج مقبول ہوگا اور بہت سے لوگ ان کے صدقے میں بخشے جائیں گے جو آج کے دِن محروم رہا وہ واقعی محروم ہے راستہ بھر لبیک پڑھواور اپنی دُنیاوی ودینی مرادوں اور اپنے حج کی مقبولیت کے لئے دُعائیں مانگتے میدان عرفات میں پہنچ کر اپنے معلم کے خیمہ میں اُتر کر ٹھہرو۔دوپہر تک زیادہ وقت رونے گڑگڑانے میں اور صدقہ وخیرات کرنے میں گزاردواور لبیک ودرود شریف وکلمہ توحید واستغفار پڑھتے رہو۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دِن سب سے بہتر وظیفہ میرا اور دوسرے نبیوں کا یہی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اسی کے لئے حمد ہے وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا اس کے قبضہ میں سب بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے''۔

دوپہر ڈھلتے ہی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھو۔ظہر کے فرض پڑھ کر فوراً تکبیر ہوگی اور عصر کی نماز پڑھو یاد رکھو کہ یہ ظہر وعصر ملا کر ظہر کے وقت پڑھنا جبھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان اسلام پڑھائے یا اس کا نائب میدان عرفات میں جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اس کو اس وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں بلکہ وہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں

پڑھے۔ (بہارِ شریعت)

نماز کے بعد فوراً موقف کو روانہ ہو جائیں۔ موقف وہ جگہ ہے کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر الٰہی اور دعا مانگنے کا حکم ہے۔ اگر ہجوم اور اپنی کمزوری کی وجہ سے ''موقف'' میں نہ جا سکو تو اپنے خیمہ میں لبیک پڑھنے اور ذکر و دعا میں آفتاب ہونے تک مشغول رہو اور خبردار اس انمول اور قیمتی وقت کو چائے بیڑی اڑانے اور گپ لڑانے میں برباد نہ کرو بلکہ آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دعائیں مانگے ہاتھ آسمان کی طرف سر سے اُونچا اُٹھا کر پھیلائے تکبیر و تہلیل اور لبیک و دعا اور توبہ و استغفار میں ڈوب جائے اور خوب روئے اور اگر رونا نہ آئے تو کم سے کم رونے جیسی صورت بنائے اور انتہائی کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسو ٹپک جائے کہ یہ مقبولیت کی نشانی ہے۔

رات بھر مزدلفہ میں

سورج غروب ہو جانے کے بعد میدان عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جاؤ اور پورے راستے میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلو۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھو، پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھو۔ اس کے بعد ''مشعرالحرام'' کی مقدس پہاڑی یا اس کے قرب میں یا پورے میدان میں ''وادی محسر'' کے سوا جہاں چاہو ٹھہرو اور لبیک اور تکبیر و تہلیل میں خوب رو رو کر مشغول رہو اور صبح صادق کے طلوع ہونے سے اُجالا ہونے تک اس کا وقت بہت ہی خاص وقت ہے اس میں ذکر و دعا سے غافل نہ رہو۔

مزدلفہ ہی سے تینوں جمروں پر مارنے کے لئے ۴۹ کنکریاں کھجور کی گھٹلی کے برابر چن لو اور ان کو تین مرتبہ دھولو اور طلوع آفتاب میں جب دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو مزدلفہ سے منٰی کو روانہ ہو جاؤ اور منٰی پہنچ کر ''جمرۃ العقبہ'' کو سب سے پہلے جاؤ، اور اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ منٰی داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف ہو اب پانچ ہاتھ کی دوری سے سات کنکریاں جدا جدا چٹکی میں لے کر داہنا ہاتھ خوب اُٹھا کر جمرہ کو مارو، اور ہر کنکری کو یہ دعا پڑھ کر پھینکو۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ رَغْمًا لِلشَّیْطٰنِ رِضًا	اللہ کے نام سے، اللہ بڑا ہے شیطان کو ذلیل کرنے کے
لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا	لئے اللہ کی رضا کے لئے اے اللہ! اس حج کو مبرور بنا
وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا	دے اور سعی مشکور کردے اور گناہوں کو بخش دے۔

کنکری مار کر قربانی کرے۔ مگر خوب سمجھ لو کہ یہ قربانی وہ قربانی نہیں ہے جو بقر عید میں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قران کرنے والے اور تمتع کرنے والوں پر واجب اور مفرد پر مستحب ہے۔ قربانی کے بعد مرد سر منڈائیں یا بال کتروائیں۔ عورتوں کو بال منڈوانا حرام ہے۔ وہ صرف ایک پورے کے برابر سر کے بال کٹا دیں اور احرام اُتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں اور افضل

یہ ہے کہ آج دسویں ذوالحجہ ہی کو مکہ جا کر طواف زیارت جو فرض ہے کر لیں۔ مگر دسویں کو یہ طواف نہ کر سکیں تو ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں رہیں اور سورج ڈھلنے کے بعد دونوں روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارتے رہیں۔ بارہویں ذوالحجہ کو کنکریاں مار کر غروب آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ کو روانہ ہو جاؤ۔ جب وادی محصب میں جو جنت المعلی کے قریب ہے پہنچو تو سواری سے اتر و یا سواری ہی پر کچھ دیر ٹھہر کر دعا کر لو۔ اب مکہ میں جب تک قیام رہے اپنی اور اپنے ماں باپ کی، اپنے اُستادوں، اپنے پیروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روزانہ عمرے ادا کرتے رہو۔ کچھ عمرۂ تنعیم سے (چھوٹا عمرہ) کرو۔ کچھ عمرۂ جعرانہ سے (بڑا عمرہ) کرو۔

مکہ کی چند زیارت گاھیں

قبرستان جنت المعلی میں خاص طور پر بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر مزارات کی زیارت اسی طرح مکان ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مکان خدیجۃ الکبری و مکان حضرت علی رضی اللہ عنہ و مسجد الجن و مسجد الرایہ و مسجد الفتح و مسجد جبل ابوقبیس و مزارات شہداء شبیکہ، و جبلِ ثور و غارِ حرا وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارتوں سے بھی مشرف ہو۔ کعبہ معظمہ میں داخلہ اور دو رکعت نماز اندر ادا کرنا بھی بڑی سعادت ہے۔ کمال ادب سے آنکھیں جھکائے لرزتے کانپتے بسم اللہ پڑھ کر دایاں قدم پہلے رکھے اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر حمد الٰہی اور درود شریف پڑھے اور دعا مانگے اور ستونوں اور دیواروں سے چمٹے اور روتے گڑگڑاتے آنکھیں نیچی کیے واپس چلا آئے۔

مکہ مکرمہ سے روانگی

جب رخصت کا ارادہ ہو تو طواف واجب ہے مگر اس طواف میں نہ رمل کرے، نہ اضطباع کرے اور اس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کرے طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر دعا مانگے پھر زمزم شریف کے پاس آ کر خوب سیراب ہو کر پیے اور کچھ بدن پر ڈالے پھر دروازہ کعبہ کے پاس آ کر چوکھٹ چومے اور قبول حج اور زیارت کی اور بار بار حاضری کی دعائیں مانگے اور یہ دعا پڑھے کہ،

اَسَّائِلُ بِبَابِکَ یَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ وَیَرْجُوْ رَحْمَتَکَ	(یا اللہ) تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل واحسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا اُمیدوار ہے۔

پھر ''ملتزم'' پر آ کر غلاف کعبہ سے چمٹے اور خوب روئے پھر حجر اسود کو بوسہ دے پھر اُلٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کر کے کعبہ مقدسہ کو حسرت سے دیکھتے ہوئے مسجد حرام کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلے اور کلمہ شہادت و حمد الٰہی اور درود شریف و

دعا کرتے ہوئے روانہ ہو اور فقرائے مکہ مکرمہ کو حسب توفیق صدقہ و خیرات دیتے ہوئے سرکارِ اعظم دربار طیبہ کے مقدس سفر کے لئے روانہ ہو جائے۔

حاضری دربار مدینہ منورہ

مدینہ طیبہ کی حاضری اور اس مقدس سفر میں مندرجہ ہدایات پر خاص طور سے دھیان رکھو۔

۱۔ مزار اقدس کی زیارت قریب بواجب ہے۔ محدث ابن عدی نے کامل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (بہارِ شریعت)

۲۔ حاضری میں خاص قبر انور کی زیارت کی نیت کرے یہاں تک کہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس میں مسجد نبوی کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ (بہارِ شریعت)

۳۔ راستہ میں اس قدر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہو کہ ذکر درود شریف میں غرق ہو جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے اور زیادہ ذوق شوق بلکہ وجد میں جھوم جھوم کر درود و سلام والہانہ جوش و خروش کے ساتھ پڑھو۔ جب شہر اقدس مدینہ منورہ میں پہنچو تو جلال و جمال محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازۂ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھو اور یہ دعا پڑھو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ وَارۡزُقۡنِیۡ مِنۡ زِیَارَۃِ رَسُوۡلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَارَزَقۡتَ وَاَنۡقِذۡنِیۡ مِنَ النَّارِ وَاغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ یَاخَیۡرَ مَسۡئُوۡلٍ

”میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے اے اللہ! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ مجھ کو باہر لے جا الٰہی تو اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو تو نے اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لئے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اے بہتر سوال کئے گئے۔“

۵۔ پھر غسل و وضو اور تمام ضروریات سے فارغ ہو کر مسواک کر کے خوشبو لگا کر اور سفید و صاف کپڑے پہن کر آستانہ مقدسہ کی طرف انتہائی عاجزی و خاکساری اور ادب و احترام کے ساتھ متوجہ ہو اور روتے ہوئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر صلاۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو۔ گویا تم سرکار سے حاضری کی اجازت طلب کر رہے ہو پھر بِسۡمِ اللّٰہ پڑھ کر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر سراپا ادب بن کر داخل ہو اور محبوب کے خیال و تصور میں ڈوب جاؤ۔

۶۔ یقین رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات سے پہلے تھے۔ ان کی

اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت وعدہ الٰہی کی تصدیق کے لئے ایک آن کے واسطے تھی۔ ان کا انتقال صرف عوام کی نظروں سے چھپ جانا ہے۔ چنانچہ امام محمد ابن حاج مکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی نے مواہب لدّ نیہ میں اور دوسرے ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حاجتوں اور نیتوں کو اور ان کے دلوں کے خیالات کو خوب جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح روشن ہے کہ قطعاً اس میں کوئی پوشیدگی نہیں'' (بہارِ شریعت بحوالہ مدخل و مواہب)

۷۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصلّٰی پر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہ سے مختصر پڑھے، پھر سجدہ میں گر کر دربار حبیب میں مقبولیت کی دعا مانگے کمال ادب میں غرق ہو کر گردن جھکائے لرزتے کانپتے ندامت سے پسینہ پسینہ ہو کر آنسو بہاتے ہوئے مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزارِ انور میں جلوہ افروز ہیں اس طرف سے تم حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ سعادت تمہارے لئے دونوں جہاں میں کافی ہے۔

۸۔ اب انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار پر انوار کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑا ہو اور نہایت ہی ادب و وقار کے ساتھ باآواز دردانگیز آواز سے اس طرح صلاۃ وسلام عرض کرو۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۴۸)

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ج اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ ج اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ	اے نبی! آپ پر درود وسلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں، اے اللہ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ کی مخلوق سے بہتر آپ پر سلام، اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلام، آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی تمام امت پر سلام۔

ان سلاموں کو بار بار جب تک دِل جمے بکثرت پڑھتے رہو اور اپنے ماں باپ اور اُستادوں اور دوستوں اور اپنے تمام عزیزوں کی طرف سے بھی سلام عرض کرو اور سب کے لئے بار بار شفاعت کی بھیک مانگو اور بار بار یہ عرض کرو کہ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اور جو میری اس کتاب کو پڑھے۔ اس کو میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ گنہگار کی طرف سے بھی سلام عرض کر کے شفاعت کی بھیک مانگیں پھر اپنے داہنے ہاتھ کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ

کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرو کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَـا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ج اَلسَّلَامُ	اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ پر سلام اے رسول اللہ کے وزیر
عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ج اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا	آپ پر سلام اے غارِ ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ	رفیق آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر اتنی ہی دور ہٹ کر حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پُر جلال چہرہ کے سامنے عرض کرو کہ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ	اے امیر المومنین! آپ پر سلام اے چالیس کا وعدہ پورا کرنے
عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ	والے مسلمان آپ پر سلام، اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت
الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ	آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔

پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان کھڑے ہوکر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ	اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ دونوں پر سلام
عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا	اے رسول اللہ کے پہلو میں آرام کرنے والے آپ
یَاضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ	دونوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں،
اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ	آپ دونوں سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اللّٰـهِ صَلَّی اللّٰـهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ	وسلم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور
وَعَلَیْکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّمَ	آپ دونوں پر درود اور برکت وسلام نازل فرمائے۔

۹۔ یہ سب حاضریاں مقبولیتِ دعا کے مقامات ہیں۔ لہٰذا خوب دعائیں مانگو، پھر منبر شریف کے پاس دعا کرو اور ستون ابولبابہ وستونِ حنّانہ کے پاس دو رکعت پڑھ کر دعاؤں میں مشغول رہو۔ یہاں کی حاضری میں ایک منٹ بھی ضائع نہ کرو۔ تلاوت درود شریف وسلام اور نوافل میں ہمہ تن مصروف رہو۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کم از کم ایک ایک روزہ بھی رکھ لو تو تمہاری خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ پنجگانہ نمازوں کے بعد سلام کیلئے حاضر ہو۔ ہر نماز مسجد نبوی میں ادا کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے۔ اس کے لئے دوزخ اور نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں گی۔ (بہارِ شریعت)

۱۰۔ قبر منور کو کبھی پیٹھ نہ کرو، نہ روضہ انور کا طواف کرو، نہ سجدہ کرو، نہ ہی اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۱۱۔ قبرستان جنت البقیع کی زیارت سنت ہے۔ روضہ منورہ کی زیارت کرکے وہاں جائے خصوصاً جمعہ کے دِن اس قبرستان میں

دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آرام فرما رہے ہیں اور تابعین و تبع تابعین و اولیاء و علماء و صلحا کی گنتی کا کوئی شمار ہی نہیں کرسکتا۔ جب حاضر ہوتو پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرو اور اس طرح سلام پڑھو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا	تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے
سَلَفٌ وَّاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ	پیشوا ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔
لَاحِقُوْنَ ج اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ	اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔ اے
الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَھُمْ	اللہ! ہم کو اور انہیں بخش دے۔

۱۲۔ تمام اہل بقیع میں افضل حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں۔ ان کے مزار انور پر حاضر ہو کر کمالِ ادب و احترام کے ساتھ اس طرح سلام عرض کرے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ	اے امیر المومنین! آپ پر سلام، اے خلفاء راشدین میں
یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا	تیسرے خلیفہ آپ پر سلام اے دو ہجرت کرنے والے
صَاحِبَ الْھِجْرَتَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا	آپ پر سلام اے غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری کرنے
مُجَھِّزَجَیْشِ الْعُسْرَۃِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ جَزَاکَ	والے آپ پر سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول اور تمام
اللّٰہُ عَنْ رَسُوْلِہٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰہُ	مسلمانوں کی طرف سے آپ کو بدلہ دے اور آپ سے اور
عَنْکَ وَعَنِ الصَّحَابَۃِ اَجْمَعِیْنَ	تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

۱۳۔ ظالم نجدیوں نے تمام قبریں اور قبوں کو توڑ پھوڑ کر میدان کر ڈالا ہے بہت کم قبروں کے نشان باقی ہیں بہر حال جو مقابر ظاہر ہیں سب جگہ سلام پڑھو اور فاتحہ خوانی کرو اور دعائیں مانگو کہ یہ سب بارش انوار و برکات کی جگہیں اور مقبولیت دعا کے مقامات ہیں۔

۱۴۔ قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد قبا میں نماز عمرہ کے مثل ہے اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کو قبا شریف جاتے کبھی سوار کبھی پیدل اس مقام کی بزرگی کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں۔

۱۵۔ شہداءِ اُحد کی بھی زیارت کرو حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداءِ اُحد کی مقدس قبروں پر تشریف لے جاتے اور یہ فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّار اور اُحد پہاڑ کی بھی زیارت کرو کہ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوہِ اُحد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ جمعرات کے دِن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر سلام عرض کرے اور

حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم پر بھی سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں یہ دونوں یہیں مدفون ہیں۔

مدینہ طیبہ کے چند کنوئیں

۱۶۔ مدینہ طیبہ کے وہ کنوئیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا، کسی کا پانی نوش فرمایا، کسی میں اپنا لعابِ دہن ڈالا، اگر کوئی جاننے والا اور بتانے والا ملے تو ان مبارک کنوؤں کی بھی زیارت کرو، خاص کر مندرجہ ذیل کنوؤں کا خیال رکھو۔

بئیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

یہ کنواں وادی عقیق کے کنارے پر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک باغ میں ہے۔ اس کنوئیں کو ''بئیر رومہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی کنواں ہے جس کا مالک ایک یہودی تھا اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس درہم پر اس کنوئیں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

بئیر اریس

یہ کنواں مسجد قبا سے متصل پچھم جانب ہے۔ اس کو ''بئیر خاتم'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مہر نبوت کی انگوٹھی اس کنوئیں میں گر گئی اور بڑی تلاش و جستجو کے باوجود نہیں ملی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی پیا اور اس سے وضو فرمایا اور اس میں اپنا لعابِ دہن بھی ڈالا تھا۔

بئیر غرس

یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پورب اتر کون پر واقع ہے۔ اس کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کا پانی پیا بھی ہے اور اس میں اپنا لعابِ دہن اور شہد بھی ڈالا ہے۔

بئیر بُصّہ

یہ کنواں قبا کے راستہ میں جنت البقیع کے متصل ہے۔ اس کنوئیں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا اس جگہ دو کنوئیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بئیر بُصّہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے برکت حاصل کرے۔

بئیر بُصناعہ

یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر جمل اللیل باغ کے پاس ہے۔ اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن ڈالا، اور برکت کی دعاء فرمائی ہے۔

بئیر حاء

یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے۔ یہ کنواں حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیۂ مبارکہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ نازل ہوئی تو چونکہ یہ کنواں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محبوب تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کو خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

بئیر عهن

یہ کنواں مسجد شمس کے قریب ہے۔ اس کنوئیں کے پانی سے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضو فرمایا ہے۔ اس کا پانی قدرے کھاری ہے۔ اسکو بیر الیسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ کی چند مسجدیں

۱۷۔ مدینہ منورہ کی چند مشہور مسجدوں کی بھی زیارت کرے اور ہر مسجد میں کم سے کم دو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعائیں مانگے۔ خصوصیت کے ساتھ ان مسجدوں کی۔

مسجد جمعه

یہ مسجد قبا کے نئے راستے سے جانبِ مشرق ہے۔ پہلا جمعہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد غمامه

اس جگہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔ اسی لئے اس کو مسجد مصلّٰی بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکر رضی اللہ عنه

یہ مسجد بالکل مسجد غمامہ کے قریب شمالی جانب ہے۔

مسجد علی رضی اللہ عنه

یہ مسجد بھی غمامہ کے پاس ہی ہے۔

مسجد بغله

یہ مسجد جنت البقیع کے مشرق میں ہے۔ مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے کھر کا نشان ہے۔ اس لئے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔ بغلہ کے معنی خچر ہے۔

مسجد اجابه

یہ مسجد جنت البقیع کی شمالی جانب ہے۔ایک دِن حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ والوں کے لئے اس جگہ دعائیں مانگیں جومقبول ہوئیں۔

مسجد اُبی رضی اللہ عنہ

یہ مسجد جنت البقیع کے بالکل قریب ہی ہے۔اسی جگہ حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔حضورانورصلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یہاں رونق افروز ہوتے اورنماز پڑھتے تھے۔

مسجد سقیا

باب عنبریہ کے قریب ریلوے سٹیشن کے اندرایک قبہ ہے۔جس کوقبۃ الروس کہتے ہیں۔اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام''بیرٔ السقیا'' ہے۔حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں جاتے ہوئے یہاں نمازادافرمائی تھی۔

مسجد احزاب

یہ مسجد سَلَع پہاڑی کے مغربی کنارے پر ہے۔جنگِ خندق کے موقع پراسی جگہ حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی دعامقبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔اسی لئے بعض لوگ اسے مسجدالفتح بھی کہتے ہیں۔اس کے قرب میں چاردوسری مسجدیں بھی ہیں ایک کا نام مسجدابو بکر، دوسری کانام مسجدعمر، تیسری کانام مسجدعثمان اور چوتھی کا نام مسجدسلمان ہے۔ان پانچوں مسجدوں کومساجدخمسہ کہا جاتا ہے۔یہ چاروں مقامات درحقیقت جنگ کے مورچے تھے اور یہ چاروں صحابہ کرام ایک ایک مورچہ پر متعین تھے۔ان حضرات نے ان مورچوں میں نمازیں بھی پڑھیں۔اس لئے یہ مورچے مسجد بن گئے۔

مسجد بنی حرام

سَلَع پہاڑی کی گھاٹی میں مسجداحزاب کوجاتے ہوئے داہنی طرف یہ مسجدواقع ہے۔اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔اس کے قریب ایک غار ہے۔جس پر حضورصلی اللہ علیہ وسلم پرایک مرتبہ وحی اُتری تھی اور جنگِ خندق کے موقع پررات کواس غارمیں آرام فرماتے تھے۔اس کی بھی زیارت کرنی چاہیئے۔

مسجد ذباب

یہ مسجدوادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔اسی جگہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلہ مقرر ہوا۔اسی لئے اس کومسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد فضیح

عوالی کے مشرقی حصہ میں یہ مسجد ہے اس جگہ بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کرنے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ اس کا دوسرا نام ''مسجد شمس'' بھی ہے۔ اس مسجد کو نجدی حکومت نے شہید کر ڈالا ہے۔

مسجد بنو قریظہ

محاصرہ بنی نضیر کے وقت یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ یہ مسجد فضیح سے جانب مشرق تھوڑے فاصلہ پر ہے۔

مسجد ابراھیم رضی اللہ عنہ

یہ مسجد قریضہ سے جانبِ شمال واقع ہے۔ اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے اور اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی ہے۔

دربارِ اقدس سے واپسی

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبوی شریف میں جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر یا اس کے قریب جہاں جگہ ملے دو رکعت نفل پڑھیں۔ اس کے بعد سنہری جالی کے سامنے مواجہہ اقدس میں حاضر ہو کر گریہ وزاری میں ڈوب کر درد وغم کے ساتھ صلاۃ وسلام عرض کریں۔ پھر دونوں جہان کی بھلائی، حج وزیارت کی مقبولیت اور حصول شفاعت کی سعادت اور خاتمہ بالخیر کے لئے خوب گڑگڑا کر اور روتے ہوئے دعائیں مانگیں اور خاص کر یہ بھی دعا کریں کہ حاضری کا یہ آخری موقع نہ ہو۔ بلکہ خداوند قدوس اس مقدس دربار کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ اپنے ساتھ والدین اور رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں اور بزرگوں اور بچوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔ اس کے بعد روضہ منور کی طرف دیکھتے ہوئے اور جدائی کے رنج وغم میں آنسو بہاتے ہوئے مسجد نبوی شریف سے پہلے بایاں پاؤں نکالیں اور جہاں تک گنبدِ خضرا نظر آئے بار بار حسرت بھری نگاہوں سے اس کا دیدار کرتے رہیں اور یہ کہتے ہوئے روانہ ہو جائیں کہ،

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
اسی میں عمر دو روزہ تمام ہو جائے

(۲) اسلامیات

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے ہے رحمت پروردگار اپنی!

کھانے کا طریقہ

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر پونچھنا نہ چاہئے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوکر تولیہ یا رومال سے پونچھ لینا چاہئے تا کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ (جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷ و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۲)

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تا کہ دوسرے لوگ بھی سن لیں اور بسم اللہ پڑھیں اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہوتو جب یاد آجائے تو یہ دُعا پڑھے **بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ** (ترمذی جلد ۲ صفحہ۷)

روٹی کے اُوپر کوئی چیز نہ رکھی جائے اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں، بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

مسئلہ کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھادے یا داہنا پاؤں کھڑا رکھے، یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ کھانا کھانے کے درمیان میں کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ مگر کوئی بے ہودہ یا پھوہڑ بات ہرگز نہ بولے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے۔ کھانے کے بعد اُنگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی اُنگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے، کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک پر ہی ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔ کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھیں **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ** کھانے کے بعد صابن لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ کھانا کھا لینے کے بعد دستر خوان پر صاحبِ خانہ اور حاضرین کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنت ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۲ وغیرہ)

مسئلہ پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلافِ ادب اور طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آدابِ سنت کی تابعداری کرنی چاہئے۔

مسئلہ چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا دُرست نہیں۔ جیسے سونے چاندی کا چمچہ استعمال کرنا یا ان کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا، اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سُرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۷)

آداب

کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لئے بہت بے صبری نہ کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے۔ کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ، بہت جلدی جلدی مت کھاؤ، دوسروں کی طرف مت دیکھو اور دوسروں کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو۔ خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہو گی اور سنت کی مخالفت بھی ہو گی۔ کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا بلکہ دسترخوان پر جو کھانا آپ کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے اور جو ناپسند ہوتا اس کو نہ کھاتے۔ بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحبِ خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں۔ کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں اور کبھی منتظمین کو کوسنے دیتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا ان بُری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحبِ خانہ کی دلجوئی کے لئے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو۔ ایسا کرنے سے صاحبِ خانہ کے دِل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اُٹھا کر کھالو شیخی مت بگھارو کہ اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے۔ جو گناہ ہے۔ بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ، نہ کھانے کو سونگھو، نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۱۶)

پینے کا طریقہ

کچھ بھی پیو بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ جو چیز بھی پیو تین سانس میں پیو اور ہر مرتبہ برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو، چاہئے کہ پہلی مرتبہ ایک گھونٹ پئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی لے، کھڑے ہو کر ہرگز کوئی چیز نہ پئے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے۔ پانی چوس چوس کر پینا چاہئے۔ غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پئے۔ جب پی چکے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے۔ پینے کے بعد گلاس یا کٹورے کا بچا ہوا پانی پھینکنا اسراف و گناہ ہے۔ صراحی اور مشک کو منہ لگا کر پانی پینا منع ہے۔ اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے بھی پانی پینے کی ممانعت ہے لیکن اگر پانی اُنڈیلنے کے لئے کوئی برتن نہ ہو تو ٹونٹی وغیرہ

میں دیکھ بھال کر پانی پی لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۹ وغیرہ)

مسئلہ وضو کا بچا ہوا پانی اور زم زم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے۔ ان دو کے علاوہ ہر پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر گز تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر کچھ نہ پئے اور اگر بھول کر پی لے تو اس کو چاہئے کہ قے کر دے۔
(مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۷۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ جب بھول کر پی لینے میں یہ حکم ہے کہ قے کر دے، تو قصداً پینے میں تو بدرجہ اَولیٰ یہ حکم ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۵۲۲)

مسئلہ سبیل کا پانی مالدار بھی پی سکتا ہے۔ ہاں البتہ وہاں سے پانی کوئی اپنے گھر نہیں لے جا سکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ نہ کہ گھر لے جانے کے لئے لیکن اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو گھر لے جا سکتا ہے۔
(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۹)

مسئلہ جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے حمام میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو و غسل کریں۔ وہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ اس طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے۔ بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۷)

سونے کے آداب

مستحب ہے کہ باوضو سوئے اور بِسۡمِ اللّٰہ پڑھ کر کچھ دیر داہنی کروٹ پر اَللّٰھُمَّ بِاسۡمِکَ اَمُوۡتُ وَاَحۡیٰ پڑھ کر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے۔ پھر اس کے بعد کروٹ پر سوئے۔ پیٹ کے بل نہ لیٹے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا منع ہے۔ جب کہ تہبند پہنے ہوئے ہو کیوں کہ اس صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے۔ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو لڑکا جب دس برس کا ہو جائے تو اپنی ماں یا بہن وغیرہ کے ساتھ نہ سلایا جائے بلکہ اتنی عمر کا لڑکا لڑکوں اور مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (ابن ماجہ و ترمذی وغیرہ)

مسئلہ دِن کے ابتدائی حصہ اور مغرب وعشاء کے درمیان اور عصر کے بعد سونا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ و بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۹)

مسئلہ شمال کی طرف پاؤں پھیلا کر بلاشبہ سونا جائز ہے۔ اس کو ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔ ہاں البتہ مغرب کی طرف پاؤں کر کے سونا یقیناً ناجائز ہے کہ اس میں قبلہ کی بے ادبی ہے۔

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے تو بچوں کو گھروں میں سمیٹ لو کہ اس وقت میں شیاطین اِدھر اُدھر نکل پڑتے ہیں۔ پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر دروازوں کو بند کرلو اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر مشکوں کے منہ باندھ دو اور برتنوں کو ڈھانک دو اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو اور سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑا کرو کیونکہ یہ آگ تمہاری دُشمن ہے اور جب سویا کرو تو اس کو بجھا دیا کرو۔

(بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ رات میں جب کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آوازیں سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھو۔ (شرح السنۃ)

مسئلہ اگر رات میں کوئی ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھوکنا چاہئے اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھ کر اور کروٹ بدل کر سو رہنا چاہئے اور کسی سے بھی اس خواب کا ذکر نہ کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۴)

مسئلہ اپنی طرف سے جھوٹا خواب گھڑ کر لوگوں سے بیان کرنا حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲)

مسئلہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے۔ جب سو کر اُٹھے تو یہ دُعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْر اور بستر سے اُٹھ جائے۔ (عالمگیری)

لباس کا پہننا

اتنا لباس پہننا ضروری ہے کہ جس سے سترِ عورت ہو جائے۔ عورتیں بہت باریک اور اتنا چست لباس ہرگز نہ پہنیں کہ جس سے بدن کے اعضاء ظاہر ہوں کہ عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔ مرد بھی پاجامہ اور تہبند اتنے باریک اور ہلکے کپڑے کا نہ پہنیں کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے اور ستر پوشی نہ ہو کہ مردوں کو بھی ایسا تہبند اور پاجامہ پہننا جائز نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو دھوتی نہیں پہننی چاہئے کہ دھوتی پہننا ہندوؤں کا لباس ہے اور اس سے ستر پوشی بھی نہیں ہوتی کہ چلنے اور اٹھنے بیٹھنے میں اکثر ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ لباس جو یہود و نصاریٰ یا دوسرے کفار کا قومی یا مذہبی لباس ہے۔ مسلمانوں کو ہرگز نہیں پہننا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۴)

اور ایسا تنگ لباس بھی ناجائز ہے کہ جس سے رکوع و سجود نہ ہو سکے۔ نیکر اور جانگیہ بھی نہ پہنیں، کہ گھٹنوں اور ران کا بھی کھلنا حرام ہے۔ ہاں تہبند کے نیچے اگر نیکر اور جانگیہ پہنیں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ مردوں کو ریشمی لباس پہننا یا لڑکوں کو پہننا حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ لیکن اگر ریشمی کپڑے کا بانا سوت کا ہو اور تانا ریشم کا ہو تو یہ کپڑا مردوں کے لیے بھی جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

مسئلہ عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ کسی غیر محرم کے سامنے بدن کا کوئی حصہ کھولنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

مسئلہ بالغ عورت کو غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا یا سر کے کچھ حصے سے دوپٹہ ہٹا دینا جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبہ والے اور رشتے دار لوگ آ کر منہ دیکھتے ہیں اور کچھ رقم منہ دیکھائی میں دلہن کو دیتے ہیں۔ غیر محرم لوگوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں۔

مسئلہ مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا بھی منع ہے۔ (ابو دائود جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

مسئلہ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف ہے اور سیاہ رنگ کے کپڑے بھی بہتر ہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ معظمہ تشریف لائے۔ تو سر اقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا، کسم و زعفران میں رنگا ہوا اور سرخ رنگ کا کپڑا عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

مسئلہ علماء و فقہا کو ایسا لباس پہننا چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں۔ تاکہ لوگوں کو ان سے علمی فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم کی عزت و وقعت بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (ردالمختار و بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۲)

مسئلہ عورتوں کو چوڑی دار تنگ پاجامہ نہیں پہننا چاہئے کہ اس سے ان کی پنڈلیوں اور رانوں کی بناوٹ اور شکل ظاہر ہوتی ہے۔ عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ ان کے پاجامے یا غرارے ڈھیلے ڈھالے اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں۔ ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصہ چھپ جائے یہ بہت ہی اچھا ہے۔

مسئلہ مردوں کا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچا ہونا سخت منع ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے۔

مسئلہ اُون اور بالوں کے کپڑے حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور بہت سے اولیاء کاملین اور بزرگانِ دین نے اپنی زندگی بھر ان کپڑوں کو پہنا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اُون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منور کرو کہ یہ دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

مسئلہ کپڑا داہنی طرف سے پہننا مثلاً پہلے داہنی آستین داہنا پائینچہ پہننا یہ سنت ہے۔ نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّةٍ

یعنی اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور مجھے رزق دیا بغیر میری طاقت وقوت کے۔

(ابو دائود جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، مجتبائی)

زینت کا بیان

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ مرد چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں۔ مرد چند انگوٹھی یا ایک انگوٹھی کئی رنگ والی یا چھلے نہیں پہن سکتے کہ یہ سب مردوں کیلئے ناجائز ہیں۔ عورتیں سونے چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں چھلے اور ہر قسم کے زیورات پہن سکتی ہیں۔ لیکن سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً لوہا، تانبہ، پیتل، رولڈ گولڈ وغیرہ کے زیورات یا انگوٹھیاں مرد وعورت دونوں کیلئے ناجائز ہیں۔ بجنے والے زیورات بھی عورتوں کیلئے منع ہیں۔ نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہننا حرام ہے اور پہنانے والے گنہگار ہوں گے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۰ و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۵)

مسئلہ شریعت میں اجازت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو اچھا لباس اور قیمتی کپڑوں کا استعمال عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے جائز ہے۔ بشرطیکہ فخر اور گھمنڈ کے لئے نہ ہو بلکہ نعمت خداوندی کے اظہار کے لئے ہو۔

مسئلہ انسان کے بالوں کو عورت چوٹی بنا کر اپنے بالوں میں گوندھے تاکہ اس کے بال زیادہ اور خوبصورت معلوم ہوں یہ حرام ہے اور اگر اُون یا کالے دھاگے کو چوٹی بنا کر بالوں میں گوندھے تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۳)

مسئلہ دانتوں کو ریتی سے ریت کر خوب صورت بنانے والی یا موچنے سے بھوؤں کے بالوں کو نوچ کر بھوؤں کو باریک اور خوبصورت بنانے والی سب عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۰)

لڑکیوں کے ناک کان چھیدنا جائز ہے۔ بعض جاہل مرد اور عورتیں لڑکوں کے بھی کان چھیدواتے ہیں اور مندری پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یعنی لڑکوں کے کان چھیدوانا بھی ناجائز اور ان کے کان میں زیور پہنانا بھی حرام ہے۔

عورتیں اپنی چوٹی میں سونے چاندی کے دانے، پھول، کلپ لگا سکتی ہیں۔

مسئلہ عورتوں کو کاجل اور کالا سرمہ زینت کے لیے لگانا جائز ہے۔ مردوں کو کالا سرمہ محض زینت کے لیے لگانا ناجائز ہے۔ ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لئے لگائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۴)

آداب

۱۔ جو امیر عورتیں بہت ہی قیمتی اور زرق برق لباس اور شاندار زیورات پہنتی ہیں۔ ان کے پاس بہت کم اُٹھو بیٹھو، کہ ان کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر تم کو اپنی مفلسی اور غریبی پر افسوس ہوگا اور تم خداوند کریم کی ناشکری کرنے لگو گی اور خواہ مخواہ دُنیا کی ہوس بڑھے گی۔

۲۔ ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی، زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیے تو گناہ ہوا۔ عورتوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ عورتوں کی گندگی اور پھوہڑپن سے شوہروں کو اپنی بیویوں سے نفرت ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میاں بیوی کے تعلقات ہمیشہ کے لیے خراب ہو جایا کرتے ہیں۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۱)

۳۔ موٹے کپڑے پہننا اور پرانے کپڑوں میں پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کپڑے میں پیوند لگا کر نہ پہن لو۔ اس وقت تک کپڑے کو پرانا نہ سمجھو۔ اس لیے خبردار خبردار کبھی ہرگز بھی پیوند لگا کر کپڑوں کو پہننے میں نہ شرم کرو اور نہ اس کو حقیر سمجھو نہ اس پر کسی کو طعنہ مارو۔

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۴)

۴۔ ناک منہ صاف کرنے کے لیے یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے یا پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا عورتوں اور مردوں کے لیے جائز ہے۔ اس لیے رومال رکھنا چاہیے۔ دامن یا آستین سے منہ پونچھنا یا ناک صاف کرنا خلافِ ادب اور گھناؤنی بات ہے۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳)

متفرق مسائل

مسئلہ مردوں کو عمامہ باندھنا سنت ہے۔ خصوصاً نماز میں، کیونکہ جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ عمامہ باندھے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے اور شملہ زیادہ سے زیادہ اتنا بڑا ہونا چاہئے کہ بیٹھے میں نہ دبے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے۔ یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اُوپر عمامہ میں گھرس لیتے ہیں، یہ بھی نہیں چاہئے۔ خصوصاً نماز کی حالت میں تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۵)

مسئلہ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اس کو اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح ادھیڑنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۱)

مسئلہ ٹوپی پہننا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ ۲۹۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی کے اُوپر عمامہ باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ ہم عماموں کے نیچے ٹوپی رکھتے ہیں اور وہ صرف پگڑی باندھتے ہیں اور اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ ہندوستان کے کفار و مشرکین بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ (بہارِ شریعت جلد۱۶ صفحہ۵۴)

مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ لہٰذا اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھنا چاہئے۔ بارہ ہاتھ سے زیادہ بڑا عمامہ باندھنا سنت کے خلاف ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۵۶)

مسئلہ اولیاء و صالحین کے مزاروں پر غلاف و چادر ڈالنا جائز ہے۔ جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کو عظمت و رفعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو اور عوام ان اللہ والوں کا ادب کریں اور ان سے فیوض و برکات حاصل کریں اور وہاں باادب حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کریں۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

وہابی اور بدعقیدہ لوگ جن کے دلوں میں اولیاء اور بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت نہیں ہے۔ اس کو ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بات ہرگز نہیں ماننی چاہئے۔ ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔

مسئلہ گلے میں تعویذ پہننا یا بازو پر تعویذ باندھنا اسی طرح بعض دُعاؤں یا آیتوں کو کاغذ پر یا رکابی پر لکھ کر شفا کی نیت سے دھو کر پلانا بھی جائز ہے۔ یاد رکھو کہ بعض حدیثوں میں جو گلے میں تعویذ لٹکانے کی ممانعت آئی ہے۔ اس سے مراد زمانۂ جاہلیت کے وہ تعویذات ہیں جو مشرکانہ منتروں سے بنائے جاتے تھے۔ ایسے جنتروں کا پہننا آج کل بھی حرام ہے لیکن قرآن کی

آیتوں اور حدیثوں کے تعویذات ہمیشہ اور ہر زمانے میں جائز ہیں اور اب بھی جائز ہیں۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

مسئلہ بچھونے یا مصلّی یا دستر خوان یا تکیوں یا مسندوں یا رومال پر اگر کچھ لکھا ہوا ہو تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ لکھاوٹ خواہ کپڑوں میں بنی ہوئی ہو یا کاڑھی ہوئی ہو، یا روشنائی سے لکھی ہوئی ہو۔ الفاظ ہوں یا حروف ہوں، ہر صورت میں ممانعت ہے۔ کیوں کہ لکھے ہوئے الفاظ اور حروف کا ادب و احترام لازم ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۲)

مسئلہ نظر سے بچنے کے لئے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا، تا کہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے۔ کیوں کہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آ جائے تو فوراً یہ دعا پڑھے تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ یا اُردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت دے۔ اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۳۳)

مسئلہ جس کے ہاں میت ہوئی ہے اسے اظہارِ غم کے لئے کالے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۹۳) اسی طرح اظہارِ غم کے لئے کالے بلے لگانا بھی جائز نہیں ہے۔ اولاً تو یہ سوگ کی صورت ہے۔ دوم یہ کہ یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح محرم کے دِنوں میں پہلی محرم سے بارھویں محرم تک تین قسم کے رنگوں کے کپڑے نہ پہنے جائیں۔ کالا کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ سبز کہ یہ بدعتیوں یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ یہ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہارِ مسرت کے لئے سرخ لباس پہنتے ہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۳)

مسئلہ علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہئے کہ وہ پہچانے جائیں تا کہ لوگوں کو ان سے مسائل پوچھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم دین کی عزت و وقعت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (بہارِ شریعت جلد ۵ صفحہ ۵۲ بحوالہ ردالمختار)

مسئلہ عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے، جس نے اس کا اُلٹ کیا وہ ایسے مرض کے اندر مبتلا ہوگا، جس کی دوا نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ بحوالہ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب)

مسئلہ پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۸)

چلنے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمٰن، رکوع ۱۹)

اور زمین پر اِترا کر مت چلو۔کوئی اِترا کر چلنے والا فخر کرنیوالا اللہ کو پسند نہیں ہے اور درمیانی چال چلو (نہ بہت ہی آہستہ اور نہ بلاضرورت دوڑ کر) اور بات چیت میں آواز پست رکھو۔ بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ج اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا (پارہ ۱۵ رکوع ۴)

یعنی تو زمین پر اِترا کر نہ چل۔ بیشک تو ہرگز نہ تو زمین کو چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ،

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (پارہ ۱۹ رکوع ۴)

یعنی رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

مسئلہ چلنے میں اِترا اِترا کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا، یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا، یا بلاضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلاضرورت اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے چلنا، یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے شریعت میں اس قسم کے چال چلنا منع اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اِترا اِترا کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری شریف و مسلم شریف و مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰۴)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو تم ان کے درمیان میں سے مت گزرو۔ داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔ (شعب الایمان بیہقی)

مسئلہ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے۔ مگر جب زمین کا مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب تک زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہئے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے۔ ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۱ بحوالہ عالمگیری)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے۔ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہئے۔بلکہ بعض مرتبہ کاشت کار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں۔یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے۔اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے۔ان لوگوں کو جان لینا چاہئے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۱)

آداب مجلس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دے دو اللہ تعالیٰ تم کو جگہ دیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو۔اللہ تعالیٰ تم سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرمائے گا۔ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلہ، رکوع ۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ مجلس سے کسی کو اُٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے بلکہ آنے والوں کے لئے ہٹ جائے اور جگہ کشادہ کردے۔ (بخاری وغیرہ)

۱۔ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۶)

۲۔ کوئی مجلس سے اُٹھ کر کسی کام کو گیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ ابھی آئے گا تو ایسی صورت میں اس جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہیں چاہئے۔وہ جگہ اسی کا حق ہے۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۸)

۳۔ اگر دو شخص مجلس میں پاس پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ جا کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے۔ہاں البتہ وہ دونوں اپنی خوشی سے تمہیں اپنے درمیان میں بٹھائیں، تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابو دائود جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

۴۔ جو تم سے ملاقات کے لئے آئے تو تم خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لئے ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ، جس سے وہ یہ جانے کہ میری عزت وقدر کی جارہی ہے۔

۵۔ مجلس میں سردار بن کر نہ بیٹھو۔ بلکہ جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جاؤ۔گھمنڈ اور غرور اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے اور تواضع اور انکساری اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔

۶۔ مجلس میں چھینک آئے تو اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو اور بلند آواز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو اور بلند آواز سے حاضرین محفل جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہیں۔

۷۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو، اگر پھر بھی نہ رُکے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانک لو۔

۸۔ بہت زور سے قہقہہ لگا کر نہ ہنسو کہ اس طرح سے ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ مجلسوں میں لوگوں کے سامنے تیوری چڑھا کر اور ماتھے پر بل ڈال کر، ناک منہ چڑھا کر مت دیکھو کہ گھمنڈی لوگوں اور متکبروں کا طریقہ ہے بلکہ نہایت عاجزانہ انداز سے غریبوں کی طرح بیٹھو کوئی بات موقع کی ہو تو لوگوں سے بول چال بھی لو، لیکن ہر گز ہر گز کسی کی بات مت کاٹو، نہ کسی کی دل آزاری کرو۔ نہ کوئی گناہ کی بات بولو۔

۱۰۔ مجلس میں خبردار خبردار کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ یہ بالکل ہی خلاف آداب ہے۔

مجلس سے اُٹھتے وقت کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجلس سے اُٹھ کر تین مرتبہ یہ دُعا پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر پر مہر کر دے گا۔

(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۱۹ مجتبائی)

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اے اللہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے دربار میں توبہ کرتا ہوں۔

زبان کی حفاظت کا بیان

بات چیت میں ہمیشہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری زبان سے کوئی گناہ کی بات نہ نکل جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں جہنم میں لے جائیں گی۔ اس لئے خاص طور پر بات چیت کرنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔

۱۔ بے سوچے سمجھے ہر گز کوئی بات مت کہو، جب سوچ کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں۔ تب بولو ورنہ بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

۲۔ کسی کو بے ایمان کہنا، یا یہ کہنا کہ فلاں پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کی لعنت، خدا کا غضب پڑے، فلاں کو دوزخ نصیب ہو۔ اس طرح سے بولنا گناہ کی بات ہے۔ جس کو ایسا کہا ہے۔ اگر واقعی وہ ایسا نہ ہو تو یہ ساری لعنت اور پھٹکار لوٹ کر کہنے والے پر پڑے گی۔

۳۔ اگر تم کو کسی نے دُکھ دینے والی بات کہہ دی ہے تو تم صبر کرو اور معاف کر دو تمہیں بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور اگر تم اس کا جواب دینا چاہو تو تم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہو جتنا اس نے تم کو کہا ہے۔ اگر اس سے زیادہ کہو گے تو گنہگار ہو جاؤ گے۔

۴۔ دوغلی بات ہر گز ہر گز مت کہو کہ اس کے منہ پر اس کی سی بات کرو اور دوسرے کے منہ پر اس کی سی بات کرو کہ یہ دونوں

جہان میں رسوائی کا سامان ہے۔

۵۔ نہ کسی کی چغلی سنو، کہ یہ بڑے بڑے فسادوں کی جڑ اور گناہ کبیرہ ہے۔

۶۔ جھوٹ کبھی ہرگز نہ بولو کہ یہ بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔

۷۔ خوشامد کے طور پر کسی کے منہ پر اس کی تعریف نہ کرو، نہ پیٹھ کے پیچھے حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرو۔

۸۔ نہ کسی کی غیبت کرو، نہ کسی کی غیبت سنو۔ غیبت گناہ کبیرہ ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی کوئی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو۔ اگر چہ وہ بات سچی ہی ہو اور اگر وہ بات غلط ہو تو اس کو کہنا یہ بہتان ہے۔ اس میں غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

۹۔ جس شخص کی غیبت کی ہے۔ اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس کے لئے مغفرت کی دُعائیں کیا کرو۔ اُمید ہے کہ قیامت میں وہ معاف کر دے۔

۱۰۔ کبھی ہرگز کسی سے جھوٹا وعدہ نہ کرو۔

۱۱۔ محض اپنی بات کو اُونچی رکھنے کے لئے کسی سے بحث نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

۱۳۔ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق کئے مت کہا کرو کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

۱۴۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت کرو۔

۱۵۔ ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں کو بتاتے رہو اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کے اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر مت جاؤ۔ جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اور اللہ اس کو جانتا ہے۔ اس پر تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا ہی نہیں ہے اور ان میں تمہارا سامان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ان تمام باتوں کو جن کو تم ظاہر کرتے اور جن کو تم چھپاتے ہو۔ (قرآن مجید)

مسئلہ: کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اور اس نے اندر سے کہا ''کون؟'' تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ ''میں'' جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ ''میں'' کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا

نام ذکر کرے کیونکہ ''میں'' کا لفظ تو ہر شخص اپنے آپ کو کہہ سکتا ہے۔ پھر یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے۔ پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے۔ پھر اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس شخص کے پاس گیا ہے۔ وہ مکان سے باہر ہی مل گیا تو اب اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں سلام کرے پھر کلام شروع کر دے۔ (خانیہ)

مسئلہ اگر تم نے کسی کے مکان پر جا کر اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی اور گھر والے نے اجازت نہ دی تو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ خوشی خوشی وہاں سے واپس چلے آؤ، ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور اس کو تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو۔

مسئلہ اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو کہ **السلام علینا وعلٰی عباداللّٰہ الصّٰالحین** فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۷ و ردالمختار)

یا اس طرح کہے کہ **السلام علیک ایھا النبیّ** کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوا کرتی ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۸۴)

سلام کے مسائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَسِيْبًا (پارہ ۵ رکوع ۸)

''اور جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ میں جواب دو یا وہی لفظ تم بھی کہہ دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے''۔

مسئلہ سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ سلام کرنے والے کے لئے چاہئے کہ سلام کرنے اور جواب دینے کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ **السلام علیکم** کہے اور جواب میں **وعلیکم السلام** کہے۔ اس کے سوا دوسرے سب طریقے غیر اسلامی ہیں۔

مسئلہ اگر دوسرے کا سلام لائے تو جواب میں **علیکم وعلیھم السلام** کہنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ اور **السلام علیکم** جواب میں **وعلیکم السلام** کہنا کافی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سلام کرنے والا **اسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ** کہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے کہ سلام میں اس سے زیادہ الفاظ کہنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کا لفظ بھی سلام ہے۔ مگر چونکہ یہ لفظ شیعوں میں مذہبی نشان کے طور پر رائج ہو گیا ہے کہ اس لفظ کے سنتے ہی فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ شخص شیعہ مذہب کا ہے۔ لہٰذا سنیوں کو سلام میں اس لفظ سے بچنا ضروری ہے۔
(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۸۹)

مسئلہ سلام کا جواب فوراً ہی دینا واجب ہے۔ بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار رہا اور یہ گناہ سلام کا جواب دے دینے سے دفع نہیں ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور ان میں سے کسی ایک نے بھی سلام نہ کیا تو سب سنت چھوڑنے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں۔ یوں ہی اگر جماعت میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہ دیا تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک شخص نے بھی سلام کا جواب دے دیا۔ تو پوری جماعت الزام سے بری ہو گئی مگر افضل یہی ہے کہ سب سلام کا جواب دیں۔
(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ ایک شخص شہر سے آ رہا ہے اور دوسرا شخص دیہات سے آ رہا ہے دونوں میں سے کون کس کو سلام کرے۔ بعض نے کہا کہ شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض کا قول ہے کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے اور اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے چھوٹا بڑے کو سلام کرے سوار پیدل کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر جواب میں صرف وعلیکم کہے اور ایسی جگہ گزرتا ہو جس جگہ مسلمان اور کفار دونوں جمع ہوں تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہے اور مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے ملے جلے مجمع کو اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى کہہ کر سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ اذان و اقامت اور جمعہ و عیدین کے خطبہ کے وقت سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۶)

مسئلہ: علانیہ فسق و فجور کرنے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور یہ اگر ان سے سختی برتتا ہے تو وہ اس کو پریشان کرتے ہوں اور ایذا دیتے ہوں اور اگر یہ ان سے سلام و کلام جاری رکھتا ہے تو وہ اس کو ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہوں تو ایسی صورت میں ظاہری طور پر ان فساق کے ساتھ سلام و کلام کے ساتھ میل جول رکھنے میں یہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے

اور اگر سلام پہنچانے کا وعدہ نہیں کیا تھا تو سلام پہنچانا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کو پڑھتے ہی زبان سے وعلیکم السلام کہہ لے تحریری سلام کا جواب ہو گیا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کر کے سلام کرنا یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض تو فقط آنکھوں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا کرتے ہیں یوں سلام کا جواب نہیں ہوا۔ زبان سے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ چھوٹے بڑوں کو سلام کرتے ہیں تو بڑا جواب میں کہتا ہے کہ ''جیتے رہو'' اسی طرح بڑھیا عورتیں بچوں کے سلام کا جواب اس طرح دیا کرتی ہیں ''خوش رہو'' ''سہاگن بنی رہو'' ''دودھ پوت والی رہو'' ان سب سے سلام کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اور ہر مرد و عورت کو سلام کے جواب میں **وعلیکم السلام** کہنا چاہئے۔

مسئلہ اس زمانے میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں جن میں سب سے برے الفاظ ''نمستے'' اور ''بندگی عرض'' ہیں، مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز یہ نہیں کہنا چاہئے۔ بعض لوگ ''آداب عرض'' کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ اتنی برائی نہیں مگر یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو میں ہے تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح اذان و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت بھی سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی بات چیت کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ جو شخص پیشاب پاخانہ کر رہا ہو یا کبوتر اُڑا رہا ہو یا گانا گا رہا ہو یا ننگا نہا رہا ہو یا پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا کر رہا ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفہ ۲۸۷)

مسئلہ جو اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر کسی اجنبی عورت نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ (خانیہ)

مسئلہ بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں اگر یہ جھکنا رکوع کے برابر ہو جائے تو حرام ہے اور اگر رکوع کی حد

سے کم ہوتو مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۲)

مسئلہ کسی کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہنا یہ حضراتِ انبیاء اور ملائکہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی دوسرے کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۳)

مسئلہ سلام محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم! کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگے یہاں تک کہ تم مومن بن جاؤ، اور تم لوگ مومن نہیں بنو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ لہٰذا تم لوگوں کو ایک ایسے کام کی رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم وہ کام کرنے لگو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵۹، مجتبائی)

مسئلہ سلام خیر و برکت کا سبب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے پیارے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہوا کرے تو گھر والوں کو سلام کر، کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کیلئے برکت کا سبب ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

مسئلہ سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

مسئلہ ہر مسلمان کے ہر مسلمان کے اُوپر چھ حقوق ہیں، (۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے، (۲) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو، (۳) جب دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرے، (۴) جب وہ ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، (۵) جب وہ چھینکے تو یرحمک اللہ کہہ کر اس کی چھینک کا جواب دے، (۶) اس کی غیر حاضری اور موجودگی دونوں صورتوں میں اس کی خیر خواہی کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث شریف میں ہے کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ (ابو داؤد جلد ثانی صفحہ ۳۶۱ مجتبائی)

مسئلہ مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت متواتر حدیثوں سے ہے اور احادیث میں اس کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو ہلایا تو اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ مطلقاً مصافحہ کا جائز ہونا یہ بتاتا ہے کہ نمازِ فجر و نمازِ عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے اور فقہ کی جو بعض کتابوں میں اس کو بدعت کہا گیا ہے۔ اس سے مراد بدعت حسنہ ہے اور ہر بدعت حسنہ جائز ہی ہوا کرتی ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸ بحوالہ درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۳)

اور جس طرح نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہی رہے گا۔ جب تک کہ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت ثابت نہ ہو جائے اور ظاہر ہے کہ پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی ممانعت شریعت کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸ بحوالہ ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۳)

مسئلہ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔ یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہا نے بیان کیا ہے اور اس کو بھی حدیث سے ثابت بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے ہاتھ سے اور بایاں ہاتھ سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸)

مسئلہ وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ناجائز اور خلافِ سنت بتاتے ہیں اور صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف تحریر فرمایا ہے کہ:
''ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے'' (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۰)

مسئلہ معانقہ کرنا بھی سنت ہے کیوں کہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا ہے۔
(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

مسئلہ بعد نمازِ عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا خوف اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ مثلاً خوبصورت مرد لڑکوں سے معانقہ کرنا کہ یہ فتنہ کا محل ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۸)

مسئلہ کسی مرد کے رخسار یا پیشانی یا تھوڑی کو بوسہ دینا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لئے ہو تو جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ وغیرہ)

مسئلہ عالمِ دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ ان لوگوں کے قدم کو چومنا بھی جائز ہے۔ بلکہ اگر کسی عالم دین سے لوگ یہ خواہش ظاہر کریں کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو لوگوں کی خواہش کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لئے لوگوں کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۵)

مسئلہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۹ بحوالہ زیلعی و درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۵)

بوسہ کی چھ قسمیں

یادرکھو کہ بوسہ کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) **بوسہ رحمت** جیسے ماں باپ کا اپنی اولاد کو بوسہ دینا

(۲) **بوسہ شفقت** جیسے اُولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا

(۳) **بوسہ محبت** جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے

(۴) **بوسہ تحیت** جیسے بوقت ملاقات ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بوسہ دے

(۵) **بوسہ شہوت** جیسے مرد عورت کو بوسہ دے

(۶) **بوسہ دیانت** جیسے حجر اسود کا بوسہ

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۹۹ بحوالہ زیلعی)

مسئلہ قرآن شریف کو بوسہ دینا بھی صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح کو قرآن مجید کو چومتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو بوسہ دیتے تھے اور اپنے چہرے سے لگاتے تھے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت تعظیم کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا جائز بلکہ مستحب ہے۔ خصوصاً جب کہ ایسے شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جو تعظیم کا مستحق ہے۔ مثلاً عالم دین کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

مسئلہ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوں اس کی یہ خواہش مذموم اور ناپسندیدہ ہے۔ (ردالمختار)
بعض حدیثوں میں جو قیام کی مذمت آئی ہے اس سے مراد ایسے ہی شخص کے لئے قیام ہے یا اس قیام کو منع کیا گیا ہے جو عجم بادشاہوں میں رائج ہے کہ سلاطین اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں اور اس کے اردگرد تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں آنے والے کے لئے قیام کرنا اس قیام میں داخل نہیں۔

چھینک اور جمائی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے۔ جب کوئی چھینکے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر حق ہے کہ یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے کیونکہ جب کوئی آدمی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ جمائی کسل اور غفلت کی دلیل ہے۔ ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۳۸)

مسئلہ جب چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا واجب ہے اور جس سلام کا جواب فوراً ہی دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سُن لے واجب ہے بالکل اسی طرح چھینک کا جواب بھی فوراً ہی اور بلند آواز سے دینا واجب ہے۔
(درمختار و ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے کیوں کہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں ہے کہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

جمائی روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہونٹ کو دانتوں سے دبالے اور جمائی روکنے کا ایک مجرب عمل یہ ہے کہ جب جمائی آنے لگے تو دِل میں خیال کرے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ یہ خیال دِل میں لاتے ہی ہرگز جمائی نہیں آئے گی۔ (درمختار جلد ۱ صفحہ ۳۲۲)

مسئلہ جس کو چھینک آئے وہ بلند آواز سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے۔ اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہ پھر چھینکنے والا یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ کہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ اگر ایک مجلس میں کسی کو کئی مرتبہ چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے۔ اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷)

مسئلہ دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو سننے والے پر اس کو جواب دینا واجب ہے۔ (ردمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ چھینکنے والے کو چاہئے کہ سر جھکا کر پست آواز سے منہ کو چھپا کر چھینکے بہت زیادہ بلند آواز میں چھینکنا حماقت ہے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ بعض جاہل لوگ چھینک کو بدشگونی سمجھتے ہیں۔ اگر کسی کام کے لئے جاتے وقت خود کو یا کسی دوسرے کو چھینک آ گئی تو لوگ یہ بد فالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور یہ بھی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بات کرتے ہوئے چھینک آ جائے تو یہ چھینک اس بات پر ''شاہد عدل ہے'' تو بھلا چھینک منحوس اور بدشگونی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لئے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہئے کہ چھینک منحوس اور بد فالی کی چیز ہے۔ خداوند کریم مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق بخشے۔ آمین

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳)

مسئلہ کافر کو چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو جواب میں یَھْدِیْکَ اللّٰہ کہنا چاہئے۔ (ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۶۶)

مسئلہ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ و بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۲)

خریدوفروخت کے چند مسائل

خریدنے اور بیچنے کے مسائل بہت زیادہ ہیں۔اس کتاب میں بھلااس کی گنجائش کہاں؟ جو مفصل طور پر خریدوفروحت کے مسائل کو جاننا ہووہ بہارِشریعت حصہ یازدہم کا بغور مطالعہ کرے۔ یہ اس بارے میں بہت ہی جامع اور معتبر کتاب ہے۔ہم یہاں صرف چند ضروری مسائل کا ذکر لکھتے ہیں۔جن سے اکثر وبیشتر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ان کو غور سے پڑھ کر یاد کرلو۔

مسئلہ جب تک خریدوفروحت کے ضروری مسائل نہ معلوم ہوں کہ کونسی بیع جائز ہے اور کونسی ناجائز۔اس وقت تک مسلمان کو چاہئے کہ وہ تجارت نہ کرے بلکہ تجارت کرنے سے پہلے ان مسئلوں کو جان لینا چاہئے تاکہ تجارت میں حرام کمائی سے بچا رہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۷)

مسئلہ تاجر کو اپنی تجارت میں اس قدر مشغول نہ ہوجانا چاہئے کہ فرائض فوت ہوجائیں۔ بلکہ جب نماز کا وقت ہوجائے تو لازم ہے کہ تجارت کو چھوڑ کر نماز پڑھنے چلا جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

مسئلہ بیچنے اور خریدنے میں یہ ضروری ہے کہ سودے اور قیمت دونوں کو اچھی طرح صاف صاف طے کرلیں کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھیں جس سے بعد میں جھگڑے بکھیڑے پڑیں۔اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز ہے اور اپنے کسی کام میں لانا بھی دُرست نہیں۔
(ھدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ خنزیر کے بال اس کی کھال وغیرہ اس کے کسی جزو کا بیچنا اور خریدنا حرام اور اس کی بیع باطل ہے۔اسی طرح مردار کے چمڑے کی بیع بھی باطل اور ناجائز ہے، جب کہ پکایا نہ ہو اور اگر دباغت کرلی ہو تو اس کی بیع دُرست اور اس کو کام میں لانا جائز ہے۔ (ھدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ تیل ناپاک ہوگیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

مگر یہ ضروری ہے کہ بیچنے والا خریدار کو تیل کے ناپاک ہونے کی اطلاع دے دے۔تاکہ خریدار اس کو کھانے کے کام میں نہ لائے اور اس وجہ سے بھی خریدار کو مطلع کرنا ضروری ہے کہ تیل کا ناپاک ہونا عیب ہے اور بیچنے والے پر لازم ہے کہ خریدار کو سودے کے عیب پر مطلع کردے، ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں، گھر میں جلاسکتا ہے۔ناپاک تیل کا چراغ جلا کر استعمال کرنا اگرچہ جائز ہے۔مگر بدن یا کپڑے پر جہاں بھی لگ جائے گا ناپاک ہوجائے گا اور بدن یا کپڑے کو پاک کرنا پڑے گا۔بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں۔مثلاً جانور کا پتہ یا خون یا حرام جانوروں کی چربی یا شراب وغیرہ۔ یہ

دوائیں اگر بدن یا کپڑے میں لگ گئیں تو ان کا پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ مردار کے بال، ہڈی، سینگ، کھر، پر، چونچ، ناخن ان سب کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں ان کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ اسی طرح ہاتھی کے دانت اور ہڈی اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی خریدنا اور بیچنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (ھدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ کتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکرا، ان سب کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں یا بغیر سکھائے ہوئے، ان کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ سکھائے جانے کے قابل ہوں۔ کٹکھنا کتا دُشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ اس کو خریدنا بیچنا جائز نہیں۔ (ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۱)

مسئلہ جانور یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لئے یا شکار کے لئے کتا پالنا جائز ہے اور ان مقاصد کے لئے نہ ہوں تو کتا پالنا جائز نہیں اور جن صورتوں میں کتا پالنا جائز ہے ان صورتوں میں بھی مکان کے اندر کتوں کو نہ رکھے لیکن اگر چور یا دُشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر و مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹)

مسئلہ مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ اور حشرات الارض مثلاً چوہا، سانپ، گرگٹ، گوہ، بچھو، چیونٹی وغیرہ کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

بندر کو کھیل اور مذاق کے لئے خریدنا منع ہے اور اس کو نچانا اور اس کے ساتھ کھیل کرنا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ گیہوں وغیرہ اناجوں میں دھول اور کنکری وغیرہ ملا کر بیچنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا بھی ناجائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ تالاب کے اندر کی مچھلیوں کو بیچنے کا جو دستور ہے یہ بیع ناجائز ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک وہ شکار کر کے پکڑ نہ لی جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں شکار کر کے جو ان مچھلیوں کو پکڑ لے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب سمجھو کہ جس شخص کا تالاب ہے جب وہ ان مچھلیوں کا مالک ہی نہیں تو اس کا ان مچھلیوں کو بیچنا کیسے دُرست ہوگا؟ ہاں البتہ اگر تالاب کا مالک خود ان مچھلیوں کو پکڑ کر بیچا کرے تو یہ دُرست ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے پکڑوائے گا تو پکڑنے والا ان مچھلیوں کا مالک ہو جائے گا۔ تالاب کے مالک کا ان مچھلیوں میں کوئی حق نہیں ہوگا۔ تالاب کے مالک کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرے۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۰۲)

مسئلہ کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اُگی نہ اس نے لگایا نہ اس نے پانی دے کر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی مالک کی نہیں ہے جو چاہے کاٹ لے جائے۔ زمین کے مالک کے لئے نہ اس گھاس کو بیچنا جائز ہے نہ کسی کو منع کرنا دُرست ہے۔ ہاں البتہ اگر زمین کے مالک نے پانی دے کر سینچا ہو اور محنت کی ہو اور حفاظت و رکھوالی کی ہو تو اس صورت میں وہ گھاس زمین کے مالک کی ہو جائے گی۔ اب اس کو بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو اس گھاس کاٹنے سے منع کرنا بھی دُرست ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

مسئلہ کافر نے اگر قرآنِ مجید خرید لیا تو قاضی کو چاہئے کہ اس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کردے۔ (تنویر)

مسئلہ تاڑی، سیندھی، شراب کی تجارت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کو نچوڑنے والے پر اور اس کو چھاننے والے پر اور اس کو اُٹھانے والے پر اور یہ جس پر لادی گئی ہو لعنت فرمائی ہے۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ مجتبائی)

مسئلہ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد اور عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ اس کا بیچنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

اسی طرح افیون وغیرہ کا کھانا جائز نہیں۔ اُن لوگوں کے ہاتھ بیچنا جو ان کو نشہ کے طور پر کھاتے ہیں ناجائز ہے۔ کیوں کہ یہ گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ جس سودے کے متعلق یہ معلوم ہے کہ یہ چوری یا غصب کا مال ہے۔ اس کو خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

مسئلہ رنڈیوں کو حرام کاری یا گانے نچانے کی اجرت میں جو سامان ملا ہے۔ وہ بھی مال خبیث اور حرام ہے۔ اس کو بھی خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع جائز ہے۔ لیکن جب اس سامان کو دیکھے تو اس کو اختیار ہے۔ پسند ہو تو رکھے اور اگر ناپسند ہو تو پھیر دے۔ اگرچہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اس کو شریعت میں ''خیار رویت'' کہتے ہیں۔ (ھدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۵)

مسئلہ جب کوئی سودا بیچے تو واجب ہے کہ اس میں اگر کچھ عیب وخرابی ہو تو خریدار کو بتا دے، عیب کو چھپا کر اور خریدار کو دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔

مسئلہ کوئی چیز خریدی اور خریدنے کے بعد دیکھا کہ اس میں عیب ہے۔ مثلاً تھان کو اندر سے چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا اندر سے کٹا ہوا ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے واپس کر دے۔ اس کو شریعت میں ''خیارِ عیب'' کہتے ہیں۔ (ھدایہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

مسئلہ جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے۔ دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ پہلے دودھ دھو لے تب بیچے، اسی طرح بھیڑ دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے اس کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ (درمختار جلد ۳ صفحہ ۱۰۸)

مسئلہ گوبر کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ لیکن آدمی کے پاخانہ کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر آدمی کے پاخانہ میں راکھ اور مٹی اس قدر مل جائے کہ مٹی اور راکھ غالب ہو جائے اور پاخانہ کھاد بن جائے تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۴۶ و بہارِ شریعت)

مسئلہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) ممنوع ہے۔ احتکار کے معنی یہ ہیں کہ کھانے کی چیزوں کو اس لئے چھپا کر رکھ لینا کہ جب اس کا بھاؤ زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا، ایسا کرنے سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور قحط کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے اور مخلوق خدا کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے بارے میں بہت سی وعید کی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو چالیس دِن تک احتکار (ذخیرہ اندوزی) کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جذام (کوڑھ) اور مفلسی میں مبتلا کرے گا اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی نفلی عبادتوں کو قبول فرمائے گا نہ فرض عبادتوں کو۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۱)

مسئلہ احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ غلہ کا روکنا وہاں والوں کے لئے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ اس کے روکنے سے قحط کا اندیشہ ہے۔ دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ھدایہ جلد ۴ صفحہ ۴۵۴)

اور اگر کسی نے فصل پر غلہ اس نیت سے خرید کر رکھ لیا کہ جب غلہ کا بھاؤ کچھ گراں ہوگا تو بیچ کر کچھ نفع اٹھاؤں گا تو یہ نہ احتکار ہے نہ ممنوع ہے۔

مسئلہ احتکار کرنے والوں کو قاضی یہ حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے۔ اگر وہ لوگ قاضی کے حکم کے خلاف کریں یعنی زائد غلہ نہ بیچیں تو قاضی ان لوگوں کو مناسب سزا دے گا اور ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہوگا۔ قاضی خود اس کو فروخت کر دے گا۔ کیونکہ لوگوں کو پریشانی اور ضرر عام سے بچانے کی یہی صورت ہے۔ (ھدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۵۶)

مسئلہ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے غلہ لے کر رعایا پر تقسیم کردے۔ پھر جب ان لوگوں کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دے دیں۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۲۵۶)

مسئلہ تاجروں نے اگر چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھادی ہے اور بغیر کنٹرول کے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو حاکم چیزوں کی قیمتیں مقرر کرکے بھاؤ پر کنٹرول کرسکتا ہے اور کنٹرول کی ہوئی قیمت پر جو بیع ہوگی وہ جائز و دُرست ہوگی۔ (ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۴۵۶)

نشہ والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ہر قسم کی شراب حرام اور نجس ہے۔ تاڑی کا بھی یہی حکم ہے۔ دوا کے لئے بھی اس کا پینا دُرست نہیں بلکہ جن دواؤں میں تاڑی یا شراب پڑی ہو اس کا کھانا اور بدن میں لگانا جائز نہیں۔ (ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ تاڑی شراب کے علاوہ جتنی نشہ لانے والی چیزیں ہیں۔ جیسے افیون، بھنگ، جائفل، چرس اور ہیروئن وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار میں ان کا کھالینا دُرست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا بدن میں لگانا بھی جائز ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں لیکن ان کو اتنی مقدار میں کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ بعض جاہل عورتیں بچوں کو افیون پلا کر سلا دیتی ہیں کہ وہ نشہ میں پڑے سوتے رہیں روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے اور اس کا گناہ عورتوں کے سر پر ہے۔

بلا اجازت کسی کی کوئی چیز لے لینا

کسی کی کوئی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی اجازت کے بغیر لے لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی رشتہ دار کی چیز بلا ضرورت لے لیتی ہیں۔ اسی طرح بعض مرد اپنے دوستوں اور ساتھیوں یا اپنی عورتوں کی چیزیں بلا اجازت لے لیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جائز و دُرست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت لے لی ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ اس چیز کو واپس کردینا ضروری ہے اور اگر خرچ یا ہلاک ہوگئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس کی مثل بازار میں مل سکتی ہے تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی خرید کر دے دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کردی ہے کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا واجب ہے۔ یا یہ کہ جس کی چیز تھی اس سے معاف کرالے اور وہ معاف کردے تب چھٹکارا مل سکتا ہے۔ (عائمہ کتب فقہ)

تصویروں کا بیان

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۸۵ اصح المطابق)

اور دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ سب سے زیادہ عتاب اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۵) ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تصویر بنانے والے پر خدا کی لعنت ہے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۱)

مسئلہ جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا، اس کا رکھنا، اس کا بیچنا اور خریدنا حرام ہے۔ ہاں البتہ غیر جاندار چیزوں جیسے درختوں، مکانوں وغیرہ کی تصویر بنانے اور ان کے رکھنے، ان کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اُوپر کی حدیثوں میں جن تصویروں کی ممانعت ہے۔ ان سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں۔

مسئلہ کچھ لوگ مکانوں میں زینت کے لئے انسانوں اور جانوروں کی تصویریں یا مورتیاں رکھتے ہیں یہ حرام ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ مٹی یا پلاسٹک یا دھاتوں کی مورتیاں بچوں کے کھیلنے کے لئے خریدتے ہیں۔ یہ سب حرام وممنوع ہیں۔ اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونوں اور گڑیوں کو توڑ پھوڑ دینا یا جلا دینا چاہئے۔

مسئلہ جانوروں، کھیتی اور مکان کی حفاظت اور شکار کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔ ان مقاصد کے علاوہ کتا پالنا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹) بعض بچے کتوں کو شوقیہ پالتے ہیں اور گھروں میں لاتے ہیں۔ ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو اس سے روکیں اور اگر وہ نہ مانیں تو سختی کریں۔ حدیث میں جن کتوں کے گھر میں رہنے سے رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا ذکر ہے۔ ان کتوں سے مراد وہی کتے ہیں جن کو پالنا جائز نہیں ہے۔

اسلامی مسائل وخصائل کا خزانہ
جنتی زیور
تالیف
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی
4921389-90-91

بیوہ عورتوں کا نکاح

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیہودہ رسموں کا رواج اور چلن ہوگیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کا برا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں۔ حالاں کہ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بے وقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو درکنار۔ اگر کوئی اللہ کی بندی اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح کر لیتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں یاد رکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو برا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیوں کہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اس کے کرنے والے کو ذلیل جاننا کفر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھیں۔ ایک ایک دو دو نکاح ان کے پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان اُمت کی ماؤں کو ذلیل یا برا کہہ سکتا ہے؟ (توبہ نعوذ باللہ)

بہر حال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ لہٰذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیہودہ رسم کو دُنیا سے مٹا دیں اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کرا دیں اور ان بیچاری دکھیاری اللہ کی بندیوں کو بیکسی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کر لیں اور سو شہیدوں کے ثواب کی حق دار بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔ (سورئہ نور)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ صح المطابع)

یعنی میری اُمت میں فساد پھیل جانے کے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری سنت پر عمل کرے اس کو ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی ''کتاب الزہد'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ صفحہ ۳۰)

بیماری اور علاج کا بیان

بیمار پرسی

بیمار کا حال پوچھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لئے صبح کو جائے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۸۶)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور جنت کی ایک منزل پر تو نے اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

مسئلہ مریض کی بیمار پرسی کے لئے جانا سنت اور ثواب ہے لیکن اگر معلوم ہو کہ بیمار پرسی کو جائے گا تو مریض پر گراں گزرے گا تو ایسی حالت میں بیمار پرسی کو نہ جائے۔

مسئلہ دوا علاج کرنا جائز ہے۔ جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ درحقیقت شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے دواؤں کو مرض کے زائل کرنے کا سبب بنا دیا ہے۔ اگر کوئی دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہے تو اس اعتقاد کے ساتھ دوا علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مسئلہ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ، الکوہل اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے۔ ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (مشکوۃ جلد صفحہ ۲۸۸)

مسئلہ شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے جیسے زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کے زخم پر شراب کا پھایہ رکھا یا شراب ملے ہوئے مرہم یا لیپ کو بدن پر لگایا یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال کیا۔ ان سب صورتوں میں وہ گنہگار رہوا۔ جس نے شراب کو استعمال کیا یا کرایا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۱)

مسئلہ کوئی شخص بیمار ہوا اور دوا علاج نہیں کیا اور مر گیا تو گنہگار نہیں ہوا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مطلب یہ ہے کہ دوا علاج کرنا فرض یا واجب نہیں ہے کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہگار رہو ہاں البتہ بھوک پیاس کا غلبہ ہو اور کھانا پانی موجود ہوتے ہوئے کچھ کھایا ہی نہیں اور بھوک پیاس سے مر گیا تو ضرور گنہگار رہوگا۔ کیونکہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے اس کی بھوک پیاس چلی جاتی اور بھوک پیاس کی وجہ سے اس کی موت نہ ہوتی۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۱۰)

مسئلہ حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب۔ (ھدایہ جلد ۴ صفحہ ۴۵۹)

مسئلہ بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی کو کاٹا یا جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں۔ اس ضرورت سے دواؤں کے ذریعہ مریض کو بیہوش کرنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۷)

مسئلہ حقنہ لگانے یا پیشاب اُتارنے کے لئے سلائی چڑھانے میں اس جگہ کی طرف دیکھنے اور چھونے کی نوبت آئی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار جلد۵ صفحہ۲۳۷)

مسئلہ اسقاطِ حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دوائی سے حمل گروانا منع ہے۔ چاہے بچہ کی صورت بن گئی ہو یا نہ بنی ہو۔ دونوں صورتوں میں حمل گرانا ممنوع ہے لیکن ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً بچہ پیدا ہونے میں عورت کی جان کا خطرہ ہو یا عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور کوئی دودھ پلانے والی عورت مل نہیں سکتی اور باپ کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ وہ بچہ کے لئے دودھ کا انتظام کرسکے اور بچہ کے ہلاک ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں مجبوری کی وجہ سے حمل گرایا جاسکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دِن ہو اور بچے کے اعضاء بن چکے ہوں تو ایسی صورت میں حمل گرانے کی اجازت نہیں ہے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ ۲۱۲، و بہارِ شریعت جلد۱۶ صفحہ۱۲۸)

مسئلہ بیماری میں نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے۔ بدپرہیزی نہیں کرنی چاہئے۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۱۸۳)

مسئلہ مریض کو کھلانے پلانے میں زبردستی نہیں کرنی چاہئے۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مریض کو کھانے پر مجبور نہ کرو۔ کیوں کہ مریضوں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد۲ صفحہ ۳۸۸)

اور یہ بھی فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔ (ابن ماجہ)

یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانا مریض کو مضر نہ ہو اور کھلانے کی اشتہاءِ صادق ہو۔

قرآنِ پاک کی تلاوت کا ثواب

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل اور اجر وثواب بہت زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق چند حدیثوں کو پڑھ لو اور ان پر عمل کر کے اجر وثواب کی دولتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ بہترین شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲)

حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ ''کراماً کاتبین'' کے ساتھ ہے اور جو شخص رُک رُک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ الفاظ ادا ہوتے ہیں اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۲)

حدیث حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں ہے وہ ویرانہ اور اجاڑ مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک ایسی نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے مطلب یہ ہے کہ جس نے صرف الٓمٓ پڑھ لیا تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

حدیث جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس نے قرآن کے حلال کئے ہوئے کو حلال سمجھا اور حرام کیے ہوئے کو حرام جانا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت کرے گا جن کے لئے جہنم واجب ہو چکا تھا۔
(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ نماز میں تو نے کون سی سورۃ پڑھی اُنہوں نے سورۂ فاتحہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھ کر سنائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے کہ نہ اس کے مثل تورات میں کوئی سورہ اُتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں یہ سورہ سبع مثانی ہے اور قرآن مجید ہے جو مجھے خدا کے طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

حدیث حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دو چمک دار سورتیں سورۃ البقرۃ اور سورۂ آلِ عمران کو پڑھو کیوں کہ یہ دونوں قیامت کے دن اِس طرح آئیں گی گویا دو اَبر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی شفاعت کریں گی سورۂ بقرہ کو پڑھا کرو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل اس سورۃ کی تاب نہیں لا سکتے۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

حدیث جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اُس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

حدیث جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سورۂ یٰسٓ پڑھے گا۔ اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے جس نے سورۂ یٰسٓ پڑھی۔ دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں کی سُورۃ ہے۔ وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ سورۂ ملک ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد تہائی قرآن کے برابر اور قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! اپنی جانب جنت میں چلا جا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا اور قیمتی غلاف چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

مسئلہ قرآن مجید بہت چھوٹے سائز کا چھپوانا جیسے لوگ تعویزی قرآن چھپواتے ہیں۔ مکروہ ہے کہ اس قرآن مجید کی عظمت لوگوں کی نظروں میں کم ہوتی ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)

مسئلہ قرآن مجید بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اور اس قابل نہیں رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق بکھر جائیں گے تو چاہئے کہ اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کرنے کے بعد اس پر تختہ لگا کر دفن کر دیں تا کہ قرآن مجید پر مٹی نہ پڑے قرآن پرانا بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۵)

مسئلہ قرآن مجید پر اگر توہین کے ارادہ سے کسی نے پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۴)
اور اگر بے اختیار غلطی سے پاؤں پڑ گیا تو قرآن مجید کو ادب سے اٹھا کر بوسہ دے تو بہ کرے۔

مسئلہ کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھا ہے اور اس میں تلاوت نہیں کرتا تو کچھ گناہ نہیں۔ بلکہ اس کی یہ نیت باعثِ ثواب ہے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۲۸۴)

مسئلہ لغت اور نحو وصرف کی کتابوں کو نیچے رکھے اور ان کے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ کی کتابیں اور حدیث کی کتابیں رکھی جائیں اور ان کے اوپر تفسیر کی کتابوں کو رکھیں اور سب کتابوں کے اوپر قرآن مجید کو رکھیں اور قرآن مجید کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں بلکہ قرآن مجید جس بکس یا الماری میں ہو اس بکس اور الماری کے اوپر بھی کوئی چیز نہ رکھیں۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۲۸۵)

مسئلہ جس گھر میں قرآن مجید ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنے کی اجازت ہے جب کہ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔ قرآن مجید کی طرف پیٹھ کرنا پاؤں پھیلانا قرآن سے اونچی جگہ بیٹھنا سخت خلافِ ادب اور ممنوع ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسجد اور قبلہ کے آداب

مسئلہ مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے اور سونے چاندی کے پانی سے نقش ونگار بنانا درست ہے جب کہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مسجد کے وقف کے مال سے متولی کو ایسے نقش ونگار بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض مشائخ کرام دیوارِ قبلہ میں نقش ونگار بنوانے کو مکروہ بتاتے ہیں کہ نمازی کا دِل ادھر متوجہ ہوگا اور دھیان بٹے گا۔ (درمختار و عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱)

مسئلہ مسجد میں کھانا، سونا، معتکف کے لیے جائز ہے۔ غیر معتکف کے لیے کھانا سونا مکروہ ہے اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور کچھ ذکر الٰہی کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد مسجد میں کھائے اور سوئے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

ہندوستان میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ مسجد کے اندر روزہ افطار کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اگر خارج مسجد کوئی ایسی جگہ ہو جب تو مسجد میں نہ افطار کریں ورنہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیں۔ اب افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ مسجد کے فرش اور چٹائیوں کو کھانے پانی سے آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ مسجد کو راستہ بنانا، مسجد میں کوئی سامان یا تعویز وغیرہ بیچنا یا خریدنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجد کے سائل کو دینا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا منع ہیں مسجد میں دنیاوی بات چیت نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کے گناہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ (مختار و ردالمختار)

مسئلہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۳)

ہاں اگر نمازیوں کی کثرت اور مسجد میں تنگی ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔

مسئلہ عظمت اور احترام کے لحاظ سے سب سے بڑا درجہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ کی مسجد کا ہے پھر مسجد نبوی کا پھر مسجد بیت المقدس کا۔ پھر جامع مسجد کا، پھر محلّہ کی مسجد کا، پھر سڑکوں کی مسجدوں کا۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجدوں کی صفائی کے لیے ابابیلوں اور چمگادڑوں وغیرہ کے گھونسلوں کو نوچ کر پھینک دینا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۸۲)

مسئلہ مسجدوں میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۲۸۲)

یہ اس وقت ہے جب کہ جوتوں میں کوئی نجاست نہ لگی ہوتو ان ناپاک جوتوں کو پہن کر مسجد میں داخل ہونا سخت حرام ہے۔

مسئلہ مسجد میں ان آداب کا خاص طور پر خیال رکھیں (۱) جب مسجد میں داخل ہوتو سلام کرے۔ بشرطیکہ وہاں لوگ ذکر الٰہی اور درس یا نماز میں مشغول نہ ہوں اور اگر مسجد میں کوئی موجود نہ ہو یا جو لوگ موجود ہوں وہ عبادتوں میں مشغول ہوں تو السلام علیکم کہنے کی بجائے یوں کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (۲) وقت مکروہ نہ ہوتو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرلے، (۳) خرید وفروخت نہ کرے، (۴) ننگی تلوار لے کر مسجد میں نہ جائے، (۵) گمی ہوئی چیز چلا کر نہ ڈھونڈھے، (۶) ذکر الٰہی کے سوا آواز بلند نہ کرے، (۷) دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے، (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے، (۹) جگہ کے لیے لوگوں سے جھگڑا نہ کرے۔ (۱۰) اس طرح نہ بیٹھے کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہوجائے، (۱۱) نمازی کے آگے سے نہ گذرے، (۱۲) مسجد میں تھوک اور کھنکار نہ ڈالے، (۱۳) انگلیاں نہ چٹخائے، (۱۴) نجاست اور بچوں پاگلوں سے مسجد کو بچائے، (۱۵) ذکر الٰہی کی کثرت کرے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۲۸۳)

مسئلہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح قبلہ کی طرف نشانہ بنا کر اس پر تیر چلانا یا گولی مارنا یعنی چاندماری کرنا مکروہ ہے قبلہ کی طرف تھوکنا بھی خلاف ادب ہے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۲۸۳)

لہو و لعب کا بیان

مسئلہ گنجفہ چوسر، شطرنج، تاش کھیلنا ناجائز ہے۔ احادیث میں شطرنج کھیلنے کی بہت زیادہ ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ''نردشیر'' کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ۳۲۷)

پھر یہ بھی وجہ ہے کہ ان کھیلوں میں آدمی اس قدر محو اور غافل ہوجاتا ہے کہ نماز وغیرہ دین کے بہت سے کاموں میں خلل پڑ جاتا ہے تو جو کام ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے دینی کاموں میں خلل پڑتا ہو وہ کیوں نہ برا ہوگا۔ یہی حال پتنگ کے اڑانے کا بھی ہے۔ کہ یہی سب خرابیاں اس میں بھی ہیں۔ بلکہ بہت سے لڑکے پتنگ کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے۔ اس لیے پتنگ اڑانا بھی منع ہے غرض لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے۔ (۱) بیوی کے ساتھ کھیلنا، (۲) گھوڑے کی سواری کرنے میں مقابلہ، (۳) تیراندازی کا مقابلہ۔

مسئلہ ناچنا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے تمام باجے سب ناجائز ہیں۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۳۰۸)

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جب کہ ان دفوں میں جھانج نہ لگے ہوں اور موسیقی کے قواعد پر نہ بجائے جائیں بلکہ محض ڈھب دھب کی بے سری آواز سے فقط نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ (ردالمختار و عالمگیری جلد۵ صفحہ ۳۰۸)

مسئلہ رمضان شریف میں سحری کھانے اور افطاری کے وقت بعض شہروں میں نقارے یا گھنٹے بجتے ہیں یا سیٹیاں بجتی ہیں۔ جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ بیدار ہو کر سحری کھائیں یا انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ سحری کا وقت باقی ہے۔ اور لوگوں معلوم ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے۔ اور افطار کا وقت ہو گیا۔ یہ سب جائز ہیں کیوں کہ یہ لہو ولعب کے طور پر نہیں ہیں بلکہ ان سے اعلان کرنا مقصود ہوتے ہیں اسی طرح ملوں اور کارخانوں میں کام شروع اور کام ختم ہونے کے وقت سیٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ یہ بھی جائز ہیں کیوں کہ اس سے لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹیاں بجائی جاتی ہیں۔ (بہارِ شریعت جلد۱۶ صفحہ۱۳۰)

مسئلہ کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لئے پالا ہے تو ناجائز ہے کیونکہ کبوتر بازی بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لئے چھت پر چڑھتا ہو جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہو تو اس کو سختی کے ساتھ منع کیا جائے اور وہ اس پر بھی نہ مانے تو اسلامی حکومت کی طرف سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیے جائیں گے تا کہ اڑانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔ (درمختار جلد ۵ صفحہ ۱۳۱)

مسئلہ جانوروں کو لڑانا جیسے لوگ مرغ، بٹیر، تیتر مینڈھوں کو لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور ان کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۱)

مسئلہ اکھاڑوں میں کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس سے مقصود اپنی جسمانی طاقت کو بڑھانا ہو تو جائز ہے مگر شرط ہے کہ ستر پوشی کے ساتھ آج کل لنگوٹ اور جانگیہ پہن کر جو کشتی لڑتے ہیں جس میں ران وغیرہ کھلی رہتی ہیں یہ ناجائز ہے اور ایسی کشتیوں کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے کیوں کہ کسی کے ستر کو دیکھنا حرام ہے۔ ہمارے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پہلوان سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ اس کو پچھاڑا کیوں کہ رکانہ پہلوان نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ رکانہ مسلمان ہو گئے۔ (درمختار و ردالمختار جلد۵ صفحہ ۲۵۹)

مسئلہ اگر لوگ اس طرح آپس میں ہنسی مذاق کریں نہ گالی گلوچ ہو نہ کسی کی ایذا رسانی ہو بلکہ محض پر لطف اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں جن سے اہل محفل کو ہنسی آ جائے اور تفریح ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی تفریح اور مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے۔ (دیکھو ہماری کتاب روحانی حکایات اوّل و دوم)

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت اور اس کے اجروثواب کے فضیلت کا کیا کہنا؟ اس علم سے آدمی کی دنیا آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعۂ نجات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین جاننے والوں کی بزرگی اور فضیلت کو بیان فرمایا کہ:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے، بہت سے درجات بلند فرمائے گا۔

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں علم دین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور علم دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بزرگیوں اور ان کے مراتب و درجات کی عظمتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا:

حدیث عالم کی فضیلت عابد پر ویسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے، یہاں تک چیونٹی اپنے سوراخ میں، اور یہاں تک کہ مچھلی سب اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ جو عالم کے لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۴)

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

حدیث عالموں کی دواتوں کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (خطیب)

حدیث علماء کی مثال یہ ہے کہ جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔ (احمد)

حدیث ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۴)

پیارے بھائیو اور عزیز بہنو! آج کل مسلمان مردوں اور عورتوں میں علم دین سیکھنے سکھانے اور دین کی باتوں کے جاننے کا جذبہ اور ذوق تقریباً مٹ چکا ہے۔ اس لئے ہر طرف بے دینی اور لا مذہبیت کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین و مذہب سے آزاد، اور خدا اور رسول سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے ہیں، بلکہ بہت سے تو خدا ہی کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مانتے ہی نہیں کہ خدا موجود ہے اس بے دینی کے طوفان کا ایک سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود بھی دین کا علم پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے بچوں کو بھی علم دین نہیں پڑھایا اس لئے بے حد ضروری ہے کہ مسلمان مرد و عورت خود بھی فرصت نکال کر دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کریں۔ اور اپنے بچے اور بچیوں کو ضروری باتیں بچپن ہی سے بتاتے اور سکھاتے رہیں اگر اپنے بچوں

کوعلم دین پڑھا کر عالم نہیں بنا سکتے تو کم از کم ان کو دین کا اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

حلال روزی کمانے کا بیان

اتنا کمانا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اپنے اور اپنے اہل وعیال کے گزارہ کے لئے اور جن لوگوں کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کا خرچ چلانے کے لئے اور اپنے قرضوں کو ادا کرنے کیلئے کافی ہو۔ اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنی ہی کمائی پر بس کرے یا اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ پس ماندہ مال رکھنے کی بھی کوشش کرے کسی کے ماں باپ اگر محتاج و تنگ دست ہوں تو لڑکوں پر فرض ہے کہ کما کر انہیں اتنا دیں کہ ان کے لئے کافی ہو جائے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ۳۰۵)

مسئلہ سب سے افضل کمائی جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہو۔ جہاد کے بعد افضل کمائی تجارت ہے پھر زراعت پھر صنعت وحرفت کا مرتبہ ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۶)

مسئلہ جو لوگ مسجدوں اور بزرگوں کی خانقاہوں اور درگاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لئے کوئی کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نظریں ہر وقت لوگوں کی جیبوں پر لگی رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے ان لوگوں نے اس کو اپنی کمائی کا پیشہ بنا لیا ہے اور یہ لوگ طرح طرح کے مکر وفریب سے کام لے کر لوگوں سے رقمیں کھسوٹتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ طریقہ ناجائز ہے ہرگز ہرگز یہ لوگ متوکل نہیں بلکہ مفت خور اور چور ہیں اس سے لاکھوں درجے یہ اچھا ہے کہ یہ لوگ بسر اوقات کے لئے کچھ کام کرتے اور رزق حلال کھا کر خدا کے فرائض کو ادا کرتے۔ (عالمگیری جلد۵ صفحہ ۳۰۶)

مسئلہ اپنی ضرورتوں سے بہت زیادہ مال و دولت کمانا اگر اس نیت سے ہو، کہ فقراء و مساکین اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کریں گے تو یہ مستحب بلکہ نفلی عبادتوں سے افضل ہے اور اگر اس نیت سے ہو کہ میرے وقار وعزت میں اضافہ ہوگا تو یہ بھی مباح ہے لیکن اگر مال کی کثرت اور فخر وتکبر کی نیت سے زیادہ مال کمائے تو یہ ممنوع ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۵)

ضروری تنبیہ

یاد رکھو کہ مال کمانے کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض صورتیں ناجائز ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جائز طریقوں پر عمل کرے اور ناجائز طریقوں سے دور بھاگے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ — یعنی آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق مت کھاؤ۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے فرمایا،

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ — یعنی اللہ تعالیٰ نے جو روزی دی ہے اس میں سے حلال وطیب مال کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

ان آیتوں کے علاوہ اس بارے میں چند حدیثیں بھی سن لو۔

حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا چنانچہ اس نے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ،

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

یعنی اے رسولو! حلال چیزوں کو کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

اور مومنین سے فرمایا کہ،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

یعنی اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ۔

اس کے بعد پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص لمبے لمبے سفر کرتا ہے جس کے بال پراگندہ اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا مانگے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے۔ (دعا مانگتا ہے) مگر اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور غذا حرام ہے۔ پھر اس کی دُعا کیوں کر مقبول ہو یعنی اگر دعا مقبول ہونے کی خواہش ہو تو حلال روزی اختیار کرو کہ بغیر اس کے دُعا قبول ہونے کے تمام اسباب بیکار ہیں۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد فریضہ ہے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے؟ (بخاری و مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو قبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب ہی ہیں)۔ (امام احمد)

حدیث چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت، شراب، سینما، جوا، ناچ گانا، سٹہ، جھوٹ فریب، دھوکا بازی، کم ناپ تول، بغیر کام کیے مزدوری اور تنخواہ لینا، سود وغیرہ یہ ساری کمائیاں حرام و ناجائز ہیں۔ (قرآن و حدیث و کتب فقہ)

حدیث شخص نے حرام طریقوں سے مال جمع کیا اور مر گیا تو اس کے وارثوں پر یہ لازم ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ فلاں فلاں کے اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور نہ معلوم ہو تو کل مالوں کو صدقہ کر دیں کہ جان بوجھ کر حرام مال کو لینا جائز نہیں۔

(عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۰۶ وغیرہ)

خلاصہ کلام یہ کہ مسلمان کو لازم ہے کہ ہمیشہ مال حرام سے بچتا رہے حدیث شریف میں ہے کہ مال حرام جب حلال مال میں مل جاتا ہے تو مال حرام مال حلال کو بھی برباد کر دیتا ہے اس زمانے میں لوگ حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے لیکن بہر حال ایک مسلمان کے لئے حلال و حرام میں فرق کرنا فرض ہے اوپر تم یہ حدیث پڑھ چکے ہو کہ خدا کے فرائض کے بعد رزق حلال تلاش کرنا بھی مسلمان کے لئے ایک فریضہ ہے۔

پیری مریدی کے لئے ہدایات

۱۔ مرید کو چاہئے کہ اپنے پیر کا ظاہر و باطن میں، سامنے اور پیٹھ پیچھے انتہائی ادب و احترام رکھے، پیر جو وظیفہ بتائے اس کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے اور اپنے پیر کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ جس قدر ظاہری اور باطنی فیض مجھے اپنے پیر سے مل سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ سے نہیں مل سکتا۔

۲۔ اگر پیر نے اپنے مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہ سنوارا ہو اور پیر کا وصال ہو جائے تو مرید کو چاہئے کہ کسی دوسرے پیر کامل سے جس میں پیری کی سب شرائط پائی جاتی ہوں اس سے مرید ہو کر فیض حاصل کرے اور پہلے کے لئے ہمیشہ فاتحہ دلاتا اور ایصال ثواب کرتا رہے۔

۳۔ بغیر اپنے پیر سے پوچھے ہوئے کوئی وظیفہ یا فقیری کا کوئی عمل نہ کرے اور جو کچھ دل میں برے یا اچھے خیالات پیدا ہوں یا نئے کام کا ارادہ کرے تو پیر سے پوچھ لیا کرے۔

۴۔ عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید نہ ہو بلکہ پیر کا رومال پکڑ کر مرید بنے۔

۵۔ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر کا مرید بن گیا یا پہلے وہ پیر شریعت کا پابند تھا اب بگڑ گیا تو مرید کو لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دے اور کسی دوسرے پابند شریعت پیر سے مرید ہو جائے لیکن اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلاف شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں اس لئے اگر اس سے اتفاقیہ کوئی معمولی سی خلاف شرع بات ہوگئی ہے جو توبہ کر لینے سے معاف ہوسکتی ہے تو ایسی بات پر بدظن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں البتہ بدعقیدہ اور فاسق معلن کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔

۶۔ آج کل کے مکار فقیر کہا کرتے ہیں کہ شریعت کا راستہ اور ہے فقیری کا راستہ اور ہے ایسا کہنے والے فقیر خواہ کتنا ہی شعبدہ دکھائیں مگر ان کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا فرض ہے یہ گمراہ اور جھوٹے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ ایسے فقیروں سے مرید ہونا بہت بڑا گناہ ہے اور وہ جو کچھ تعجب خیز چیزیں دکھلا رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز کرامت نہیں۔ بلکہ جادو یا نظر بندی کا عمل یا شیطان کا دھوکا ہے۔

(دیکھو ہماری کتاب معمولات الابرار)

۷۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفوں سے دل میں کچھ روشنی یا اچھی حالت پیدا یا اچھے خواب نظر آئیں یا خواب و بیداری میں بزرگوں کا دیدار اور ان کی زیارت ہونے لگے یا نماز اور وظیفوں میں کوئی چمک پیدا ہو یا کوئی خاص کیفیت یا لذت محسوس ہو تو خبردار ان باتوں کا اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے سے ذکر نہ کرے۔ نہ اپنے وظیفوں اور عبادتوں کا پیر کے علاوہ کسی کے سامنے اظہار کرے۔ کیونکہ ظاہر کر دینے سے یہ ملی ہوئی روحانی دولت چلی جاتی ہے اور پھر مرید عمر بھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔

۸۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا کچھ مدت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو تنگ دل اور پیر سے بدظن نہ ہو۔ اور اس کو اپنی خامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے۔ ہر مرید میں پیدائشی طور پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور جتنی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہرگز ہرگز پیر سے بداعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے۔ اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلی دیتا رہے کہ ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر — تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

۹۔ ہر مرید کو لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہرگز ہرگز کبھی کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے۔ نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس قسم کی فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے اور فخر و غرور کا شیطان سر پر سوار ہو کر مرید کو جہنم کے گڑھے میں گرا دیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نفاق و شقاق، پارٹی بندی اور قسم قسم کے جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

مرید کو کس طرح رہنا چاہئے؟

۱۔ ضرورت کے مطابق دین کا علم حاصل کرتا رہے۔ خواہ کتابیں پڑھ پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔

۲۔ سب گناہوں سے بچتا رہے۔

۳۔ اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً دل میں شرمندہ ہو کر خدا سے توبہ کرے۔

۴۔ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ دے نہ کسی کا کوئی حق مارے۔

۵۔ مال کی محبت اور عزت و شہرت کی تمنا دل میں نہ رکھے نہ اچھے کھانے اور اچھے کپڑے کی فکر کرے بلکہ وقت پر جو کچھ مل جائے اس پر صبر و شکر کرے۔

۶۔ اگر کسی خطا پر کوئی ٹوکے تو اپنی بات کو پچ کر کے اس پر اڑا نہ رہے بلکہ فوراً ہی خوشی دلی سے اپنی غلطی کو تسلیم کرے اور توبہ کرے۔

۷۔ بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے کیوں کہ سفر میں بہت سی بے احتیاطی ہوتی ہے، اور بہت سے دینی کاموں اور وظیفوں یہاں تک کہ نمازوں میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔

۸۔ کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔

۹۔ بہت زیادہ اور قہقہہ لگا کر نہ ہنسے۔

۱۰۔ ہر بات ہر کام میں شریعت اور سنت کی پابندی کا خیال رکھے۔

۱۱۔ زیادہ وقت تنہائی میں رہے اگر لوگوں سے ملنا جلنا پڑے، تو لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملے۔ سب کی خدمت کرے اور ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے اپنی بڑائی نہ جتائے۔

۱۲۔ امیروں کی صحبت میں بہت کم بیٹھے۔

۱۳۔ بد دینوں اور بدفعلوں سے بہت دور بھاگے۔

۱۴۔ دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے۔

۱۵۔ نمازوں کو اچھی طرح اچھے وقت میں پابندی کے ساتھ دل لگا کر پڑھے۔

۱۶۔ جو کچھ نقصان یا رنج وغم پیش آئے اس کو اللہ کی طرف سے جانے اور اس پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملے گا۔ اور اگر کوئی فائدہ حاصل ہو یا کوئی خوشی حاصل ہو تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور یہ دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس نفع اور خوشی کو میرے حق میں بہتر بنائے۔

۱۷۔ دل یا زبان سے ہر وقت خدا کا ذکر کرتا رہے کسی وقت غافل نہ رہے کم سے کم یہ خیال رکھے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔

۱۸۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو دین یا دنیا کا فائدہ پہنچاتا رہے۔ اور ہرگز کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔

۱۹۔ خوراک میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور آدمی سے کوئی امید اور آس نہ لگائے اور ہرگز یہ خیال نہ رکھے کہ فلاں جگہ سے یا فلاں آدمی سے مجھے کوئی فائدہ مل جائے گا۔ بس اللہ تعالیٰ سے آس لگائے رکھے، اور اس عقیدہ پر جما رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب میرے کام آئیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا تو کوئی میرے کام نہیں آسکتا۔

۲۱۔ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے عیوب کو چھپائے۔

۲۲۔ مہمانوں، مسافروں اور عالموں درویشوں کی خدمت کرے اور غریبوں محتاجوں کی اپنی طاقت بھر مدد کرے۔

۲۳۔ اپنی موت کو یاد رکھے۔

۲۴۔ روزانہ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں کو سوچے کہ آج دن بھر میں مجھ سے کتنی نیکیاں ہوئیں اور کتنے گناہ ہوئے، نیکیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور گناہوں سے توبہ کرے۔

۲۵۔ جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، فضول بکواس سے ہمیشہ بچتا رہے۔

۲۶۔ جو محفل خلاف شریعت ہو وہاں ہرگز قدم نہ رکھے اور اس معاملہ میں عزیز واقرباء کی ناراضگی کی بھی کوئی پرواہ نہ کرے۔

۲۷۔ اپنی صورت وسیرت، اپنے علم وفن، اپنی مال ودولت اور دوسری خوبیوں پر ہرگز کبھی مغرور نہ ہو۔

۲۸۔ نیکوں کی صحبت میں بیٹھے۔

۲۹۔ غصہ نہ کرے ہمیشہ بردباری اور برداشت کرنے کی عادت بنائے۔

۳۰۔ ہر شخص سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرے۔

۳۱۔ اپنے پیر کے بتائے ذکر اور وظیفوں کی پابندی کرے، اور اس کی نصیحتوں کو ہر دم پیش نظر رکھے۔

خیر و برکت والی مجلسیں

مسلمانوں کی وہ مجلسیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان مجلسوں میں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے ان مبارک مجلسوں میں سے چند یہ ہیں جن میں مسلمانوں کا حاضر ہونا سعادت اور باعث خیر و برکت اور اجر و ثواب کی دولت سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

۱۔میلاد شریف

اس مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا بیان اور اسی کے ضمن میں حضور علیہ والصلوۃ والسلام کے فضائل و معجزات اور آپ کی سیرت مبارکہ اور آپ کی مقدس زندگی کے حالات کا ذکر جمیل ہوتا ہے۔ان چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔اور حدیثوں میں بھی بکثرت ان باتوں کا ذکر ہے اگر مسلمان اپنی محفل میں ان مقدس مضامین کو بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لئے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی بھلا کون سی وجہ ہوسکتی ہے۔ بلاشبہ یقیناً یہ مجلس جائز بلکہ مستحب اور باعث اَجر و ثواب ہے اس مجلس کے لئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا یقیناً ایک خیر کی طرف بلانا ہے جو ثواب کا کام ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں اور تاریخ مقرر کر کے اشتہار چھاپے جاتے ہیں اور اعلان کر کے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور ان باتوں کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح میلاد شریف کے لئے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز اور بدعت نہیں کہا جاسکتا!

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔مٹھائی بانٹنا مسلمانوں کے ساتھ ایک نیک سلوک اور احسان کرنا ہے جب میلاد شریف کی محفل جائز ہے تو مٹھائی بانٹنا جو ایک جائز اور نیک کام ہے اس محفل کو ناجائز نہیں کر دے گا۔میلاد شریف کی محفل میں ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کے صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں عرب و عجم کے بڑے بڑے علماء کرام اور مفتیان عظام نے اس قیام اور صلاۃ وسلام کو مستحب فرمایا ہے اس لئے کھڑے ہو کے سلام پڑھنا یقیناً جائز اور ثواب کا کام ہے بعض اکابر اولیاء کو میلاد شریف کی مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہی اس مجلس میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے کسی امتی پر اپنا خاص کرم فرمائیں اور تشریف لائیں تو یہ کوئی محال بات بھی نہیں۔ بہت سے غلاموں کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا ہے اور اپنے دیدار انور سے مشرف فرمایا ہے۔اور مشرف فرماتے رہتے ہیں اور قیامت تک فرماتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حیات جاودانی عطا فرمائی ہے اور ان کو بڑی بڑی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنایا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سُلْطَانِ الْعٰلَمِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنَ

۲۔رجبی شریف

۲۶ تا ۲۷ رجب کو معراج شریف کا بیان کرنے کے لئے جو جلسہ کیا جاتا ہے اس کو رجبی شریف کی مجلس کہتے ہیں۔ میلاد کی طرح یہ بھی بہت ہی مبارک جلسہ ہے اس کو کرنے والے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات اور ان کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیم معجزہ یعنی معراج جسمانی کا ذکر جمیل کس قدر خداوند جلیل کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہوگا؟ اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور بڑے سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس مجلس خیر و برکت کو منعقد کریں اور ذکر معراج سننے کے لئے کثیر تعداد میں حاضر ہو کر انوار برکات کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔ اور اس مقدس رات میں نوافل پڑھ کر اور صدقات خیرات کر کے ثواب دارین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔

۳۔ گیارھویں شریف

۱۱ تا ۱۲ ربیع الآخر کو حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب اور آپ کی کرامات کو بیان کرنے لئے یہ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوا کرتا ہے لہذا یہ جلسے بھی جائز اور بہت ہی بابرکت ہیں اور بلاشبہ ثواب کے کام ہیں۔

٤۔سیرت پاک کے اجلاس

ان جلسوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی مقدس سیرت اور اتباع سنت وشریعت اور محبت رسول کا بیان ہوا کرتا ہے میلاد شریف کی طرح یہ جلسے بھی بہت مبارک اور خیر و برکت والے ہیں اور اہل جلسہ وحاضرین سب ثواب پاتے ہیں۔

۵۔ حلقہ، ذکر

صوفیاء کرام اہل طریقت جمع ہو کر اور حلقہ بنا کر کلمہ طیبہ پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر شجرہ شریفہ پڑھ کر ان کبار کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ ان حلقوں کی فضیلت اور عظمت کا کیا کہنا؟ ان ذکر کے حلقوں کو حدیث میں ''جنت کا باغ'' کہا گیا۔

اسی طرح دوسرے صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے تذکروں کی مجلسیں منعقد کرنا بھی جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ان سب جلسوں میں روایات صحیحہ بیان کی جائیں غیر ذمہ دار لوگوں سے نہ وعظ کہلایا جائے نہ غلط روایتوں کو بیان کیا جائے ورنہ ثواب کی جگہ عذاب کے سوا اور کچھ نہ ملے گا۔

عرس بزرگانِ دین

بزرگان دین وعلماء صالحین کے وصال کی تاریخوں میں ان کے مزاروں پر حاضرین کا اجتماع جس میں قرآن مجید کی تلاوت اور میلاد شریف، نعت خوانی اور وعظ ہوتا ہے۔ اوران بزرگ کے حالات زندگی بیان کیے جاتے ہیں پھر فاتحہ وایصالِ ثواب کیا جاتا ہے یہ جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر سال کے اول یا آخر میں شہداء احد کے مزاروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ عرسوں کو زمانہ حال کے خرافات ولغویات کی چیزوں سے پاک رکھا جائے جاہلوں کو ناجائز کاموں سے منع کیا جائے منع کرنے سے بھی اگر وہ باز نہ آئیں توان ناجائز کاموں کا گناہ ان کے سر پر ہوگا ان لغویات کی وجہ سے عرس کو حرام نہیں کہا جاسکتا ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑا دینا چاہیے ناک کاٹ کر نہیں پھینک دی جائے گی۔

ایصال ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اوراسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوگیا توانہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہوگیا ان کے لئے کون ساصدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوادیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کیلئے ہے، (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)۔ (مشکوٰۃ جلد صفحہ ۱۶۹)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکی۔ میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی۔ تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۲۴)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا،

''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔'' (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۲۴)

اس کے علاوہ ان حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ میت کے ایصال ثواب کے لئے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر، یا نل لگوا کر، یا سبیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔

۲۔ میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عَمّ صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ:

''مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریادرس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں''

۳۔ ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

۴۔ کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہٰذِہٖ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے یعنی اے اللہ! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

۵۔ غریب مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا، لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

۶۔ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغا کہنے سے بکرا یا مرغا حرام نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ حضرت سعد صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئیر ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہوگیا۔ بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصال ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا، چالیسویں دن ثواب پہنچانا، تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا، بلکہ یہ تخصیصات عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کر رکھی ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات وخیرات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اور اکثر لوگوں کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہے یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف ہم سنی

مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسواں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جارہا ہے۔
بہرحال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے مثلاً۔

تیجہ کی فاتحہ

مرنے سے تیسرے دن قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور کچھ بتاشے یا چنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لئے جائز اور بہتر ہے لہٰذا اس کو کرنا چاہئے۔

چالیسواں اور برسی کی فاتحہ

مرنے کے چالیسویں دن بعد بھی کچھ کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔
یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں لہٰذا ان کو کرتے رہنا چاہئے۔

شب برأت کی فاتحہ

شب برأت میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا یہ ایصال ثواب میں داخل ہے، لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

کونڈوں کی فاتحہ

رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں رکھتے ہیں، اور حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ اسی طرح ماہ رجب میں حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کرنے کیلئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کے فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے۔ مگر یہ جاہلوں کا طریقہ عمل ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب ''داستان عجیب'' لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ثبوت نہیں۔ لہٰذا اس کو نہیں پڑھنا چاہئے مگر فاتحہ دلانا چاہئے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔
اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تمام بزرگان دین کی فاتحہ دلانا جائز ہے اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں لہٰذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا

چاہئے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہئے کہ یہی مذہب حق پر ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراط مستقیم سے بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین!

یا رب العالمین بحرمتہ النبی الامین و آلہٖ واصحابہ اجمعین

فاتحہ کا طریقہ

پہلے تین بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چاروں قُلْ، سورۂ فاتحہ اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھے اس کے بعد پڑھے۔

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اب تین بار درود شریف پڑھے اور

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

پڑھ کر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب (اگر کھانا یا شیرینی بھی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانے اور شیرینی کا ثواب) ہماری جانب سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر آپ کے وسیلہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام و صحابۂ عظام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار و شہدائے کربلا اور تمام اولیاء و علماء و صلحا و شہدا کو عطا فرما۔ (پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصال ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت کے ساتھ لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث اعظم پاک رحمتہ اللہ علیہ کو نذر پہنچا دے) اور جملہ مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔ اور کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے مثلاً یوں کہے خصوصاً ہمارے والد یا والدہ کی روح کو ثواب پہنچا دے۔ آمین یا رب العلمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ج بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

(۷) تذکرۂ صالحات

چند نیک عورتوں کا حال

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا

اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

جہاں تک مسائل اور اسلامی عادات وخصائل کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہم ایک حد تک کافی لکھ چکے اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند خواتین اسلام یعنی ان مقدس بیبیوں کا مختصر تذکرہ بھی تحریر کردیں جو تاریخ اسلام میں صالحات (نیک بیبیوں) کے لقب سے مشہور ہیں تاکہ آج کل کی ماؤں بہنوں کو ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی کے مبارک حالات سے عبرت حاصل ہو اور یہ ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی سے اپنی زندگی سنوار لیں اور دُنیا وآخرت کی نیک نامیوں سے سرخرو وسربلند ہو جائیں ان قابلِ احترام خواتین کی لذیذ حکایتوں کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیبیوں کے ذکر جمیل سے شروع کرتے ہیں جو تمام امت کی مائیں ہیں اور جن کو تمام دُنیا کی عورتوں میں یہ خصوصی شرف ملا ہے کہ انہیں بستر نبوت پر سونا نصیب ہوا اور وہ دن رات محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کی خدمت وصحبت کے انوار وبرکات سے سرفراز ہوتی رہیں اور جن کی فضیلت وعظمت کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن عظیم نے قیامت تک کیلئے یہ اعلان فرمادیا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی اے نبی کی بیبیو! تمام جہان کی عورتوں میں کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہے۔

۱۔حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی اور رفیقہ حیات ہیں۔ یہ خاندانِ قریش کی بہت ہی باوقار وممتاز خاتون ہیں آپکے والد کا نام خویلد بن اسد اور آپکی ماں کا نام فاطمہ بنت زائد تھا۔ آپکی شرافت اور پاک دامنی کی بناء پر تمام مکہ والے ان کو ''طاہرہ'' کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اخلاق وعادات اور جمال صورت وکمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی آپ سے نکاح کی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشراف قریش کے مجمع میں باقاعدہ نکاح ہوا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی بے پناہ محبت تھی چنانچہ جب تک یہ زندہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور یہ مسلسل پچیس سال تک محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانثاری وخدمت گزاری کے شرف سے سرفراز رہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کی وفات کے بعد آپ اپنی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اُس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کیلئے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے

مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۲۴ ،استیعات جلد ۴ صفحہ ۱۸۱۷)

اس بات پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف آپ کی مخالفت کا طوفان اُٹھا ہوا تھا، ایسے خوفناک اور کٹھن وقت میں صرف ایک خدیجہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کی ہی ذات تھی جو پروانوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہی تھی اور اتنے خطرناک اوقات میں جس استقلال و استقامت کے ساتھ انہوں نے خطرات ومصائب کا مقابلہ کیا۔ اس خصوصیت میں تمام ازدواجِ مطہرات پر ان کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے۔

ان کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دُنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی اور باکمال چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم رضی اللہ تعالی عنہا دوسری، حضرت آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا (فرعون کی بیوی)، تیسری حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا، چوتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا۔ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن میں کھانا لے کر آ رہی ہیں جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان سے ان کے رب کا اور میرا اسلام کہہ دیجئے اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیجئے کہ جنت میں ان کیلئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۹)

سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد بہت سی عورتوں سے نکاح فرمایا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی محبت آخری عمر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں رچی بسی رہی یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی سہیلیوں کے یہاں بھی ضرور گوشت بھیجا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ بار بار حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ (۶۵) برس کی عمر پا کر ماہِ رمضان میں مکہ مکرمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنة المعلی) میں خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر انور میں اُتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپردِ خاک فرمایا اس وقت نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال ہو گیا تھا، ابھی چچا کی وفات کے صدمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب نازک رنج وغم سے نڈھال تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا انتقال ہو گیا اس سانحہ کا قلب مبارک پر اتنا زبردست صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام ''عام الحزن'' (غم کا سال) رکھ دیا۔

تبصرہ: حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مقدس زندگی سے ماں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ اُنہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دَور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جان نثاری کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل جوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دُنیا ہی میں ان کو یہ صلا ملا کہ رب العالمین کا سلام ان کے نام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دل جوئی اور تسلی دینے کی عادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دل جوئی تو کہاں؟ اُلٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے جھگڑا تکرار کر کے کبھی غصہ میں منہ پھلا کے۔

ماؤں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر انکی دل جوئی کیا کرو۔

۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام امت کی ماں ہیں ان کے والد کا نام ''زمعہ'' اور والدہ کا نام ''شموس بنت عمرو'' ہے یہ بھی قریشی خاندان کی بہت ہی نامور اور معزز عورت ہیں۔ یہ پہلے اپنے چچا زاد بھائی ''سکران بن عمرو'' سے بیاہی گئی تھیں اور اسلام کی شروعات ہی میں یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے اور کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر حبشہ کو ہجرت بھی کر چکے تھے لیکن جب حبشہ سے واپس ہو کر دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ میں آ کر رہنے لگے تو ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد رات دن مغموم رہا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح فرما لیں تاکہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت ہی دیانتدار اور وفا شعار خاتون ہیں اور بے حد خدمت گزار بھی ہیں آپ نے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرما لیا چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرا دی اور نکاح ہو گیا اور یہ عمر بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں اور جس والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کیا ان کا بہت ہی شاندار کارنامہ ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دیکھ کر انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوتی تھی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی مگر میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جمال صورت اور حسین سیرت کو دیکھ کر یہ تمنا کیا کرتی تھی کہ کاش میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جیسی ہوتی۔ یہ اپنی دوسری قسم کی خوبیوں کے ساتھ بہت فیاض اور اعلیٰ درجے کی سخی تھیں۔ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا حضرت بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا انہوں نے اس تھیلے کو دیکھ کر کہا کہ واہ بھلا کھجوروں کے تھیلے میں کہیں درہم بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اُٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین کو گھر میں بلا کر بانٹ دیا اور تھیلا خالی کر دیا۔ امام بخاری اور امام ذہبی کا قول ہے کہ ۲۳ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی لیکن واقدی اور صاحب اکمال کے نزدیک ان کی وفات کا سال ۵۴ ہجری ہے مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب میں ان کی وفات کا سال ۵۵ ہجری شوال کا مہینہ لکھا ہے ان کی قبر مدینہ منورہ میں قبرستان (جنۃ البقیع) میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۵۹۹)

تبصرہ غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کاشانہ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہو گیا اور پھر ان کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کیلئے اپنی باری کا دن کس خوش دلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا پھر ان کی فیاضی اور سخاوت بھی دیکھو، درہموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء اور مساکین کے درمیان تقسیم کر دیا اور اپنے لئے ایک درہم بھی نہ رکھا۔

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی ماں کا نام ''ام رومان'' ہے۔ ان کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرتِ مکہ مکرمہ میں ہوا تھا لیکن کاشانۂ نبوت میں یہ مدینہ منورہ کے اندر شوال ۲ ہجری میں آئیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ اور بہت ہی چہیتی بیوی ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نہیں اُتری مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب میرے ساتھ نبوت کے بستر پر سوتی رہتی ہیں تو اس حال میں بھی مجھ پر وحی اُترتی رہتی ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳۳)

فقہ و حدیث کے علوم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے درمیان ان کا درجہ بہت اونچا ہے، بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ عبادت میں بھی ان کا یہ عالم تھا کہ نماز تہجد کی بے حد پابند تھیں اور نفلی روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں۔ سخاوت اور صداقت و خیرات کے معاملہ میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیبیوں میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔

حضرت امِ درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ کہیں سے ایک لاکھ درہم ان کے پاس آئے آپ نے اُسی وقت ان سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی آپ نے باقی نہیں رکھا کہ اس سے گوشت خرید کر آپ روزہ افطار کرتیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہلے

کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگوا لیتی۔ آپ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ۱۷ رمضان منگل کی رات میں ۵۷ ہجری یا ۵۸ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور رات میں دوسری ازواجِ مطہرات کے پہلو میں جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ وغیرہ)

تبصرہ یہ عمر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں مگر علم و فضل زہد و تقوی سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں۔ اس کو فضل خداوندی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ بہر حال پیاری بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو۔

۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور اُمت کی ماؤں میں سے ہیں۔ یہ حضرت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بلند اقبال صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام ''زینب بنت مطعون'' ہے، جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔ یہ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور میاں بیوی دونوں ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے تھے، مگر ان کے شوہر جنگِ اُحد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے تو ۳ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرما لیا یہ بھی بہت ہی شاندار بلند ہمت اور سخی عورت تھیں اور فہم و فراست اور حق گوئی و حاضر جوابی میں اپنے والد ہی کا مزاج پایا تھا اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث کے علوم میں بھی بہت معلومات رکھتی تھیں۔ شعبان ۴۵ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ حاکم مدینہ ''مروان بن حکم'' نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور بوقت وفات ان کے بھتیجوں نے قبر میں اتارا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔ بوقتِ وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ (۶۰ یا ۶۳) سال کی تھی۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ تا ۲۳۸)

تبصرہ گھریلو کام کاج سنبھالتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی پھر حدیث و فقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں بلکہ دن رات کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شوہر کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیویوں کی زندگی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس کس قدر پاکیزہ اور کس درجہ نورانی زندگی تھی۔ ماں بہنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان امت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی بھی جھلک ہوتی تو تمہاری زندگی جنت بن جاتی اور تمہاری گود میں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کی اسلامی زندگی شان اور زاہدانہ عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دُعا کرتے اور جنت کی حوریں تمہارے لئے ''آمین'' کہتیں

مگر ہائے افسوس کہ تم کو اچھے کھانے اچھے لباس بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹنے ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت نہیں کہ تم ان امت کی ماؤں کے نقشِ قدم پر چلو، خداوند کریم تمہیں ہدایت دے اس دُعا کے سوا ہم تمہارے لئے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کاش! تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو اور امت کی نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہاں میں سرخرو ہو جاؤ۔

۵۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نام ''ہند'' اور کنیت ''ام سلمہ'' ہے لیکن یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام ''حذیفہ'' یا ''سہیل'' اور ان کی والدہ ''عاتکہ بنت عامر'' پہلے ابو سلمہ عبداللہ بن اسد سے بیاہی گئی تھیں اور دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر پہلے ''حبشہ'' ہجرت کر گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ابو سلمہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور بی بی اُمِ سلمہ کو اونٹ پر سوار کرایا اور وہ اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بیٹھ گئیں تو ایک دم حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میکے والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جا سکتی، حضرت امِ سلمہ کو اونٹ سے اُتار ڈالا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان والوں کو طیش آ گیا اور اُن لوگوں نے حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود سے بچے کو چھین لیا اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اس لئے ہم اس بچہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے، اس طرح بیوی اور بچہ دونوں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جدا ہو گئے مگر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا بلکہ بیوی اور بچہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ آخر اس غریب عورت کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ یہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی بچے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے۔ آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضامند ہو گئے کہ امِ سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے پھر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو گئیں مگر جب مقام ''تنعیم'' میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درد بھری آواز میں جواب دیا۔ میرے ساتھ میرے اللہ اور میرے بچے کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ یہ سُن کر عثمان بن طلحہ کو شریفانہ جذبہ آ گیا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میرے لئے یہ زیب

نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں۔ یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا۔ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا۔ جب ہم کسی منزل پر اُترتے تو وہ الگ دُور جا کر کسی درخت کے نیچے سو جاتا اور میں اپنے اونٹ پر سورہتی، پھر چلنے کے وقت وہ اونٹ کے مہار ہاتھ میں لے کر پیدل چلنے لگتا۔ اسی طرح اس نے مجھے ''قبا'' تک پہنچادیا اور یہ کہہ کر واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ، تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے، چنانچہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

پھر دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ میں رہنے لگے جہاں ان کے خاوند کا انتقال ہوگیا کیونکہ چند بچے بھی ہو گئے تھے تو حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی بے کسی میں پڑ گئیں۔ چند چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بیوگی میں زندگی بسر کرنا دُشوار ہوگیا۔ ان کا یہ حال زار دیکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آ گئیں اور تمام امت کی ماں بن گئیں۔ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عقل وفہم، علم وعمل، دیانت وشجاعت کے کمال کا ایک بے مثال نمونہ تھیں اور فقہ وحدیث کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ تین سو اٹھہتر (۳۷۸) حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں۔ مدینہ منورہ میں چوراسی (۸۴) برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ ان کے وصال کے سال میں بڑا اختلاف ہے بعض مورخین نے ۵۳ ہجری بعض نے ۵۹ ہجری بعض نے ۶۲ ہجری لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ ہجری کے بعد ہوا ہے۔ ان کی قبر مبارک جنة البقیع میں ہے۔

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۲)

تبصرہ

اللہ اکبر! حضرت بی بی امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی صبر و استقامت جذبہ ایمانی جوش اسلام زاہدانہ زندگی علم وعمل، محنت و جفاکشی، عقل وفہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخِ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول! اے زمین بتا! کہ تم نے حضرت امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی شیر دل اور پیکر ایمان عورت کو ان سے پہلے بھی کہیں دیکھا تھا۔

ماں بہنو! تم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیویوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کیلئے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم بھی مسلمان عورت ہو۔ اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ۔

٦۔ حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ سردارِ مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن ہیں۔ان کی ماں ''صفیہ بنت عاص'' ہیں جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا اور میاں بیوی دونوں اسلام قبول کر کے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے مگر حبشہ جا کر عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور عیسائیوں کی صحبت میں شراب پیتے پیتے مر گیا لیکن اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایمان پر قائم رہیں اور بڑی بہادری کے ساتھ مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرتی رہیں۔جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی دل جوئی کیلئے حبشہ بھیجا اور نجاشی بادشاہ کے نام خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔نجاشی بادشاہ نے اپنی لونڈی ''ابرہہ'' کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا۔جب حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خوش خبری کا پیغام سُنا تو خوش ہو کر ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر اپنا زیور اُتار کر دے دیا، پھر اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے مہاجرین کو جمع کر کے حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر دیا اور اپنے پاس سے مہر بھی ادا کر دیا اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام مسلمانوں کی ماں بن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ نبوت میں رہنے لگیں۔یہ سخاوت و شجاعت، دین داری اور امانت و دیانت کے ساتھ بہت ہی قوی ایمان والی تھیں۔ایک مرتبہ ان کے پاس ان کے باپ ابوسفیان جو ابھی کافر تھے۔مدینہ منورہ ان کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ گئے۔حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذرا بھی باپ کی پرواہ نہ کی اور باپ کو بستر سے اُٹھا دیا اور کہا کہ میں ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک بستر پر بیٹھے۔اسی طرح ان کے جوش ایمانی اور جذبہ اسلامی کے واقعات عجیب و غریب ہیں جو تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں۔بہت ہی دین دار اور پاکیزہ عورت تھیں، بہت سی حدیثیں بھی یاد تھیں اور انتہائی عبادت گزار اور وفادار بیوی تھیں۔۴۴ ہجری میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع کے قبرستان اور دوسری ازواجِ مطہرات کے خطیرہ میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۲، مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۸۱)

تبصرہ اللہ اکبر! حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے۔ سردارِ مکہ کی شہزادی ہوکر دین کیلئے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ میں ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی طرح ایک جھونپڑی میں رہنے لگتی ہیں پھر بالکل ناگہاں یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زمین میں تنہا ایک سہارا تھا۔ عیسائی ہوکر الگ تھلگ ہوگیا اور کوئی دوسرا سہارا نہ رہ گیا مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں ذرا بھی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ اِک ذرا بھی ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔ نہ اُنہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا، نہ اپنے کافر بھائیوں بھتیجوں سے کوئی مدد طلب کی۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحمت للعالمین کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس نے ان کو اپنے محبوب کی محبوبہ بی بی اور ساری امت کی ماں بنادیا کہ قیامت تک ساری دُنیا اُن کو ام المؤمنین (مومنوں کی ماں) کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی، خدا کے اس فضل وکرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا ہوتا ہے اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ دُنیا میں اُجر ملا ہے، ابھی آخرت میں ان کو کیا اُجر ملے گا؟ اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہم لوگ ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی وعظمت کو سوچ نہیں سکتے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

۷۔ حضرت زینب بنت حجش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبد اللہ المطلب کی بیٹی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ میاں بیوی میں نباہ نہ ہوسکا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی، جب ان کی عدت گزر گئی تو اچانک ایک دن یہ آیت اُتر پڑی کہ،

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا اَزَوَّجْنٰكَهَا (احزاب)

جب زید نے حجت پوری کر دی اور طلاق دے دی اور عدّت گزر گئی تو ہم نے (زینب کا) تمہارے ساتھ نکاح کر دیا۔

اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جا کر اس کو یہ خوش خبری سنادے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ یہ سن کر ایک خادمہ دوڑی ہوئی گئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ خوش خبری سنادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خوشخبری سن کر اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے زیورات اُتار کر خادمہ کو انعام میں دے دیے اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور پھر دو ماہ لگا تار شکریہ کا روزہ رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے پر اتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی کہ کسی بیوی کے نکاح پر اتنی بڑی دعوت ولیمہ نہیں کی تھی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ نے

نان گوشت کھلایا۔ (بخاری و مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۷۶۸)

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس بیویوں میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس خصوصیت میں سب سے ممتاز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کر کے اس کی آمدنی فقراء و مساکین کو دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے میری اس بیوی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ سب بیویوں سے لمبے ہیں۔ یہ سن کر سب بیویوں نے ایک لکڑی سے اپنا اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہاتھ لمبا ہونے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا بہر حال اپنی قسم قسم کی صفات حمیدہ کی بدولت یہ تمام ازواج مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر کوچہ و بازار میں اعلان کروا دیا تھا کہ سب لوگ ام المومنین کے جنازہ میں شریک ہوں۔ چنانچہ بہت بڑا مجمع ہوا۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو جنت البقیع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں کے پہلو میں دفن کیا۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۷۶ وغیرہ)

تبصرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زیور خوش خبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی نظر ڈالو کہ شہنشاہ دارین کی ملکہ ہو کر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء و مساکین کو دے دیا کرتی تھیں۔ اور صرف اسی لئے محنت و مشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر محبت رسول اور مسکین نوازی و غریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کیلئے نصیحت آموز و قابل تقلید شاہکار ہیں۔ خداوند کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

۸۔ حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بچپن ہی سے بہت سخی تھیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے لوگ ان کو ''ام المساکین'' (مسکینوں کی ماں) کہا کرتے تھے پہلے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا تھا، لیکن جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ ہجری میں ان سے نکاح کر لیا اور یہ ''ام المساکین'' کی جگہ ''ام المومنین'' کہلانے لگیں۔ مگر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے تک زندہ رہیں اور ربیع الاول ۴ ہجری میں بمقام مدینہ

منورہ وفات پاگئیں اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات تک ان سے بے حد خوش رہے اور ان کی وفات کا قلب نازک پر بڑا صدمہ گزرا یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہن میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح فرمایا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۴۹)

۹۔حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کے والد کا نام حارث بن حزن اور ان کی والدہ ہند بن عوف ہیں پہلے ان کا نام ''برہ'' تھا مگر جب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ (برکت والی) رکھ دیا۔ ۷ ھ عمرۃ القضاء کی واپسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اور مقام ''سرف'' میں یہ پہلی مرتبہ بستر نبوت پر سوئیں۔ کُل (۷۶) حدیثیں ان سے مروی ہیں ان کے انتقال کے سال میں اختلاف ہے۔بعض نے ۵۱ ہجری بعض نے ۶۱ ہجری لکھا، لیکن ابن اسحٰق کا قول ہے کہ ۶۳ ہجری میں ان کی وفات مقام ''سرف'' میں ہوئی۔جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔جنازہ بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو ہلنے نہ دو حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کے اندر دفن کیا جس میں پہلی بار ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۵۳ و ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴)

تبصرہ ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا انہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے ماں بہنو! دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی والہانہ محبت تھی۔سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا؟ ان امت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا۔

۱۰۔حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔غزوہ مریسیع میں ان کا سارا قبیلہ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن چکا تھا اور سب مسلمانوں کے لونڈی غلام بن چکے تھے۔مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا۔اس پر تمام مجاہدین اسلام ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمالیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی یا غلام نہیں رہ سکتا۔چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب کے سب آزاد کر دیئے گئے۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے زیادہ مبارک نہیں ثابت ہوا۔ کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے قبیلے میں آنے سے پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا۔ میں نے کسی سے اس خواب کا ذکر نہیں کیا لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی میرے اس خواب کی تعبیر ہے۔ ان کا اصلی نام ''برۃ'' تھا مگر حضور نے ان کا نام ''جویریہ'' رکھا۔ ان کے دو بھائی عمرو بن حارث و عبداللہ بن حارث اور ان کی ایک چھوٹی بہن بنت حارث نے بھی اسلام قبول کر کے صحابیت کا شرف پایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار اور دین دار تھیں۔ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وظیفوں میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ ۵۰ھ میں پینسٹھ برس کی عمر پا کر وفات پائی حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۸۱ و زرقانی جلد صفحہ ۲۵۵)

تبصرہ ان کا زندگی بھر کا یہ عمل کہ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ لگاتار ذکر الٰہی میں وظیفوں میں مشغول رہنا یہ ان عورتوں کیلئے تازیانہ عبرت ہے جو نماز چاشت تک سوتی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دین دار اور امتیوں کا یہ حال زار کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ فرائض سے بھی بیزار بلکہ الٹے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار الٰہی تیری پناہ۔

۱۱۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ خیبر کے سردار اعظم ''حیی بن اخطب کی بیٹی قبیلہ بنو نضیر کے رئیس اعظم'' کنانہ بن الحقیق'' کی بیوی تھیں جو ''جنگ خیبر'' میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا یہ خیبر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاندانی عزت و وجاہت کا خیال فرما کر اپنی ازواج مطہرات اور امت کی ماؤں میں شامل فرمالیا۔ جنگ خیبر سے واپسی میں تین دنوں تک منزل صہبا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے خیمہ کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور ان کے ولیمہ میں کھجور گھی پنیر کا مالیدہ آپ نے صحابہ کرام کو کھلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو ''پستہ قد'' کا طعنہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر غصہ میں بھر کر ڈانٹا کہ کبھی بھی ان کو اتنا نہیں ڈانٹا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو ''یہودیہ'' کہہ دیا تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب پر اس قدر خفا ہو گئے کہ دو تین ماہ تک ان کے بستر پر قدم نہیں رکھا۔ یہ بہت ہی عبادت گزار اور دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث وفقہ سیکھنے کا بھی جذبہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ دس حدیثیں بھی ان سے مروی ہیں ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔ واقدی نے ۵۰ ہجری اور ابن سعد نے ۵۲ ہجری لکھا ہے۔ یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ و زرقانی ۳ صفحہ ۲۵۹)

تبصرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بنا پر خود نکاح فرمالیا تا کہ ان کے خاندانی اعزاز و اکرام میں کوئی فرق نہ ہونے پائے۔ تم غور سے دیکھو گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا کچھ عورتوں کی بے کسی پر رحم فرما کر اور کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کیلئے کچھ عورتوں سے اس بنا پر نکاح فرمالیا کہ وہ رنج وغم کے صدموں سے نڈھال تھیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کیلئے ان کو اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواجِ مطہرات میں ان کو شامل کرلیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز اپنی خواہش نفسانی کی بنا پر نہ تھا، اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھی بلکہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنے کی تمنا نہ کرتی مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول کوئی فعل کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کیلئے نہ ہو آپ نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کیلئے کیا بلکہ آپ نے جو کیا اور کہا وہی دین ہے بلکہ آپ کی ذاتِ اکرام ہی مجسّمِ دین ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

یہ حضورِ اکرم شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ گیارہ ازواجِ مطہرات ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ ان کا مختصر تذکرہ تم نے پڑھ لیا اگر مفصل حال پڑھنا ہو تو ہماری کتاب ''سیرۃ المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھو۔

اب ہم حضور سلطانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چار شہزادیوں کا مختصر تذکرہ لکھتے ہیں جو صالحات اور نیک بیبیوں کی لڑی میں آبدار موتیوں کی طرح چمک رہی ہیں۔

۱۲۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں اور جنگ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ منورہ بلا لیا تھا۔ مکہ میں کافروں نے ان پر جو جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ان کا تو پوچھنا ہی کیا حد ہوگئی کہ جب یہ ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک بدنصیب کافر جو بڑا ہی ظالم تھا یعنی ''ہبار بن الاسود'' اس نے نیزے مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہوگیا۔ یہ دیکھ ان کے دیور ''کنانہ'' کو جو اگرچہ کافر تھا ایک دم طیش میں آگیا اور اس نے جنگ کیلئے تیر کمان اُٹھالیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ''ابوسفیان'' نے درمیان میں پڑ کر راستہ صاف کردیا اور آپ مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو اس واقعہ سے بڑی چوٹ لگی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ

یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اُٹھائی۔

پھر ان کے بعد انکے شوہر ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے۔ ان کی اولاد میں لڑکا جن کا نام ''علی'' تھا اور ایک لڑکی جن کا نام ''امامہ'' تھا زندہ رہے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ''علی'' جنگ یرموک میں شہید ہو گئے۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی۔ بادشاہ حبشہ نے تحفہ میں ایک جوڑا اور ایک قیمتی انگوٹھی دربارِ نبوت میں بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انگوٹھی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔ اسی طرح کسی نے ایک مرتبہ بہت ہی بیش قیمت اور انتہائی خوبصورت ایک ہار نذر کی تو سب بیبیاں یہ سمجھی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈالیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ ہار اس کو پہناؤں گا جو میرے گھر والوں میں مجھ کو سب سے زیادہ پیاری ہے۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قیمتی ہار اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا۔ ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر اپنا تہبند شریف ان کے کفن میں دے دیا اور نمازِ جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو قبر میں اتارا۔ ان کی قبر شریف بھی جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ تا ۱۹۷)

تبصرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو اسلام لانے کی بنا پر کافروں نے جس قدر ستایا اور دُکھ دیا۔ اس سے مسلمان بیویوں کو سبق لینا چاہئے کہ کافروں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرنا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی سنت ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں دین کیلئے تکلیف اُٹھانا اور برداشت کرنا بہت بڑا اجر و ثواب کا کام ہے۔

۱۳۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اعلانِ نبوت سے سات برس قبل جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں (۳۳) سال تھا۔ یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے ''عتبہ سے ہوا تھا مگر ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ ''سورہ تبت یدا'' نازل ہوئی۔ اس غصہ میں ابولہب کے بیٹے عتبہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا اور ان دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف پھر مدینہ ہجرت کی اور دونوں صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) کے معزز لقب سے سرفراز ہوئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا زیادہ بیمار تھیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کیلئے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا اور جنگ بدر میں جانے سے روک دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس دن جنگ بدر میں فتح

مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ پہنچے اسی دن بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا بیس برس کی عمر پا کر مدینہ میں انتقال کر گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی وجہ سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر کے مجاہدین میں شریک فرمایا اور مجاہدین کے برابر مالِ غنیمت میں حصہ عطا فرمایا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ایک فرزند پیدا ہوئے تھے جن کا نام ''عبداللہ'' تھا مگر وہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۴ھ میں وفات پا گئے۔ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی جنۃ البقیع میں ہے۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۸)

۱۴۔ حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی پہلے ابولہب کے دوسرے بیٹے ''عتیبہ'' سے بیاہی گئی تھیں مگر ''سورہ'' تبت یدا میں ابولہب کی برائی سن کر ''عتیبہ'' اس قدر طیش میں آ گیا کہ اس نے گستاخی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ کر آپ کے پیراہن شریف کو پھاڑ ڈالا اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب نازک پر اس گستاخی اور بے ادبی سے انتہائی صدمہ گزرا اور جوشِ غم سے آپ کی زبان مبارک سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے کہ،

''یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے''

اس دُعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ ملک شام کو راستہ میں یہ قافلہ کے بیچ سویا تھا اور ابولہب قافلہ والوں کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا مگر اچانک ایک شیر آیا اور عتیبہ کے سر کو چبا گیا اور وہ مر گیا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ ھ میں حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا مگر ان کے شکم مبارک سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ۹ ہجری میں حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں ان کو دفن فرمایا۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۰)

۱۵۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی شہزادی ہیں اور ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا و بتول ہے۔ اللہ اکبر! ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا۔ حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہے جن کو مفصل ہم نے اپنی کتاب ''حقانی تقریریں'' میں لکھا ہے ۲ ہجری میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تین صاحبزادیاں زینب، اُمِ کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ حضرت اُمِ کلثوم کی شادی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک

صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن کے فرزند عون ومحمد کربلا میں شہید ہوئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۴۶۱ وغیرہ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰۰)

۱۶۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ بہت شیر دل اور بہادر خاتون تھیں۔ جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کر کے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا تھا۔ اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا۔ اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ کر پہنچیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لئے ہوئے چکرا کر گرا اور مر گیا، پھر اسی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کیلئے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے۔ اسی طرح جنگ احد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا۔ یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔ اسی طرح جب جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی حضرت صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج وغم میں ڈوب جائے گی، مگر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دُعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں۔ ۲۰ ہجری میں تہتر (۷۳) برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

۱۷۔ ایک انصاریہ عورت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مدینہ منورہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں شہید ہو گئے تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں جنگ میں شہید ہو گئے۔ یہ سُن کر اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمدللہ کہ زندہ سلامت ہیں تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ،

تسلی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے　　　کوئی پرواہ نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر! اس شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین پہاڑ دل پر گر پڑتے ہیں مگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبانِ حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ،

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا　　　اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

(طبری صفحہ ۱۴۲۵)

۱۸۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمار اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر میدان جنگ میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابن قیمہ ملعون نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلا دی تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا پھر خود بڑھ کر ابن قیمہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے بچ گیا اس جنگ میں بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر و گردن پر تیرہ زخم لگے تھے۔ حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ احد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ ام عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اٹھو کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام عمارہ دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور وار مارا کہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا۔ بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا

فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے اس وقت آپ نے ان کیلئے اوران کے شوہر اوران کے بیٹوں کیلئے اس طرح دعا فرمائی کہ،

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ

یا اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر اعلانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آجائے تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

تبصرہ: حضرت بی بی صفیہ اور انصاریہ عورت اور حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تینوں واقعات کو پڑھ کر غور کرو کہ مادر اسلام کی آغوش میں کیسی کیسی شیر دل اور بہادر عورتوں نے جنم لیا ان بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کو گردش لیل ونہار قیامت تک کبھی نہیں مٹا سکتی ان کے سینوں میں پتھر کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط دل تھا۔ جس میں اسلام کی حرارت کا جوش اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی مستی بھری ہوئی تھی کہ کفار کے لشکروں کا بادل انکی نظروں میں مکھیوں اور مچھروں کا جھنڈ نظر آتا تھا اور ان کے دلوں میں صبر واستقامت کا ایسا سمندر لہریں مار رہا تھا کہ اس کے طوفان میں بڑی بڑی مصیبتوں کے پہاڑ پاش پاش ہو جایا کرتے تھے مگر افسوس آج کل کی مسلمان عورتوں کے دلوں میں محبت رسول کی مستی جہاد کا نشہ سب کچھ غارت ہو گیا اور دنیا کی محبت اور زندگی کی ہوس نے بدن کے رونگٹے رونگٹے میں خوف وہراس اور بزدلی کی ایسی آندھی چلادی ہے کہ کفر کے مقابلہ میں ہر مسلمان عورت رونے اور گڑ گڑانے کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔ اے مسلمان عورتو! تم اپنی جانباز اور سرفروش جہاد کرنے والی عورتوں کے جذبہ ایمانی اور جوش اسلامی سے سبق سیکھو۔ تم بھی مسلمان عورت ہو اگر کفار کا مقابلہ ہو تو اپنی جان پر کھیل کر اور سر ہتھیلی پر رکھ کر کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت پی لو اور جنت الفردوس میں پہنچ جاؤ۔ خبردار کفار کے آگے روتے گڑگڑاتے ہوئے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے بزدلی کی موت ہرگز نہ مرو اور یاد رکھو کہ وقت سے پہلے ہرگز موت نہیں آسکتی لہٰذا ڈر خوف اور ہراس و بزدلی سے موت ٹل نہیں سکتی۔ اس لئے بہادر بنو، شیر دل بنو اور بی بی صفیہ اور بی بی ام عمارہ اور بی بی انصاریہ رضی اللہ عنہا کی مجاہدانہ سرفروشیوں کا کردار پیش کرو۔

۱۹۔ حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے کافروں نے بہت ستایا۔ ایک مرتبہ ابوجہل نے نیزہ تان کر ان کو دھمکا کر کہا کہ تو کلمہ نہ پڑھ ورنہ میں تجھے یہ نیزہ ماردوں گا حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ تان کر زور زور سے

کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابوجہل نے غصہ میں بھر کر ان کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہوگئیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۳)

تبصرہ یہ ایک جاں باز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا۔ جس سے خدا کی زمین رنگین ہوگئی۔ مگر اس خون کی گرمی نے ہزاروں مسلمان مردوں اور عورتوں میں جوش جہاد کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ بدر و احد اور حنین کا میدان کفار کا قبرستان بن گیا اور مکہ و خیبر میں کفر و شرک کے جنگلات کٹ گئے اور ہر طرف اسلام کا باغ پھلنے پھولنے لگا۔

۲۰۔ حضرت بی بی لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ایک لونڈی تھیں۔ ابتداء اسلام ہی سے اسلام کی حقانیت کا نور ان کے دل میں چمک اٹھا اور یہ اسلام کے دامن میں آ گئیں کفار مکہ نے ان کو ایسی ایسی دردناک تکلیفیں دیں کہ اگر پہاڑ بھی ان کی جگہ ہوتا تو شاید لرز جاتا مگر اس پیکر ایمان کے قدم نہیں ڈگمگائے خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک دامن اسلام میں نہیں آئے تھے اس لونڈی کو اتنا مارا کرتے تھے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے تھے۔ مگر حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں بلکہ نہایت ہی جرات و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر تم جتنا چاہو مجھ غریب کو مار لو کہ اگر خدا کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا ضرور تم سے انتقام لے گا۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

تبصرہ حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس ایمانی تقریر کی جہانگیری تو دیکھو کہ ابھی حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زخم نہیں بھرے تھے کہ اسلام کی حقانیت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح دبوچ لیا کہ وہ بے اختیار دامن اسلام میں آ گئے اور زندگی بھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہے اور حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا جیسی غریب و مظلوم لونڈیوں کے سامنے شرم سے سر نہیں اُٹھا سکتے تھے اور ان کمزوروں اور غریبوں سے معافی مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کو یہ گرم گرم جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر وزنی پتھر رکھا کرتے تھے اور دیکھ کر حقارت سے ٹھوکر مار کر گزرتے تھے۔ تھوڑے دن نہیں گزرے کہ امیر المؤمنین ہوتے ہوئے اپنے تخت شاہی پر بیٹھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ **سیدنا و مولنا بلال** یعنی بلال تو ہمارا سردار ہے۔ بلال تو ہمارے آقا ہیں اور بلال کی صورت کو کمال ادب اور محبت کے ساتھ دیکھ کر زبان حال سے بھرے مجموں میں یہ کہا کرتے تھے۔

بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے
چشم بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

۲۱۔ حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی لونڈی تھیں مگر اسلام لانے پر کافروں نے ان کے ساتھ کیسے کیسے ظالمانہ سلوک کئے اس کی تصویر کھینچنے سے قلم کا سینہ شق ہو جاتا ہے اور ہاتھ کانپنے لگتے ہیں لیکن اللہ والی بڑی بڑی مار دھاڑ کو برداشت کرتی رہی اور مصیبتیں جھیلتی رہی مگر اسلام سے بال بھر بھی اس کے قدم کبھی بھی نہیں ڈگمگائے یہاں تک کہ وہ دن آ گیا کہ اسلام کو ڈھانے والے خود اسلام کے معمار بن گئے اور اسلام کے خون

کے پیاسے اپنے خون سے اسلام کے باغ کو سینچ سینچ کر سرخرو بننے لگے۔ (زرقانی و سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱۹)

۲۲۔ حضرت بی بی ام عبیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح یہ بھی لونڈی تھیں اور ان کو بھی کافروں نے بہت ستایا، بے حد ظلم و ستم کیا لوہا گرم کر کے ان کے بدن کے نازک حصوں پر داغ لگایا کرتے تھے۔ کبھی پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیا کرتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ مار پیٹ کا تو پوچھنا ہی کیا وہ تو ان کافروں کا روزانہ ہی کا محبوب مشغلہ تھا۔ آخر پیارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار صدیق جانثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خزانہ خالی کر کے ان مظلوموں کو خرید خرید کر آزاد کروا دیا تو ان مصیبت کے ماروں کو کچھ آرام ملا۔ (زرقانی و سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۱۹)

۲۳۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانے کی ایک لونڈی تھیں انہوں نے بھی جب کلمہ پڑھا تو سارا گھر ان کی جان کا دشمن ہو گیا اور ان کو کافروں نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، تو کافر ان کو یہ طعنہ دینے لگے کہ تو نے ہمارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیا تو تیری آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اب کہاں ہے تیرا ایک خدا تو کیوں نہیں اس کو بلاتی کہ وہ تیری آنکھوں کو روشن کر دے۔ یہ طعنہ سُن کر وہ نہایت جرات کے ساتھ کہا کرتی تھیں کہ میں جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہوں یقیناً وہ خدا کے سچے رسول ہیں اور میرا ایک خدا اگر چاہے گا تو ضرور میری آنکھیں روشن ہو جائیں گی اور تمہارے سینکڑوں دیوتا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کا یہ طعنہ سنا تو فرمایا کہ اے زنیرہ! تو صبر کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرما دی تو ان کی آنکھوں میں ایک دم روشنی آ گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کفار کہنے لگے کہ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے۔ وہ رسول نہیں ہے بلکہ وہ تو عرب کے سب سے بڑے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۷۰ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۴۹)

تبصرہ اے مسلمان ماں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ حضرت لبینہ و حضرت نہدیہ و حضرت ام عبیس و حضرت زنیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہن کی جان سوز و دل دوز حکایتوں کو بغور اور بار بار پڑھو اور سوچو کہ اللہ والیوں نے اسلام کیلئے کیسی کیسی مصیبتیں اُٹھائیں مگر ایک سیکنڈ کیلئے اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ ایک تم ہو کہ ذرا کوئی تکلیف پہنچی تو تم گھبرا کر اپنے ہوش حواس کھو بیٹھتی ہو اور خدا اور رسول کی شان میں ناشکری کے الفاظ بولنے لگتی ہو خدا کیلئے اے مسلمان مردو اور اے مسلمان عورتو تم ان اللہ کی مقدس بندیوں کا کردار پیش کرو کہ ایمان و اسلام پر اتنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہو کہ تمہیں دیکھ کر کافروں کی دنیا پکار اٹھے کہ،

بنائے آسمان بھی اس ستم پر ڈگمگائے گی　　مگر مومن کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے گی

۲۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ وہ مقدس اور خوش نصیب عورت ہیں کہ انہوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد طائف کے شہر پر جہاد فرمایا اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور انعام و اکرام سے بھی نوازا اور یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۱۲)

حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر ہے۔

تبصرہ ۱۹۵۹ء میں جب میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا اور جنت البقیع کے مزارت مقدسہ کی زیارتوں کیلئے گیا تو دیکھ کر قلب و دماغ پر رنج و غم اور صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ظالم نجدی وہابیوں نے تمام مزارات کو توڑ پھوڑ کر اور قبروں کو گرا کر پھینک دیا ہے صرف ٹوٹی پھوٹی قبروں پر چند پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور صفائی ستھرائی کا بھی کوئی اہتمام نہیں ہے۔ بہر حال سب مقدس قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب میں بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جنت البقیع کی کسی قبر پر میں نے کوئی گھاس اور سبزہ نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کو دیکھا کہ بہت ہی ہری اور شاداب گھاسوں سے پوری قبر چھپی ہوئی ہے۔ میں حیرت سے دیر تک اس منظر کو دیکھتا رہا۔ آخر میں نے اپنے گجراتی ساتھیوں سے کہا کہ لوگو بتاؤ تم لوگوں نے جنت البقیع کی کسی قبر پر بھی گھاس جمی ہوئی دیکھی؟ لوگوں نے کہا کہ ''جی نہیں'' میں نے کہا بی بی حلیمہ کی قبر کو دیکھو کہ کیسی ہری ہری گھاس سے یہ قبر سر سبز و شاداب ہو رہی ہے لوگوں نے کہا کہ ''جی ہاں بے شک'' پھر میں نے کہا کہ اس کی کوئی وجہ تم لوگوں کی سمجھ میں آ رہی ہے؟ اُنہوں نے کہا، جی نہیں! آپ ہی بتائیے۔ تو میں نے کہہ دیا کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دودھ پلا پلا کر سیراب کیا تھا تو رب العالمین نے اپنی رحمت کے پانیوں سے ہری ہری گھاس اُگا کر ان کی قبر کو سر سبز و شاداب کر دیا ہے۔ میری یہ تقریر سن کر تمام حاضرین پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سب لوگ چیخ مار مار کر رونے لگے اور میں خود بھی روتے روتے نڈھال ہو گیا۔ پھر میرے محبِ مخلص سیٹھ الحاج عثمان غنی چھیپہ رنگ والے احمد آبادی نے عطر کی ایک بڑی سی شیشی جس میں سے دو دو تین تین قطرے ہر قبر پر عطر ڈالتے تھے۔ ایک دم انہوں نے پوری شیشی حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر انڈیل دی اور روتے ہوئے کہا کہ اے دادی حلیمہ خدا کی قسم اگر آپ کی قبر مبارک احمد آباد میں ہوتی تو میں آپ کی قبر مبارک کو عطر سے دھو دیتا پھر بڑی دیر کے بعد ہمارے دلوں کو سکون ہوا۔ اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لگ بھگ پچاس آدمی میرے پیچھے کھڑے تھے اور سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

یا اللہ! پھر دوبارہ یہ موقع نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

۲۵۔ حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جب ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ کی خاطر داری وخدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے دھوتی تھیں۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت بی بی ام ایمن رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام سے بعد کافی دنوں تک مدینہ منورہ میں زندہ رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت بی بی ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت وملاقات کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۷۹۳ ۱)

تبصرہ ماں بہنو! غور کرو کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنی جلالت شان کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بڑھیا عورت کی زیارت کیلئے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام سے یہ تعلق تھا کہ انہوں نے بچپن میں آپ کی خاطر داری اور خدمت گزاری کا شرف پایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ جن جن ہستیوں کو بلکہ جن جن چیزوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رہا ہو ان سے محبت وعقیدت اور ان کی تعظیم وتکریم اور ان کا ادب واحترام یہ ایمان کا نشان اور ہر مسلمان کی ایمانی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۲۶۔ حضرت امِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی تھیں۔ ان کے بھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ بیمار تھا۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبح کو اپنے کام کیلئے باہر جانے لگے تو اس بچے کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا۔ ابھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک

الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ سانس کا کھچاؤ تھم گیا ہے۔ پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی۔ جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی ام سلیم نے کہا اے میرے پیارے شوہر مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو برا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہئے۔ شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا کہ ہمارا بچہ مر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا۔ تو بی بی نے کہا کہ جی ہاں! "تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھچاؤ تھم گیا ہے"۔ بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والے کہاں سانس لیتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے پیٹ بھر کر کھانا بھی کھایا اور صحبت بھی کی بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے، نہ کھانا کھاتے اور نہ آرام کرتے۔ اس لئے میں نے اس خبر کو چھپایا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبح کو مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز فجر کیلئے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا۔ آپ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی ام سلیم کا حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علما پیدا ہوئے۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۴ و حاشیہ وغیرہ)

تبصرہ

مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی سلیم رضی اللہ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے ذہن نشین کر لو اور دیکھو کہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کیسی اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی۔ اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی اِم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیا کہ حضرت عبداللہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر گیا۔

۲۷۔ حضرت اِمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے اوپر پڑھا ہے۔ ان کے مکان پر بھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی امت کے کچھ مجاہدین کو خواب میں دیکھا کہ وہ سمندر میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے جہاد کیلئے جا رہے ہیں، جس طرح بادشاہ لوگ اپنے اپنے تخت پر بیٹھا کرتے ہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں شامل فرمائے پھر آپ سو گئے اور دوبارہ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے اُٹھے اور یہی خواب بیان فرمایا تو حضرت اِم حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دُعا فرمایئے کہ میں ان مجاہدین میں شامل رہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پہلے مجاہدین کی صف میں رہو گی، چنانچہ جب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں بحری بیڑہ تیار ہوا اور مجاہدین کشتیوں میں سوار ہونے لگے تو حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کیلئے روانہ ہو گئیں۔ سمندر سے پار ہو جانے کے بعد یہ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو اونٹ پر سے گر پڑیں اور اونٹ کے پاؤں سے کچل کر اُن کی روح پرواز کر گئی۔ اس طرح یہ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ غزوۃ الحجر)

تبصرہ مسلمان بیبیو! حضرت بی بی ام حرام رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے جہاد کا شوق اور اسلام پر قربان ہو جانے کا جذبہ سیکھو۔ ان دونوں بوڑھے میاں بیوی کو بڑھاپے کے باوجود جہاد کا کس قدر شوق تھا؟ اور شہادت کی کتنی زیادہ تمنا تھی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

۲۸۔ حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام کے شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر یہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ڈر سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بہن کے گھر پہنچے کواڑ بند تھے مگر اندر سے قرآنِ مجید پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سُن کر سب گھر والے اِدھر اُدھر چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چلا کر بولے۔ اے اپنی جان کی دُشمن! تو نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر زمین پر پچھاڑ دیا اور مارنے لگے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو بچانے کیلئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پکڑنے لگیں تو ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا طمانچہ مارا کہ کان کے جھومر

ٹوٹ کر گر پڑے اور چہرہ خون سے رنگین ہوگیا۔ بہن نے نہایت جرأت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیا کہ عمر سن لو! تم سے جو ہو سکے کر لو مگر اب ہم اسلام سے ہرگز ہرگز نہیں پھر سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہن کا جو لہولہان چہرہ دیکھا اور ان کا جوش و جذبات میں بھرا ہوا جملہ سُنا تو ایک دم ان کا دِل نرم پڑ گیا۔ تھوڑی دیر چپ کھڑے رہے پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دِکھاؤ۔ بہن نے قرآن شریف کے ورقوں کو سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ حدید کی چند آیتوں کو بغور پڑھا تو کانپنے لگے اور قرآنِ مجید کی حقانیت کی تاثیر سے دِل بے قابو ہو کر تھرا گیا جب اس آیت پر پہنچے کہ "یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ" تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بدن کی بوٹی بوٹی کانپ اُٹھی اور زور زور سے پڑھنے لگے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر ایک دم اُٹھے اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے چمٹ گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کو خوف و ہراس سے کچھ سکون ملا اور حرمِ کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ ورنہ لوگ پہلے گھروں میں چھپ چھپ کر نماز و قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواھب جلد ۱ صفحہ ۲۷۲)

تبصرہ اے اسلامی بہنو! حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے جوش اور اسلامی جرأت کا سبق سیکھو۔

۱۹۔ حضرت اُمِ الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر بے حد مہربان تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دین و دُنیا کی بڑی بڑی بشارتیں دی تھیں۔ یہ ہجرت کیلئے بے قرار تھیں مگر یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے سے لاچار تھیں، چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ہجرت کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتی ہیں، تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ باب اذا اسلم الصبی)

۲۰۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ انصاریہ صحابیہ ہیں اور جنگ بدر میں ابوجہل کو قتل کرنے والے صحابی حضرت معوذ بن عفرا کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا خاص کرم تھا۔ ان کی شادی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور کا ایک خوشہ نذر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما کر کچھ سونا چاندی ان کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کے زیور بنوالو۔ امام واقدی نے ان کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت اسماء بنت مخرمہ مدینہ منورہ میں عطر بیچ

رہی تھی وہ عطر لے کر حضرت ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار یعنی ابوجہل کو قتل کر دیا؟ تو انہوں نے تڑپ کر جواب دیا کہ میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام یعنی ابوجہل کو قتل کر دیا۔ یہ جواب سن کر عطر بیچنے والی عورت جھلا گئی اور کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اپنا عطر بیچوں تو حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے بھی جوش میں آ کر یہ کہہ دیا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تیرا عطر خریدوں تیرے عطر سے تو بدبودار میں نے کسی کا عطر نہیں پایا۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کا عطر بدبودار نہیں تھا، مگر میں نے اس کو جلانے کیلئے اس کے عطر کو بدبودار کہہ دیا تھا کیونکہ وہ ابوجہل کی مداح تھی۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۳۷)

تبصرہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی جرأت دیکھو کہ ابوجہل کو سردار کہنے والی عورت کو اس کے منہ پر کیسا دنداں شکم جواب دیا کہ اس کا منہ بند ہو گیا اور وہ لاجواب ہو گئی اور بلاشبہ جو کچھ کہا وہ حق ہی کہا۔ ابوجہل ہرگز ہرگز مسلمانوں کا سردار نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ مسلمانوں کا غلام بلکہ غلام سے بھی ہزاروں درجے بدتر اور کمتر ہے۔

مسلمان بیبیو! کاش تم بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے ایسی ہی عداوت اور نفرت رکھوتا کہ تم سنت صحابہ پر عمل کر کے ثوابِ دارین کی دولت سے مالا مال ہو جاؤ۔

۳۱۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مدینہ منورہ کی ایک انصاریہ عورت ہیں۔ بڑی بہادر اور اسلام پر جان دینے والی صحابیہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ کی عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کر رہے تھے کہ ایک بہت ہی عمدہ چادر بچ گئی تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ چادر کس کو دوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ چادر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے جو آپ کی بیوی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز ہرگز نہیں یہ چادر بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو نہیں دوں گا بلکہ میری نظر میں اس چادر کی حق دار بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جنگ احد کے دن یہ اور ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں اپنے کندھوں پر مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور پھر بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب عورتوں میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر وہ چادر حضرت بی بی ام سلیط رضی اللہ عنہا کو عطا فرما دی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۳ باب حمل النساء القرب)

۳۲۔ حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ خاندانِ قریش کی ایک باوقار عورت ہیں۔ شرف صحابیت پایا اور ہجرت کی فضیلت بھی ان کو ملی۔ یہ بہت ہی عبادت گزار صحابیہ ہیں چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ یہ رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال سُن کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُن لو! اللہ تعالیٰ نہیں اُکتائے گا بلکہ تم لوگ اُکتا جاؤ گے۔ اس لئے تم لوگ اتنے ہی اعمال کرو جتنے اعمال کی تم طاقت رکھتے ہو اپنی طاقت سے زیادہ کوئی عمل مت کیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکان کے اندر جانے کی اجازت عطا فرمائی اور جب یہ گھر میں آئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بہت خصوصی توجہ فرمائی اور ان کی مزاج پرسی فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان پر اس قدر زیادہ توجہ فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں بھی ہمارے گھر بہت زیادہ آیا جایا کرتی تھیں اور پرانے ملاقاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ ایمان کی خصلت ہے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۸۱۵)

تبصرہ اے مسلمان بہنو! حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا کی عبادت اور اپنی مرحومہ بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے برتاؤ سے سبق سیکھو! اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

۳۳۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والی عورت ہیں۔ مکہ مکرمہ میں جب کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف سفر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حبشہ کے مہاجرین مدینہ منورہ چلے آئے۔ جب حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صاحبِ الہجرتین (دو ہجرتوں والی) کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اجرِ عظیم کی بشارت دی۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۷۸۴ اکمال فی اسماء الرجال ۵۸۷ بخاری شریف)

۳۴۔ حضرت امِ رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔ان کی شکل وصورت اوران کی بہترین عادتوں اور خصلتوں کی بناپر حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا میں اگر کسی کوحور دیکھنے کی خواہش ہوتو وہ امِ رومان رضی اللہ عنہا کو دیکھ لے کہ وہ جمال صورت اور حسنِ سیرت میں بالکل جنت کی حور جیسی ہے۔حضورصلی اللہ علیہ وسلم ان پر بڑا خاص کرم فرمایا کرتے تھے۔٦ ہجری میں جب حضرت امِ رومان کا انتقال ہوا توحضورصلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اُترے اوراپنے دستِ مبارک سے ان کو سپردِ خاک فرمایا اوران کی مغفرت کیلئے دُعا کرتے ہوئے فرمایا کہ یااللہ تعالیٰ! امِ رومان نے تیرے اورتیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو بہترین معاملہ کیا ہے وہ تجھ پر پوشیدہ نہیں لہٰذا توانکی مغفرت فرما۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳۶)

تبصرہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی بدولت حضرت امِ رومان رضی اللہ عنہا کوکتنی عظیم سعادت اورکتنی بڑی فضیلت ہوگئی کہ حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کوقبر میں اُتارااور بہترین انداز سے ان کی مغفرت کیلئے دُعا فرمائی۔یقیناً یہ حضرت امِ رومان رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی خوش نصیبی ہےاوراس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خداوندکریم کی عبادت اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت سے دین ودُنیا کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں اوردولتیں ملتی ہیں۔ خداوندقدوس تمام مسلمان مردوں اورعورتوں کواپنی عبادت اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی توفیق عطافرمائے۔

آمین

۳۵۔ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے حضورصلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ایک مرتبہ اُنہوں نے دروازے کے باہر سے کھڑے ہوکر مکان میں آنے کی اجازت طلب کی،ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔جب حضورصلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آوازسنی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یادآگئی اورآپ نے جلدی سے اُٹھ کردروازہ کھولا اورخوش ہوکرفرمایا کہ یااللہ یہ تو ہالہ آگئیں۔(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۳۷)

۳۶۔ حضرت اِم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بہت ہی جاںنثار صحابیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں یہ مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج اور ان کی تیمارداری کیا کرتی تھیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عاشقانہ محبت تھی کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتی تھیں تو ہر مرتبہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں کہ ''میرے باپ آپ پر قربان''۔ (بخاری شریف و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۴۷)

تبصرہ مسلمان بیبیو! تم ان اللہ و رسول والی عورتوں کی ان حکایتوں سے سبق سیکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح عشق و محبت رکھو کہ محبت رسول ایمان کا نشان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو یہ کرامت نصیب فرمائے۔ آمین!

۳۷۔ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے شکم سے پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں کچھ دنوں تک اولاد نہیں ہوئی تو یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے ایسا جادو کر دیا ہے کہ کسی مہاجر کے گھر میں بچہ پیدا ہی نہ ہوگا۔ اس فضاء میں سب سے پہلے جو بچہ مہاجرین کے یہاں پیدا ہوا وہ یہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ پیدا ہوتے ہی حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے فرزند کو بارگاہِ رسالت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس گود میں لے کر کھجور منگوائی اور خود چبا کر کھجور کو اس بچے کے منہ میں ڈال دیا اور عبداللہ نام رکھا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔ یہ اس بچے کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں گئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا، چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے بچے کے اس شرف پر بڑا ناز تھا۔ ان کے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد ہیں، مہاجرین میں بہت ہی غریب تھے۔ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا جب ان کے گھر میں آئیں تو گھر میں نہ کوئی لونڈی تھی نہ کوئی غلام، گھر کا سارا کام کاج یہی کیا کرتی تھیں بلکہ اونٹ کی خوراک کیلئے کھجوروں کی گٹھلیاں بھی باغوں سے چُن کر اور سر پر گٹھری لاد کر لایا کرتی تھیں۔ ان کی یہ مشقت دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام عطا فرما دیا تو ان کے کاموں کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک غلام دے کر گویا میرے والد نے مجھے آزاد کر دیا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۸۶)

یہ محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر اور دِل گردہ والی عورت تھیں۔ ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ سفر ایک تھیلے کا منہ باندھنے کیلئے کچھ نہ ملا تو حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے فوراً اپنی کمر کے پٹکے کو

پھاڑ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا۔ اسی دن ان کو ذات النطاقین (دو ٹپکے والی) کا معزز لقب ملا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی لیکن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۵۵ وغیرہ)

۶۳ ہجری میں واقعہ کربلا کے بعد جب یزید کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح دوڑا دوڑا کر مارا۔ اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مکہ مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ہمت بڑھائی اور ان کی فتح و نصرت کیلئے دُعائیں مانگتی رہیں اور جب عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خون ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں، یہاں تک کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس ظالم نے مجبور کر دیا کہ حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا چل کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار تو گھوڑوں سے اُتر گئے لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اُترا پھر فرمایا کہ اے حجاج! ''تو نے میرے بیٹے کی دُنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا''۔ اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں تک حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زندہ رہیں۔ مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دونوں ماں بیٹے کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں۔ جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے، مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۱۹۵۹ء میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ عنہما۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۸۱ وغیرہ)

تبصرہ

اسلامی بہنو! حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کی غریبی، اپنے شوہر کی خدمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت پھر ان کی بہادری اور جرأت و استقلال کے ان واقعات کو بار بار پڑھو اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر بہت غریب تھے مگر بہت ہی بڑے مجاہد تھے۔ زیادہ مال غنیمت میں حصہ پایا یہاں تک کہ بہت مالدار ہو گئے اور پھر ان کے مالوں میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ شاید ہی کسی صحابی کے مال میں اتنی خیر و برکت ہوئی ہوگی۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۴۹)

یہ ان کی نیک نیتی اور اسلام کی خدمتوں اور عبادتوں کی برکتوں کے میٹھے میٹھے پھل تھے، جو ان کو دُنیا کی زندگی میں ملے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان اللہ والیوں کیلئے جو نعمتوں کے خزانے تیار فرمائے ہیں ان کو تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کے خیال میں

آ سکتا ہے۔اے اللہ تعالیٰ کی بندیو! ہمت کرو! اور کوشش کرو! اور نیک بندیوں کے طریقوں پر چلنے کا پختہ ارادہ کرلو! ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ، کی امداد ونصرت تمہارا بازو تھام لے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ دُنیاوآخرت میں تمہارا بیڑہ پار ہوجائے گا بس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ یہ عزم کرلو کہ ہم ان اللہ والی مقدس بیبیوں کے نقشِ قدم پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک چلتی رہیں گی اور اسلام کے عقائدواعمال پر پوری طرح کاربند رہ کر دوسری عورتوں کی اصلاح کیلئے بھی اپنی طاقت بھر کوشش کرتی رہیں گی۔

۳۸۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن ہیں اور ان کی کنیت حضرت بی بی اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا ہے قبیلہ انصار سے تعلق رکھنے والی صحابیہ ہیں۔ یہ بہت عقل منداور ہوش گوش والی عورت تھیں۔ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں بہت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ ہم عورتیں آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی پیروی کا عہد کیا ہے اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھادی گئی ہیں اور ہم اپنے شوہر کی خواہشات پوری کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو گود میں لئے پھرتی ہیں اور ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں اور مرد لوگ جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجرعظیم حاصل کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان مردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یانہیں؟ یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ دیکھو! اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسماء! تم سن لواور جا کر عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی طلب کرتی رہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں تو مردوں کے اعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سُن کر حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا مارے خوشی کے نعرہ تکبیر لگاتی ہوئی باہر نکلیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۸۷)

تبصرہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کو ثوابِ آخرت حاصل کرنے کا کتنا شوق اور جذبہ تھا۔ یہ تمام مسلمان عورتوں کیلئے ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ کاش! اس زمانے کی عورتوں میں بھی یہ شوق اور جذبہ ہوتا تو یقیناً یہ عورتیں بھی نیک بیبیوں کی فہرست میں شامل ہوجاتیں اور ثواب سے مالامال ہوجاتیں۔

۳۹۔ حضرت امِ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ بھی صحابیہ ہیں۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جب ان کے والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں گئے یہ اس وقت پیلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے، بہت اچھا کپڑا ہے۔ پھر ایک پھولدار چادر جو بہت ہی خوبصورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار و محبت سے ان کو اوڑھا دی اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر، اس کو پھاڑ، یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ اس دُعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہوتا کہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کردے اور بالکل پھٹ جائے، چنانچہ اس دُعا نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اثر ہوا کہ حضرت امِ خالد رضی اللہ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ انکی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی عمر انہوں نے پائی ہے اتنی عمر مدینہ منورہ میں کسی نے پائی ہو۔ (بخاری شریف و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۷۹۰ وغیرہ)

تبصرہ سبحان اللہ! لمبی عمر ہو اور ساری عمر نیکیوں کے کمانے میں گزر جائے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امِ خالد رضی اللہ عنہا بڑی نیک بخت اور خوش نصیب تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو چادر اوڑھائی اور اپنی مبارک دُعاؤں سے ان کو سرفراز فرمادیا جس کا اثر یہ ہوا کہ عمر لمبی ہوئی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ نیکیوں اور عبادتوں کی چھاؤں میں گزرا۔

دینی بہنو! تم بھی کوشش کرو کہ جتنی عمر بھی گزرے وہ نیکیوں میں گزرے۔ یہ یقیناً تجارت آخرت ہے کہ جس میں نفع کے سوا کبھی کوئی گھاٹا نہیں ہو سکتا۔

۴۰۔ حضرت امِ ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ فتح مکہ کے سال ۸ ہجری میں انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ظہورِ اسلام سے پہلے ہی ان کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب کے ساتھ ہوگئی تھی۔ ہبیرہ اپنے کفر پر اَڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اسلئے میاں بیوی میں جدائی ہوگئی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زخمی دِل کو تسکین دینے کیلئے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود تم سے نکاح کرلوں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب میں کفر کی حالت میں آپ سے محبت کرتی تھی تو بھلا اسلام کی دولت مل جانے کے بعد میں کیوں نہ آپ سے محبت کروں گی؟ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مجھے خوف ہے کہ میرے ان بچوں کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب سُن کر مطمئن ہوگئے۔ (اکمال صفحہ ۶۲۳ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۶۳ و حاشیہ بخاری)

حضرت امِ ہانی رضی اللہ عنہا کی یہ دو خصوصیات بہت زیادہ باعث شرف ہیں۔ ایک یہ کہ فتح مکہ کے دِن حضرت امِ ہانی رضی اللہ عنہا

نے ایک کافر کو امان اور پناہ دے دی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کافر کو قتل کرنا چاہا، جب حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی اس کو ہم نے بھی امان دے دی۔ دوسری یہ کہ فتح مکہ کے دِن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲ و بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۴۹)

۴۱۔ حضرت اُمِ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہوسکا، اسلئے پیدل چل کر اُنہوں نے ہجرت کی اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ پھر جب وہ جنگ ''موتہ'' میں شہید ہوگئے تو ان سے جنتی صحابی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح فرمالیا۔ پھر طلاق دے دی تو دوسرے جنتی صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا اور ان کے شکم سے ابراہیم وحمید دو فرزند پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پاگئیں۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔ (اکمال صفحہ ۶۱۸ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۵۳)

تبصرہ مسلمان بہنو! غور کرو کہ انہوں نے اسلام کی محبت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر پیدل ہجرت کی اور مدینہ منورہ جا کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں۔ پھر یہ بھی غور کرو کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے چار شوہروں سے نکاح کیا۔ اس میں ان عورتوں کیلئے بہت بڑا سبق ہے جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں اور پوری عمر بلا شوہر کے گزار دیتی ہیں۔

۴۲۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہوگئیں تھیں۔ بہت ہی عقل مند اور فضل وکمال والی عورت تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت زیادہ شفقت وکرم فرماتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک مخصوص بستر بنا رکھا تھا کہ جب آپ دوپہر میں کبھی کبھی ان کے مکان پر قیلولہ فرماتے تھے تو وہ اس بستر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بچھا دیتی تھیں۔ دوسرا کوئی شخص بھی نہ اس بستر پر سو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۶۰۰ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۸)

تبصرہ سبحان اللہ! ان کے قلب میں کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کتنا نبوت کا احترام تھا کہ جس بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمالیا، اُنہوں نے دوسرے کسی شخص کو بھی اس پر بیٹھنے نہیں دیا۔ یہ بستر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کے پاس ایک یادگاری تبرک ہونے کی حیثیت سے محفوظ رہا مگر حاکمِ مدینہ مروان بن حکم اموی نے اس مقدس بچھونے کو ان سے چھین لیا اس طرح یہ تبرک لاپتہ ہوکر ضائع ہوگیا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو جاگیر میں ایک گھر بھی عطا فرمایا تھا جس میں یہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بہت قدر کرتے تھے بلکہ بہت سے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے ان کو بچھو کے ڈنگ کا زہر اُتارنے والا ایک عمل بھی یاد تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ عمل میری بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو۔ الغرض یہ بارگاہِ نبوت میں مقرب تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کی دولت سے مالا مال تھیں۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۶۸)

۴۳۔ حضرت اُمِ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مشہور صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ بہت سمجھدار، نہایت ہی عقل مند صحابیہ ہیں۔ علمی فضیلت کے علاوہ عبادت میں بھی بے مثل تھیں۔ اپنے شوہر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ان کی وفات ہوئی۔ (اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۵۹۴ و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۳۴)

۴۴۔ حضرت ربیع بنت نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ مشہور صحابیہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور بلند حوصلہ صحابیہ ہیں۔ ان کے فرزند حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بھی بہت باکمال ہوئے۔ انصاری خاندان میں قابلِ فخر عورت تھیں۔ جب ان کے بیٹے حارثہ شہید ہو گئے تو اُنہوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرا بیٹا جنت مکیں ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اتنا غم کھاؤں گی کہ آپ بھی دیکھیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۳۸)

۴۵۔ حضرت اُمِ شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ ''دوس'' کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ گئی تھیں۔ یہ بہت ہی عبادت گزار اور صاحبِ کرامت بھی تھیں۔ ان کی دو کرامتیں بہت مشہور ہیں، جن کو ہم نے اپنی کتاب ''کراماتِ صحابہ'' میں بھی لکھا ہے۔ ایک کرامت تو یہ ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جارہی تھیں اور روزہ دار تھیں۔ راستہ میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ روزہ افطار کرلیں۔ اس دشمنِ اسلام نے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا تاکہ ان کو روزہ افطار کرنے کیلئے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور ان کو روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی تو اندھیری بند کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا ڈول ان کے سینے پر رکھ دیا اور انہوں نے روزہ افطار کرلیا۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس چمڑے کا ایک کپہ تھا۔ ایک دِن اُنہوں نے اس کپے میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا، تو یہ کپہ گھی سے بھر گیا ہمیشہ اس کپے میں سے گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کرامت کا چرچا ہو گیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اُمِ شریک کا کپہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ (حجتہ اللہ علی العالمین)

(جلد ۲ صفحہ ۸۷۵ بحوالہ ابنِ سعد)

۴۶۔ حضرت امِ سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ایک بڑھیا اور نابینا صحابیہ ہیں، جو خدا کی راہ میں اپنا وطن چھوڑ کر اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں رہنے لگی تھیں ان کی بھی ایک کرامت عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ایک بیٹا جو ابھی بچہ تھا اچانک انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑا اوڑھا دیا اور حضرت امِ سائب رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ آپ کا بچہ انتقال کر گیا۔ یہ سُن کر اُنہوں نے آبدیدہ ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر اس طرح دُعا مانگی کہ "یااللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی ہے اس لئے میرے اللہ! میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں کہ تو میرے بچے کی موت کی مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔"

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امِ سائب رضی اللہ عنہا کی دُعا ختم ہوتے ہی ایک دم ان کا بچہ اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھا کر اُٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔ (البدایہ و النھایہ جلد ۵ صفحہ ۱۵۴، ۲۵۹)

تبصرہ اسلامی بہنو! غور کرو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والیوں اور عبادت گزار عورتوں کو خداوند کریم نے کیسی کیسی کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ تم بھی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھو اور قسم قسم کی نیکیوں اور عبادتوں میں اپنی زندگی گزار دو۔ خداوند قدوس بڑا رحیم و کریم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا فضل و کرم فرمادے اور تم کو بھی صاحبِ کرامت بنادے۔

۴۷۔ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشک کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمالیا تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔ (ابنِ ماجہ صفحہ ۲۵۳ باب الشرب قائماً و استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۰۷)

تبصرہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرات صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی والہانہ اور عاشقانہ محبت تھی کہ جس چیز کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو جاتا تھا وہ چیز ان کی نظروں میں باعثِ تعظیم اور لائق احترام ہو جایا کرتی تھی کیوں نہ ہو کہ یہی ایمان کی نشانی ہے کہ مسلمان نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کرے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز کو اپنے لئے قابلِ تعظیم جانے اور اس کا ایمانی محبت کے ساتھ اعزاز و اکرام کرے۔

۴۸۔ حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ زمانۂ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں یہاں تک کہ ''عکاظ'' کے میلے میں انکے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر ''ارثی العرب'' (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا۔ یہ مسلمان ہوئیں اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دربارِ خلافت میں بھی حاضر ہوئیں اور ان کی شاعری کا دیوان آج بھی موجود ہے اور علماءِ ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ انکے مفصل حالات علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب ''کتاب الاغانی'' میں تحریر کئے ہیں یہ صحابیت کے شرف سے سرفراز ہیں اور بے مثل شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں۔ محرم ۱۴ ہجری میں جنگ قادسیہ کے خوں ریز معرکہ میں یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ جب میدانِ جنگ میں لڑائی کی صفیں لگ گئیں اور بہادروں نے ہتھیار سنبھال لئے تو اُنہوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ تقریر کی کہ ''میرے پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دو بھر نہ تھے، نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا۔ باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لے آئے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم! جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، اسی طرح ایک باپ کے بھی ہو۔ میں نے کبھی تمہارے باپ سے بد دیانتی نہیں کی، نہ تمہارے ناموس کو رُسوا کیا۔ لو جاؤ! آخیر تک لڑو۔''

بیٹوں نے ماں کی تقریر سُن کر جوش میں بھرے ہوئے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ جب نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو خنساء رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ الٰہی! تو میرے بچوں کا حافظ و ناصر ہے تو ان کی مدد فرما۔

چاروں بھائیوں نے نہایت دلیری اور جاں بازی کے ساتھ جنگ کی، یہاں تک کہ چاروں اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے بیحد متاثر ہوئے اور ان چاروں بیٹوں کی تنخواہیں ان کی ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو عطا فرمانے لگے۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۶)

تبصرہ خواتینِ اسلام! خدا کیلئے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا دِل اپنے سینوں میں پیدا کرو اور اسلام پر اپنے بیٹوں کو قربان کر دینے کا سبق اس دیندار اور جانثار عورت سے سیکھو! جس کے جوشِ اسلام و جذبہ جہاد کی یاد قیامت تک فراموش نہیں کی جا سکتی۔

۴۹۔ حضرت اُمِ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ ہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت ہی مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے اور ان کی زندگی ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ جنگ بدر کے موقع پر اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بھی اس جنگ میں چلنے کی اجازت دے دیجئے۔ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی تیمارداری کروں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمائے۔ یہ سُن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ یقیناً تم شہیدہ ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کو ان کے گھر کے اندر ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا اور دونوں فرار ہو گئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج و قلق ہوا اور آپ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کرایا اور مدینہ منورہ میں ان دونوں کو پھانسی دی، حالانکہ ان دونوں سے پہلے مدینہ منورہ میں کسی کو پھانسی نہیں دی گئی۔ حضرت امِ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شہادت کی خبر سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ چلو ام ورقہ شہیدہ کی ملاقات کر لیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گھر بیٹھے ان کو شہادت نصیب ہو گئی۔ (استیعاب جلد ۴ صفحہ ۱۹۶۵)

تبصرہ حضرت امِ ورقہ رضی اللہ عنہا کے شوقِ شہادت سے عبرت حاصل کرو

۵۰۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضرت غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی ہیں۔ بڑی عابدہ، زاہدہ اور صاحبِ کرامات ولیہ تھیں۔ ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور لوگ قحط سے پریشان حال ہو کر ان کی خدمت میں دُعا کیلئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور یہ کہا کہ:

رَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرُشَّ اَنْتَ

یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو دے دیا تو چھڑکاؤ کر دے۔

اس دُعا کے بعد فوراً ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ نہال اور خوش حال ہو گئے۔ (بھجۃ الاسرار قلائد الجواھر)

تبصرہ اللہ اکبر! خدا کے نیک بندوں اور نیک بندیوں کی ولایت اور کرامت کا کیا کہنا؟ جو لوگ اولیاء سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم بلکہ منحوس ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و محبت رکھے اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچاتا رہے اور ان کو وسیلہ بنا کر خدا سے دُعائیں مانگتا رہے۔ اولیاء خدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے جو مسلمان اولیاء سے اُلفت و عقیدت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ بنا لیتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو کتاب بہت موٹی ہو جائے گی۔

۵۱۔ حضرت معاذ عدویہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی عبادت گزار اور پرہیزگار اللہ تعالیٰ کی نیک بندی تھیں۔ حضرت امّ المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں

شاگرد ہیں۔ دِن رات میں چھ سو رکعات نفل پڑھا کرتی تھیں اور رات بھر نوافل اور خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہ کر جاگتی تھیں۔ خدا کے خوف سے کبھی آسمان کی طرف سر اُٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں۔ دِن میں کبھی کبھی جب بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو گھنٹہ دو گھنٹہ سولیا کرتی تھیں اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟ یہ تو عمل کا وقت ہے۔ جاگ جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینا چاہئیں۔ موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہی ہے۔ کبھی کہا کرتی تھیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتے ہوئے میرا دَم نکل جائے۔ غرض ان پر خوفِ خدا کا بہت زیادہ غلبہ تھا۔ جو ولایت کی خاص نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے۔ آمین!

(اکمال صفحہ ۶۲۰ وغیرہ)

تبصرہ اللہ تعالیٰ کی بندیو! آنکھیں کھولو! اور دیکھو کہ کیسی کیسی نیک بیبیاں اس دُنیا میں ہوگئیں۔ کیا تم میں بھی نیک بننے کا شوق ہے؟ ہائے افسوس! آج کل مسلمان عورتوں کی زندگی اور ان کی غفلتوں اور بداعمالیوں کو دیکھ دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ان گناہوں کی نحوست سے خدا کا عذاب نہ اُتر پڑے، اے سینما دیکھنے والیو! کیا تمہیں اس کی بھی توفیق ہوئی کہ قرآنِ مجید اور دینی وایمانی کتابیں پڑھو؟ سوچو! اور عبرت پکڑو! اور اپنی حالتوں کو بدلو! اور یہ مت بھولو کہ دُنیا کی زندگی چند روزہ اور آنی فانی ہے لہٰذا جلد کچھ آخرت کا کام کرلو۔

۵۲۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا

یہ وہ نیک بی بی اور کرامت والی ولیہ ہیں کہ تمام دُنیا میں ان کی دُھوم مچی ہوئی ہے۔ یہ دِن رات اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی جہنم کا ذکر کر دیتا تو یہ مارے خوف کے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا دِل اس قدر روشن کر دیا تھا کہ ہزاروں میل کے واقعات کی ان کو خبر ہو جایا کرتی تھی بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتی تھیں۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین ان کی دُعا لینے کیلئے ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ان کی کرامتیں اور ان کے اقوال بہت زیادہ ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں۔

۵۳۔ حضرت فاطمہ نیشا پوریہ رحمتہ اللہ علیہ

یہ بڑی اللہ والی ہیں۔ مصر کے ایک بہت بڑے بزرگ ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اس اللہ والی نیک بی بی سے مجھے بہت زیادہ فیض ملا ہے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ کے برابر بزرگی میں کوئی عورت میری نظر سے نہیں گزری۔ وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ جو منہ میں آتا ہے بک ڈالتا ہے اور جو دِل چاہتا ہے، کر بیٹھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ فضول کاموں اور گناہ کی

باتوں کے کرنے اور بولنے سے محفوظ رہتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں عمرہ کے راستہ میں ۲۲۳ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

۵۴۔ حضرت آمنہ رملیّہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بھی بہت بلند مرتبہ اور باکرامت ولیّہ ہیں۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدّث اور صاحبِ کرامت ولی ہیں۔ ان کی ملاقات کیلئے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بشر حافی بیمار ہوگئے تو حضرت آمنہ رملیّہ رضی اللہ عنہا ان کی بیمار پرسی کیلئے گئیں۔ اتفاق سے اسی وقت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان بی بی صاحبہ سے ہمارے حق میں دُعا کروائیں۔ چنانچہ حضرت بی بی آمنہ رملّیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح دُعا مانگی کہ یا اللہ! بشر حافی اور امام احمد بن حنبل کو جہنم کے عذاب سے امان دے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اسی رات کو ایک پرچہ آسمان سے ہمارے آگے گرا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے بشر حافی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دوزخ کے عذاب سے امان دے دی اور ہمارے یہاں ان دونوں کیلئے اور بھی نعمتیں ہیں۔

۵۵۔ حضرت میمونہ سوداء رحمۃ اللہ علیہ

یہ پاک باطن عورت بھی اپنے زمانے کی ایک مشہور کرامت والی ولیہ ہیں۔ ان کے زمانے میں ایک بہت بلند مرتبہ باکرامت ولی حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے دُعا مانگی کہ یا اللہ! جنت میں دُنیا کی جو عورت میری بیوی بنے گی مجھے وہ عورت دُنیا ہی میں ایک مرتبہ دِکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں یہ بات ڈال دِی کہ وہ عورت ''میمونہ سوداء'' ہے اور وہ کوفہ میں رہتی ہے۔ چنانچہ میں کوفہ گیا اور جب لوگوں سے اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک دیوانی عورت ہے جو جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا تو یہ دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیئے اور بکریاں ایک ساتھ چل پھر رہے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو مجھ سے فرمایا کہ اے عبدالواحد! جاؤ ہماری تمہاری ملاقات بہشت میں ہوگی۔ مجھے بیحد تعجب ہوا کہ ان بی بی صاحبہ کو میرا نام اور میرے آنے کا مقصد کیسے معلوم ہوگیا۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا کہ انہوں نے کہا کہ اے عبدالواحد! کیا تم کو معلوم نہیں کہ روزِ ازل میں جن جن روحوں کو ایک دوسرے کی پہچان ہوگئی ہے ان میں دُنیا کے اندر اُلفت و محبت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیڑیوں اور بکریوں کو میں ایک ساتھ چرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا معاملہ ہیں؟ یہ سن کر اُنہوں نے جواب دیا کہ جایئے اپنا کام کیجئے! مجھے نماز پڑھنے دیجئے! میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے دُرست کرلیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ دُرست کر دیا ہے۔

تبصرہ ماں بہنو! یہ مختلف زمانوں کی پچپن باکمال عورتوں کا تذکرہ ہم نے لکھ دیا ہے تا کہ مسلمان عورتیں ان اللہ والیوں کے حالات اور واقعات کو پڑھ کر عبرت اور سبق حاصل کریں اور اپنی اصلاح کر کے دونوں جہان کی اصلاح و فلاح حاصل کرنے

کا سامان کریں۔خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں سب کو ہدایت دے اور سب کو صراطِ مستقیم پر چلا کر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!!!

نیک بیبیوں کا انعام

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں ‌ ‌ جنت خدا سے پائیں گی سب نیک بیبیاں
حورانِ خُلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں ‌ ‌ جب میں جبکہ جائیں گی سب نیک بیبیاں
ہر ہر قدم پر نعرہ تکبیر و مرحبا ‌ ‌ اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں
کوثر بھی سلسبیل بھی پیتی رہیں گی یہ ‌ ‌ جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں
دیدارِ حق تعالیٰ کا ہو گا انہیں نصیب ‌ ‌ انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں
تاروں میں جیسے چاند کو ہوتی ہے روشنی ‌ ‌ اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت کے زیورات، بہشتی لباس میں ‌ ‌ سج دھج کے مسکرائیں سب نیک بیبیاں
جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں ‌ ‌ نغماتِ شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں
اے بیبیو! نماز پڑھو! نیکیاں کرو! ‌ ‌ انعامِ خُلد پائیں گی سب نیک بیبیاں
تم اعظمی کے پند و نصائح کو مان لو ‌ ‌ جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں

(۸) متفرق ہدایات

یہ آسمانِ ہدایت کے چند تارے ہیں
خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے

دستکاری اور پیشوں کا بیان

اس زمانے میں سینکڑوں تعلیم یافتہ لڑکے اور لڑکیاں ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں اور اپنا خرچ چلانے سے عاجز ہیں۔ اسی طرح بعض لاوارث غریب عورتیں خصوصاً بیوہ عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ، اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر لڑکا اور ہر لڑکی کوئی نہ کوئی دستکاری اور اپنے ہاتھ کا ہنر ضرور سیکھ لے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان خصوصاً شرفاء کہلانے والے دستکاری اور ہاتھ کے ہنر کو عیب سمجھتے ہیں بلکہ ہاتھ کے ہنر سے پیشہ کرنے والوں کو حقیر و ذلیل شمار کر کے ان پر طعنہ بازی کرتے رہتے ہیں اور پیشہ ور لوگوں کا مذاق اُڑایا کرتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ مکر و فریب کر کے رشوت خوروں کی دلالی کر کے یہاں تک کہ چوری کر کے اور بھیک مانگ کر کھانا ان بدبختوں کو گوارا ہے مگر کوئی دست کاری اور پیشہ کرنا ان کو قبول و منظور نہیں۔

عزیز بھائیو اور پیارے بہنو! سن لو کہ دستکاری اور اپنے ہاتھوں کی کمائی اسلام میں بہترین کمائی شمار کی گئی ہے بلکہ قرآنِ مجید اور حدیث شریف میں اس کو اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ کوئی کھانا کبھی اس کھانے سے اچھا اور بہتر نہ ہو جس کو آدمی اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی سے کما کر کھائے اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی کھاتے تھے یعنی لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الکسب جلد ۱ صفحہ ۲۴۱)

اس لئے ماں بہنو! خبردار، خبردار کبھی ہرگز ہرگز کسی دستکاری اور اپنے ہاتھ کے ہنر کو حقیر و ذلیل مت سمجھو، اور اگر کوئی نادان اس کو حقیر سمجھے اور اس کا مذاق اُڑائے تو ہرگز اُس کی پرواہ مت کرو اور ضرور کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیوں کی صفت ہے اور حلال کی کمائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس لئے اس پر جی جان سے عمل کرو۔

بعض نبیوں کی دستکاری

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کی۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا پیشہ ہے۔ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعض مفسّرین نے ان کو نبی کہا ہے وہ زنبیل یعنی ڈلیا اور ٹوکری بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جو معماری کا کام ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے تیر بنایا کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد بکریاں چَراتے تھے اور بکریاں پال پال کران کو بیچا کرتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام بھی اونٹ اور بکریاں چَراتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے جو لوہار کا کام ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دوکاندار کے ہاں کپڑا رنگتے تھے اور خود ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کے سردار نے بکریاں چَرائی ہیں۔ (مشکوۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ باب الاجارہ وغیرہ مختلف کتب)

اگرچہ ان مقدس پیغمبروں کا گزر بسر ان چیزوں پر نہیں تھا مگر یہ تو قرآنِ مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہے کہ ان پیغمبروں نے ان کاموں کو کرلیا ہے اور ان کاموں کو عار اور عیب نہیں سمجھا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے اولیاء اور فقہاء و محدثین میں سے بعض نے کپڑا بنایا ہے، کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے، کسی نے جوتا بنانے کا پیشہ اختیار کیا ہے، کسی نے مٹھائی بنانے کا کام کیا ہے، کسی نے درزی کا کام کیا ہے۔

بعض آسان دستکاریاں

لڑکوں کیلئے بعض آسان دستکاریاں اور پیشے یہ ہیں۔ سلائی کا ہنر اور مشین سے کپڑے سینا، کپڑا بننا، سائیکلوں اور موٹروں کی مرمت کرنا، بجلی کی فٹنگ کرنا، بڑھئی کا کام، لوہار، معمار اور سنار کا کام کرنا، ٹائپ کرنا، کتابت کرنا، پریس چلانا، کپڑوں کی رنگائی چھپائی، دھلائی کرنا، کھیتی باڑی کرنا۔

لڑکیوں کیلئے آسان دستکاریاں یہ ہیں۔ سویٹر بننا، اونی اور سوتی موزے بنانا، چکن کاڑھنا، ٹوپیاں اور کپڑے سی سی کر بیچنا، سوت کاتنا، چوڑیاں بنانا، رسی بٹنا، چارپائی بننا، کتابوں کی جلد بنانا، اچار، چٹنی، مربے وغیرہ بنا کر بیچنا۔

لڑکے اور لڑکیاں ان ہنروں کو اگر سیکھ لیں تو وہ کبھی بھی انشاءاللہ تعالیٰ اپنی روزی روٹی کیلئے محتاج نہ رہیں گے۔

نہ تکلیف دو، نہ تکلیف اُٹھاؤ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ،

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

یعنی مسلمان کا اسلامی نشان یہ ہے کہ تمام مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے سلامت رہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کو چاہئے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے اسلامی بھائیوں کیلئے بھی پسند کرے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے لئے یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو اور دُکھ اُٹھائے، تو فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے کسی قول و فعل سے کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے۔ اس لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر ہر مسلمان کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ یا بیمار پرسی کیلئے جانا ہو تو اس قدر زیادہ دنوں تک یا اتنی دیر تک نہ ٹھہرو کہ گھر والا تنگ ہو جائے اور تکلیف میں پڑ جائے۔

۲۔ اگر کسی کی ملاقات کیلئے جاؤ تو وہاں اتنی دیر تک مت بیٹھو یا اس سے اتنی زیادہ باتیں نہ کرو کہ وہ اُکتا جائے یا اس کے کام میں حرج ہونے لگے کیونکہ اس سے یقیناً اس کو تکلیف ہوگی۔

۳۔ راستوں میں چارپائی یا کرسی یا کوئی دوسرا سامان برتن یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ روزانہ کی عادت کے مطابق بے کھٹکے تیزی کے ساتھ چلے آتے ہیں اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر اُلجھ کر گر پڑتے ہیں بلکہ خود ان چیزوں کو راستوں میں ڈالنے والا بھی رات کے اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور چوٹ کھا جاتا ہے۔

۴۔ کسی کے گھر جاؤ تو جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز اس سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرو بعض مرتبہ بہت ہی معمولی چیز بھی گھر میں موجود نہیں ہوتی اور وہ تمہاری فرمائش پوری نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں اس کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور تم کو بھی اس سے کوفت اور تکلیف ہوگی کہ خواہ مخواہ میں نے اس سے ایک گھٹیا درجے کی چیز کی فرمائش کی اور زبان خالی گئی۔

۵۔ ہڈی یا لوہے شیشے وغیرہ کے ٹکڑوں یا خاردار شاخوں کو نہ خود راستوں میں ڈالو نہ کسی کو ڈالنے دو اور اگر کہیں راستوں میں ان چیزوں کو دیکھو تو ضرور راستوں سے ہٹا دو ورنہ راستے پر چلنے والوں کو ان چیزوں کے چُبھ جانے سے تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ غفلت میں تم ہی کو تکلیف پہنچ جائے۔ اسی طرح کیلے اور خربوزہ وغیرہ کے چھلکوں کو راستوں پر نہ ڈالو! ورنہ لوگ پھسل کر گریں گے۔

۶۔ کھانا کھاتے وقت ایسی چیزوں کا نام مت لیا کرو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو کیونکہ بعض نازک مزاج لوگوں کو اس سے بہت تکلیف ہو جایا کرتی ہے۔

۷۔ جب آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو جھاڑو مت دلواؤ کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

۸۔ تمہاری کوئی دعوت کرے تو جتنے آدمیوں کو تمہارے ساتھ اس نے بلایا ہے خبردار اس سے زیادہ آدمیوں کو لے کر اس کے گھر نہ جاؤ، شاید کھانا کم پڑ جائے، تو میزبان کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور مہمان بھی بھوک سے تکلیف اُٹھائیں گے۔

۹۔ اگر کسی مجلس میں دو آدمی پاس پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تو خبردار! تم ان دونوں کے درمیان جا کر نہ بیٹھ جاؤ کہ ایسا کرنے سے ان دونوں ساتھیوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۰۔ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی خوبصورتی یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوا کرتی ہے اسی طرح مرد کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی چال ڈھال کا تذکرہ اور تعریف نہ کرے کیونکہ بیوی کو اس سے تکلیف پہنچے گی۔

۱۱۔ کسی دوسرے کے خط کو کبھی ہرگز نہ پڑھا کرو۔ ممکن ہے خط میں کوئی ایسی راز کی بات ہو جس کو وہ ہر شخص سے چھپانا چاہتا ہو تو ظاہر ہے کہ تم خط پڑھ لوگے تو اس کو تکلیف ہوگی۔

۱۲۔ کسی سے اس طرح ہنسی مذاق نہ کرو جس سے اس کو تکلیف پہنچے اسی طرح کسی کو ایسے نام یا القاب سے نہ پکارو جس سے اس کو تکلیف پہنچتی ہو۔ قرآنِ مجید میں سخت ممانعت آئی ہے۔

۱۳۔ جس مجلس میں کسی عیبی آدمی کے عیب کا ذکر آنا ہو تو پہلے دیکھ لو کہ وہاں اس قسم کا کوئی آدمی تو نہیں ہے ورنہ اس عیب کا ذکر کرنے سے اس آدمی کو تکلیف اور ایذاء پہنچے گی۔

۱۴۔ دیواروں پر پان کھا کر نہ تھوکو کہ اس سے مکان والے کو بھی تکلیف ہوگی اور ہر دیکھنے والے کو بھی گھن پیدا ہوگی۔

۱۵۔ دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور تم سے کچھ پوچھتے نہ ہوں تو خواہ مخواہ تم ان کو کوئی رائے مشورہ نہ دو۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے، یہ تکلیف دینے والی بات ہے۔

بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ تم اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہارے کسی قول یا فعل یا طریقے سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور تم خود بلا ضرورت خواہ مخواہ کسی تکلیف میں پڑو۔

آداب سفر

۱۔ سفر میں روانہ ہونے سے پہلے پیشاب و پاخانہ وغیرہ ضروریات سے فراغت حاصل کرو۔

۲۔ اکیلے سفر کرنا خصوصاً خطروں کے دور میں اچھا نہیں ایک یا دو رفقاءِ سفر ساتھ ہوں تا کہ وقتِ ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں یہ مسنون طریقہ ہے۔

۳۔ سفر میں کم سے کم سامان ہو۔ یہ آرام دہ اور اچھا ہے بعض عورتوں میں یہ عیب ہے کہ وہ سفر میں بہت زیادہ سامان لا دلیا کرتی ہیں۔ جس سے بہت زیادہ تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ خاص کر سب سے زیادہ مصیبت مردوں کو اُٹھانی پڑتی ہے۔ تمام سامانوں کو سنبھالنا لادنا اُتارنا، مزدوری کے پیسے دینا یہ ساری بلائیں مردوں کے سروں پر نازل ہوتی ہیں۔ عورتیں تو اچھی خاصی بے فکر بیٹھی رہتی ہیں پان چباتی رہتی ہیں اور باتیں بناتی رہتی ہیں۔

۴۔ لڑاکا اور جھگڑالو آدمیوں کے ساتھ ہر گز سفر نہ کیا کرو، ہر قدم پر کوفت اور تکلیف اُٹھاؤ گے۔

۵۔ سفر میں جب تم کسی کے مہمان بنو تو سب سے پہلے پیشاب پاخانہ کی جگہ معلوم کر لو۔

۶۔ سفر میں مطالعہ کیلئے کوئی کتاب، چند کارڈ، لفافے، پنسل، سادہ کاغذ، بوٹا گلاس، مصلّٰی، چاقو، سوئی دھاگہ، کنگھا، آئینہ ضرور ساتھ رکھ لو۔ اگر میزبان کے گھر بستر ملنے کی اُمید ہو تو خیر ورنہ مختصر بستر بھی ہونا چاہئے۔

۷۔ جہاں جانا ہے وہاں دن میں اور جلد پہنچنا چاہئے۔ بعض مردوں اور عورتوں میں یہ عیب ہے کہ خواہ شہر میں یا سفر میں کہیں جانا ہو۔ تو ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتے ہیں۔ بعض گاڑیاں چھوٹ جاتی ہیں اور بلاوجہ تاخیر سے منزل مقصود پر پہنچتے ہیں اور سارا پروگرام بگڑ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محب یا محبوب کون؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ بن جائے یا اللہ اور اسکے رسول کا محبوب بن جائے تو اس کو چاہئے کہ ہمیشہ سچی بات بولے اور جب کسی کو کسی چیز کا امین بنا دیا جائے تو وہ اس امانت کو ادا کرے اور اپنے تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۴)

مسلمانوں کے عیُوب چھپاؤ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو دیکھ لے اور پھر اسکی پردہ پوشی کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا ثواب عطا فرمائے گا جیسے کہ زندہ درگور کی ہوئی بچی کو کوئی قبر سے نکال کر اس کی پرورش اور اس کی زندگی کا سامان کر دے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ باب الشفقة والرحمة)

دل کی سختی کا علاج

ایک شخص نے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ شکایت کی کہ میرا دِل سخت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

بوڑھوں کی تعظیم کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جوان آدمی کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے بڑھاپے کی بنا پر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کچھ ایسے لوگوں کو تیار فرمادے گا جو بڑھاپے میں اس کا اعزاز واکرام کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ ،اصح المطابع)

بہترین گھر، اور بدترین گھر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے کہ اس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، اصح المطابع)

غرور اور گھمنڈ کی برائی

غرور یا گھمنڈ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں دیانتداری یا حسبِ نسب میں یا مال وسامان میں یا عزت وآبرو میں یا کسی اور بات میں دوسروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت ہی قابلِ نفرت خصلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دِل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا وہ جنت میں سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ ہر سرکش اور سخت دِل اور متکبر جہنمی ہے۔ اسی طرح تیسری حدیث شریف میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن نہ ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا، نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا بلکہ ان لوگوں کو دردناک عذاب دے گا۔ ایک بڈھا زناکار، دوسرے جھوٹا بادشاہ، تیسرے متکبر فقیر۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، اصح المطابع)

دُنیا کے لوگ بھی مغرور اور گھمنڈی مردوں اور عورتوں کو بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ اس کے ڈر سے اور اس کے فتنوں سے بچنے کیلئے ظاہر ہے، لوگ اس کی آؤ بھگت کر لیتے ہیں۔ مگر دِل میں اس کو انتہائی برا سمجھ کر اس سے بے انتہا نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں چنانچہ جب متکبر آدمی پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو کسی کے دِل میں ہمدردی اور مروّت کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ لوگوں کو ایک طرح کی خوشی ہوتی ہے۔ بہر حال گھمنڈ، غرور اور شیخی مارنا جیسا کہ اکثر مالدار مردوں اور عورتوں کا طریقہ ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ اور بہت ہی خراب عادت ہے۔

اگر آدمی اتنی بات سوچ لے کہ میں ایک ناپاک قطرہ سے پیدا ہوا ہوں اور میرے پاس جو بھی مال یا کمال ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور وہ جب چاہے ایک سیکنڈ میں سب لے لے پھر میں گھمنڈ کس بات پر کروں اور اپنی کون سی خوبی پر شیخی ماروں، تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بری خصلت اور خراب عادت بہت جلد چھُوٹ جائے گی۔

بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزے رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۲، اصح المطابع)

لڑکیوں کی پرورش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی اجر و ثواب ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص ایک ہی لڑکی کو پالے؟ تو جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۳، اصح المطابع)

ماں باپ کی خدمت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآنِ مجید کی قرأت کر رہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ قرأت کرنے والا کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ کے صحابی حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو، یہ ہے نیکوکاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی ماں کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۹، اصح المطابع)

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی باپ کی خوشی میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۹)

بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کیلئے آئی۔ تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہیں پایا، وہی کھجور میں نے اس کو دے دی۔ تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۲۱، اصح المطابع)

انسان کی تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی (۲) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ پکار کرنا (۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا (۴) دُشمن کو حقیر سمجھنا (۵) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (۶) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (۷) کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چاپلوسی میں آجانا (۸) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا (۹) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (۱۱) لوگوں کی تکلیف میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی اُمید رکھنا (۱۲) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کر لینا (۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے خدمت کی اُمید رکھنا (۱۴) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا (۱۵) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا (۱۶) گمراہوں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا (۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (۱۸) خود حرام وحلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا (۱۹) جھوٹی قسم کھا کر، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (۲۰) علمِ دین اور دینداری کی عزّت نہ سمجھنا (۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا (۲۴) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (۲۵) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (۲۶) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (۲۹) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا (۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دُکھ درد بیان کرنا۔

سلیقہ اور آرام کی چند باتیں

۱۔ رات کو دروازہ بند کرتے وقت گھر کے اندر اچھی طرح دیکھ بھال کر لو کہ کوئی اجنبی یا کتا بلی اندر تو نہیں رہ گیا۔ یہ عادت ڈال لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ گھر میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۲۔ گھر اور گھر کے تمام سامانوں کو صاف ستھرا رکھو اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو۔

۳۔ سب گھر والے آپس میں طے کر لیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر رہے گی پھر سب گھر والے اس کے پابند ہو جائیں گے جب اس چیز کو وہاں سے اُٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈے وہ مل جایا کرے اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔

۴۔ گھر کے تمام برتنوں کو دھو مانجھ کر کسی الماری یا طاق پر اُلٹا کر کے رکھ دو اور پھر دوبارہ اس برتن کو استعمال کرنا ہو تو پھر اس برتن کو بغیر دھوئے استعمال نہ کرو۔

۵۔ کوئی جوٹھا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز ہرگز نہ رکھ دیا کرو۔ جوٹھے یا غذاؤں اور دواؤں سے آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

۶۔ اندھیرے میں بلا دیکھے ہرگز ہرگز پانی نہ پیو نہ کھانا کھاؤ۔

۷۔ گھر یا آنگن کے راستہ میں چارپائی یا کرسی یا کوئی برتن یا کوئی سامان مت ڈال دیا کرو ایسا کرنے سے بعض دفعہ روز کی عادت کے مطابق بے کھٹکے چلے آنے والے کو ٹھوکر ضرور لگتی ہے اور بعض مرتبہ تو سخت چوٹیں بھی لگ جاتی ہیں۔

۸۔ صراحی کے منہ یا لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر ہرگز کبھی پانی نہ پیو کیونکہ اولاً تو یہ خلاف تہذیب ہے، دوسرا یہ خطرہ ہے کہ صراحی یا ٹونٹی میں کوئی کیڑا مکوڑا چھپا ہو اور وہ پانی کے ساتھ پیٹ میں چلا جائے۔

۹۔ ہفتہ یا دس دنوں میں ایک دِن گھر کی مکمل صفائی کیلئے مقرر کر لو کہ اِس دِن سب کام کاج بند کر کے پورے مکان کی صفائی کرلو۔

۱۰۔ دِن رات بیٹھے رہنا یا پلنگ پر سوئے یا لیٹے رہنا، تندرستی کیلئے بیحد نقصان دہ ہے۔ مردوں کو صاف اور کھلی ہوا میں کچھ چل پھر لینا اور عورتوں کو کچھ محنت کا کام ہاتھ سے کر لینا تندرستی کیلئے بہت ضروری ہے۔

۱۱۔ جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھوکو! نہ کھنکھار نکالو! نہ ناک صاف کرو کہ خلاف تہذیب بھی ہے اور دوسروں کیلئے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے۔

۱۲۔ دامن یا آنچل یا آستین سے ناک صاف نہ کرو۔ نہ ہاتھ منہ ان چیزوں سے پونچھو، کیونکہ یہ گندگی ہے اور تہذیب کے خلاف بھی۔

۱۳۔ جوتی اور کپڑا یا بستر استعمال سے پہلے جھاڑ لیا کرو ممکن ہے کوئی موذی جانور بیٹھا ہو جو بے خبری میں تمہیں ڈس لے۔

۱۴۔ چھوٹے بچوں کو ہرگز نہ اُچھالو! خدانخواستہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو بچے کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔

۱۵۔ بیچ دروازہ میں نہ بیٹھا کرو! سب آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور خود تم بھی تکلیف اُٹھاؤ گے۔

۱۶۔ اگر پوشیدہ جگہوں میں کسی کے پھوڑا پھنسی یا درد و ورم ہو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ کہاں ہے؟ اس سے خواہ مخواہ اس کو شرمندگی ہوگی۔

۱۷۔ لیٹرین یا غسل خانہ سے کمربند یا تہبند یا ساڑھی باندھتے ہوئے باہر مت نکلو بلکہ اندر ہی سے باندھ کر باہر نکلو۔

۱۸۔ جب تم سے کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو پہلے اس کا جواب دو پھر دوسرے کام میں لگو۔

۱۹۔ جو بات کسی سے کہو یا کسی کا جواب دو تو صاف صاف بولو اور اتنے زور سے بولو کے سامنے والا اچھی طرح سن لے اور تمہاری باتوں کو سمجھ لے۔

۲۰۔ زبان بند کر کے ہاتھ یا سر کے اشاروں سے کچھ کہنا یا کسی بات کا جواب دینا خلافِ تہذیب اور حماقت کی بات ہے۔

۲۱۔ اگر کسی کے بارے میں کوئی پوشیدہ بات کسی سے کہنی ہو اور وہ شخص اس مجلس میں موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے بار بار اس کی طرف اشارہ مت کرو کہ ناحق اس شخص کو طرح طرح کے شبہات ہوں گے۔

۲۲۔ کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دو یا برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو، دور سے پھینک کر کوئی چیز کسی کو مت دیا کرو۔ شاید اس کے ہاتھ میں نہ پہنچ سکے اور زمین پر گر کر ٹوٹ جائے یا خراب ہو جائے۔

۲۳۔ اگر کسی کو پنکھا جھلو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کے سر یا چہرہ یا بدن کے کسی حصہ میں پنکھا لگنے نہ پائے اور پنکھے کو اتنے زور سے بھی نہ جھلا کرو کہ تم خود یا دوسرے پریشان ہو جائیں۔

۲۴۔ میلے کپڑے جو دھوبی کے یہاں جانے والے ہوں گھر میں اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے زمین پر نہ رہنے دو بلکہ مکان کے کسی کونے میں لکڑی کا ایک معمولی بکس رکھ لو اور سب میلے کپڑوں کو اسی میں جمع کرتے رہو۔

۲۵۔ اپنے اونی کپڑوں کو کبھی کبھی دھوپ میں سکھا لیا کرو اور کتابوں کو بھی، تاکہ کیڑے مکوڑے کپڑوں اور کتابوں کو کاٹ کر خراب نہ کر سکیں۔

۲۶۔ جہاں کوئی آدمی بیٹھا ہو وہاں گرد و غبار والی چیزوں کو نہ جھاڑو۔

۲۷۔ کسی دُکھ یا پریشانی یا غم اور بیماری وغیرہ کی خبروں کو ہرگز اس وقت تک نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ اس کی خوب اچھی طرح تحقیق نہ ہو جائے۔

۲۸۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو۔ ہمیشہ ڈھانک کر رکھا کرو اور مکھیوں کے بیٹھنے سے بچاؤ۔

۲۹۔ دوڑ کر منہ اوپر اُٹھا کر نہیں چلنا چاہئے اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

۳۰۔ چلنے میں پاؤں پورا اُٹھایا کرو اور پورا پاؤں زمین پر رکھا کرو، پنجوں یا ایڑی کے بل چلنا یا پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلنا یہ تہذیب کے خلاف بھی ہے۔

۳۱۔ کپڑا پہنے پہنے نہیں سینا چاہئے۔

۳۲۔ ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو، جب تک کسی کو ہر طرح سے بار بار آزمانہ لو، اس کا اعتبار مت کر لیا کرو، خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جحن صاحبہ بنی ہوئی کعبہ کا خلاف لئے ہوئے کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی گھروں میں گھستی پھرتی ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرتی ہیں۔ خبردار خبردار ان عورتوں کو ہرگز ہرگز گھروں میں آنے ہی مت دو، دروازے ہی سے واپس کر دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کا صفایا کر ڈالا ہے۔ ان عورتوں میں بعض چوروں اور ڈاکوؤں کی مخبر بھی ہوا کرتی ہیں جو گھر کے اندر گھس کر سارا ماحول دیکھ لیتی ہیں پھر چوروں اور ڈاکوؤں

کوان کے گھروں کا حال بتا دیتی ہیں۔

۳۳۔ جہاں تک ہو سکے کوئی سودا سامان اُدھار مت مانگا کرو اور اگر مجبوری سے منگانا ہی پڑ جائے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب روپیہ تمہارے پاس آ جائے تو فوراً ادا کر دو، زبانی یاد پر بھروسہ مت کرو۔

۳۴۔ جہاں تک ہو سکے خرچ چلانے میں بہت زیادہ کفایت سے کام لو اور روپیہ بہت ہی انتظام سے اُٹھاؤ جتنا خرچ کیلئے تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۳۵۔ جو عورتیں بہت سے گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں جیسے دھوبن، نائن وغیرہ ان کے سامنے ہرگز ہرگز اپنے گھر کے اختلاف اور جھگڑوں کو مت بیان کرو کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھروں میں کہتی پھرتی ہیں۔

۳۶۔ کوئی مرد تمہارے دروازہ پر آ کر تمہارے شوہر کا دوست یا رشتہ دار ہونا ظاہر کرے تو ہرگز اس کو اپنے مکان کے اندر مت بلاؤ، نہ اس کا کوئی سامان اپنے گھر میں رکھو، نہ اپنا کوئی قیمتی سامان اس کے سپرد کرو۔ ایک غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ اس کیلئے باہر بھیج دو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے ہرگز اس پر بھروسہ مت کرو، نہ گھر میں آنے دو۔ ایسے لوگوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا ہے۔ اسی طرح اگر بے پہچانا آدمی سفر میں کوئی کھانے کی چیز دے تو ہرگز مت کھاؤ وہ لاکھ بُرا مانے، پروا مت کرو بہت سے سفید پوش ٹھگ نشہ والی یا زہریلی چیز کھلا کر گھر والوں یا مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۳۷۔ محبت میں اپنے بچوں کو بلا بھوک کے کھانا مت کھلاؤ، نہ اصرار کر کے زیادہ کھلاؤ کہ ان دونوں صورتوں میں بچے بیمار ہو جاتے ہیں جس کی تکلیف تم کو اور بچوں دونوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔

۳۸۔ بچوں کے سردی گرمی کے کپڑوں کا خاص طور پر دھیان لازمی ہے، بچے سردی گرمی لگنے سے بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

۳۹۔ بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھا کرو کہ تاکہ یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ! بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تیرے باپ دادا کا کیا نام ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتا دے گا پھر کوئی نہ کوئی اس کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں بُلا کر بچہ تمہارے سپرد کر دے گا اور اگر بچے کو ماں باپ کا نام یاد نہ رہا تو بچہ یہی کہے گا کہ میں ابا یا اماں کا بچہ ہوں۔ کچھ خبر نہیں کہ کون ابا؟ کون اماں؟

۴۰۔ چھوٹے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر نہ چلی جایا کرو۔ ایک عورت بچے کے آگے کھانا رکھ کر باہر چلی گئی، بہت سے کوّوں نے بچے کے آگے کا کھانا چھین کر کھایا اور چونچ مار کر بچے کی آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ اسی طرح ایک بچے کو بلی نے اکیلا پا کر اس قدر نوچ ڈالا کہ بچہ مر گیا۔

۴۱۔ کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زیادہ اصرار مت کرو بعض مرتبہ اس میں مہمان کو اُلجھن یا تکلیف ہو جاتی ہے پھر

سوچو کہ بھلا ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور بدنامی ہو۔

۴۲۔ وزن یا خطرہ والی کوئی چیز کسی آدمی کے اوپر سے اُٹھا کر مت دیا کرو خدانخواستہ! وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ کر آدمی کے اوپر گر پڑی تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہوگا؟

۴۳۔ کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینی ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو۔ خدانخواستہ! اگر کسی نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو کتنی بڑی مصیبت سر پر آن پڑے گی۔

۴۴۔ اگر تم کسی کے گھر مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے کہہ دو کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہیں کیونکہ گھر والے لحاظ کی وجہ سے پوچھیں گے نہیں اور چپکے چپکے کھانا تیار کرلیں گے اور جب کھانا سامنے آ گیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم تو کھانا کھا کر آئے ہیں۔ سوچو کہ اس وقت گھر والوں کو کتنا افسوس ہوگا؟

۴۵۔ مکان میں اگر رقم یا زیور دفن کر رکھا ہے تو اپنے گھروں میں سے جس پر بھروسہ ہو اس کو بتا دو، ورنہ شاید تمہارا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ زیور یا رقم ہمیشہ زمین ہی میں رہ جائے گی۔

۴۶۔ مکان میں جلتا چراغ یا آگ چھوڑ کر باہر مت چلے جاؤ، چراغ اور آگ کو مکان سے نکلتے وقت بجھا دیا کرو۔

۴۷۔ اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ چورن کی جگہ بھی پیٹ میں باقی نہ رہ جائے۔

۴۸۔ جہاں تک ممکن ہو رات کو مکان میں تنہا مت رہو۔ خدا جانے رات میں کیا اتفاق پڑ جائے؟ لاچاری اور مجبوری کی تو اور بات ہے مگر جہاں تک ہو سکے مکان میں رات کو اکیلے نہیں سونا چاہیے۔

۴۹۔ اپنے ہنر پر ناز نہ کرو۔

۵۰۔ برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اسلئے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

کارآمد تدبیریں

۱۔ پلنگ کی پائتی اجوائن کی پوٹلیاں باندھنے سے اس پلنگ کے کھٹمل بھاگ جائیں گے۔

۲۔ اگر مچھر دانی میسّر نہ ہو اور گرمیوں کے موسم میں مچھر زیادہ تنگ کریں تو بستر پر جا بجا تلسی کے پتے پھیلا دیں مچھر بھاگ جائیں گے۔

۳۔ لکڑی میں کیل ٹھوکتے ہوئے لکڑی کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو اس کیل کو پہلے صابون میں ٹھوکنے کے بعد لکڑی میں ٹھوکنا چاہیے۔ اس طرح لکڑی نہیں پھٹے گی۔

۴۔ کاغذی لیموں کا رس اگر دن میں چند بار پی لیں تو ملیریا کا حملہ نہیں ہوگا۔

۵۔ لُو سے بچنے کیلئے تیز دھوپ میں سفر کرتے وقت جیب میں ایک پیاز رکھ لینا چاہئے۔

۶۔ ہیضہ کے حملہ سے بچنے کیلئے سرکہ، لیموں اور پیاز کا بکثرت استعمال کرنا چاہئے۔

۷۔ سبزیوں کو جلد اُگانے اور آٹے میں خمیر جلد آنے کیلئے خربوزہ کے چھلکوں کو خوب سکھالیں اور اس کو باریک پیس کر سفوف تیار کرلیں پھر اس سفوف کو سبزیوں میں جلد گلانے کیلئے ڈالیں اور آٹے میں خمیر آنے کیلئے تھوڑا سفوف آٹے میں ڈال دیا کریں۔

۸۔ روغنِ زیتون دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے اور ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہوجاتے ہیں۔

۹۔ ہچکی آرہی ہو تو لونگ کھالینے سے بند ہوجاتی ہے۔

۱۰۔ سر میں جوئیں پڑ جائیں تو ست پودینہ صابون کے پانی میں حل کرکے سر میں ڈالیں اور سر کو خوب دھوئیں۔ دو تین مرتبہ ایسا کرلینے سے کل جوئیں مرجائیں گی۔

۱۱۔ لیموں کی پھانک چہرہ پر کچھ دنوں ملنے اور صابون سے دھولینے سے چہرہ کے کیل مہاسے دُور ہوجاتے ہیں۔

۱۲۔ پیدل چلنے کی وجہ سے اگر پاؤں میں تھکن زیادہ معلوم ہو تو نمک ملے ہوئے گرم پانی میں کچھ دیر پاؤں رکھ دینے سے تھکاوٹ دُور ہوجاتی ہے۔

۱۳۔ لیموں کو اگر بھوبھل میں گرم کرکے نچوڑیں تو عرق آسانی کے ساتھ دوگنا نکلے گا۔

۱۴۔ آگ سے جل جائیں تو جلے ہوئے مقام پر فوراً روشنائی لگائیں یا چونا کا پانی ڈالیں یا بروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں گھول کر لگائیں۔

۱۵۔ سانپ یا کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو کاٹنے سے ذرا اُوپر فوراً کسی مضبوط دھاگے سے کس کر باندھ دو پھر کاٹنے کی جگہ افیون لگادو تاکہ وہ جگہ سن ہوجائے پھر بلیڈ سے زخم لگا کر دبادو، تاکہ چند قطرہ خون نکل جائے۔ پھر پیاز چولہے میں بھون کر اور نمک ملا کر اس جگہ پر باندھ دیں اور مریض کو سونے نہ دیں۔ یہ فوری ترکیب کرکے پھر ڈاکٹر سے علاج کرائیں اور انجکشن لگوائیں۔

۱۶۔ اگر کوئی سنکھیا یا افیون یا دھتورہ کھالے تو فوراً سویہ کا بیج دو تولہ آدھ سیر پانی میں پکا پکا کر اس میں پاؤ بھر گھی ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرائیں۔ جب خوب قے ہوجائے تو دودھ پلائیں اور اگر دودھ سے بھی قے ہوجائے تو بہت اچھا ہے اور مریض کو سونے نہ دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مریض صحت یاب ہوجائے گا۔

کیڑے مکوڑوں کو بھگانا

سانپ ایک پاؤ نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر گھر کے تمام بلوں سوراخوں اور کونوں میں چھڑک دیں اگر گھر میں سانپ ہوگا تو بھاگ جائے گا اور کبھی کبھی یہ پانی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں کبھی سانپ نہیں آئے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ گھر کے بلوں میں اور دوسرے سوراخوں میں رائی ڈال دیں۔ سانپ فوراً ہی مرجائے گا اور اگر اپنے آس پاس رائی ڈال کر سوئیں تو سانپ قریب نہیں آسکتا۔

بچّھو مولی کا عرق اگر بچھو کے اوپر ڈال دیا جائے تو بچھو ضرور مرجائے گا اور اگر بچھو کے سوراخ میں مولی کے چند ٹکڑے ڈال دیئے جائیں تو بچھو سوراخ سے باہر نہیں نکل سکے گا بلکہ سوراخ کے اندر ہی ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ چرچٹہ گھاس کی جڑ اگر بچھونے پر رکھ دی جائے تو بچھو بستر پر نہیں چڑھ سکے گا۔ اگر بچھو ڈنگ مار دے تو بہروزہ کا تیل لگائیں یا چرچٹہ کی جڑ گھس کر لگائیں زہر اُتر جائے گا۔

کنکھجورا (گوجر) اگر کسی کے بدن میں چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو شکر اس کے اوپر ڈالیں فوراً ہی اُس کے پاؤں کھال میں سے باہر نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورہ کے اوپر ڈال دیں تو وہ جگہ بھی چھوڑ دے گا اور پھر فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اس کے پاؤں چبھنے سے زخم ہو گیا ہے تو پیاز بھلبھلا کر اس زخم پر باندھنا اکسیر ہے۔

پسّو اندرائن کے پھل یا جڑ پانی میں بھگو کر تمام گھر میں پانی چھڑک دیں تو اس مکان سے پسّو بھاگ جائیں گے۔

چیونٹیاں ہینگ سے بھاگ جاتی ہیں۔

کپڑوں اور کتابوں کا کیڑا افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں تو کپڑے اور کتابیں کیڑوں کے کھانے سے محفوظ رہیں گے۔

زمانۂ حمل کی احتیاط و تدابیر

۱۔ حمل کے زمانے میں عورت کو اس کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ایسی ثقیل غذائیں نہ کھائے جس سے قبض پیدا ہو جائے اور اگر ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت روٹی چاول نہ کھائیں، بلکہ صرف شوربہ گھی ڈال کر پی لیں، یا دو تین تولہ مٹھی یا ایک ہڑ کا مُربہ کھالیں۔

۲۔ حاملہ عورت کو چاہئے کہ چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر نہ پڑے اور نہ دوڑ کر چلے، اسی طرح اونچی جگہ سے نیچے کو ایک دَم جھٹکے کے ساتھ نہ اُترے، اسی طرح سیڑھی پر دوڑ کر نہ چلے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے، غرض اس کا خیال رکھے کہ نہ پیٹ کو جھٹکا لگنے دے، نہ بھاری بوجھ اُٹھائے نہ کوئی سخت محنت کا کام کرے، نہ غم اور غصہ کرے، نہ دست لانے والی دوائیں کھائے، نہ زیادہ خوشبو سونگھے۔

۳۔ حاملہ عورت کو چلنے پھرنے کی عادت رکھنی چاہئے کیونکہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے رہنے سے بادی اور سُستی بڑھتی ہے، معدہ خراب ہو جاتا ہے اور قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۔ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہئے، خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط کی

ضرورت ہے۔

۵۔ اگر حاملہ عورت کو قے آنے لگے تو پودینہ کی چٹنی یا کاغذی لیموں استعمال کریں۔

۶۔ اگر حمل کی حالت میں خون آنے لگے تو ''قُرص کہربا'' کھائیں اور فوراً حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

۷۔ اگر حمل گر جانے کی عادت ہو تو اس عورت کو چار مہینے تک پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے۔گرم غذاؤں سے بالکل پرہیز رکھے اور اچھا یہ ہے کہ لنگوٹ باندھے رکھے اور بالکل کوئی بوجھ نہ اُٹھائے، اور نہ محنت کا کوئی کام کرے اور اگر حمل گرنے کے کچھ آثار ہوں مثلاً پانی جاری ہو جائے یا خون گرنے لگے تو فوراً ہی حکیم کو یا ڈاکٹر کو بلانا چاہئے۔

۸۔ اگر خدانخواستہ حاملہ کو مٹی کھانے کی عادت ہو تو اس عادت کو چھڑانا ضروری ہے اور مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیاں یا طباشیر کھایا کرے اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

۹۔ اگر حاملہ کی بھوک بند ہو جائے تو مٹھائی اور مرغن غذائیں چھڑا دیں اور سادہ غذائیں کھلائیں اور اگر پیٹ میں درد اور ریاح معلوم ہو تو ''جوارش مکونی'' کھلائیں بہرحال تیز دواؤں کے استعمال اور انجکشن وغیرہ سے بچنا بہتر ہے۔ایسی حالت میں علاج سے بہتر پرہیز اور احتیاط ہے۔

۱۰۔ بعض حاملہ عورتوں کے پیروں میں ورم آجاتا ہے۔یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے، ولادت کے بعد خود بخود ورم جاتا رہتا ہے۔

زچّہ کی تدبیروں کا بیان

۱۔ حاملہ کو جب نواں مہینہ شروع ہو جائے تو بہت زیادہ احتیاط کرنے کرانے کی ضرورت ہے۔اس وقت حاملہ کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے لہٰذا مندرجہ ذیل تدبیروں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے۔روزانہ گیارہ عدد بادام مصری میں پیس کر چٹائیں اور دو عدد ناریل اور شکر دونوں کو ہاون دستہ میں کوٹ کر سفوف بنالیں اور دو تولہ روزانہ کھائیں۔گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پلائیں، مکھن وغیرہ بھی کھلائیں۔ان سب دواؤں کی وجہ سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ جب ولادت کا وقت آجائے اور دردِ زہ شروع ہو جائے تو بائیں ہاتھ میں مقناطیس لینے سے اور بائیں ران میں مونگے کی جڑ باندھنے سے بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے، ولادت آسانی کیلئے مُجرّب تعویذات بھی ہیں۔جن کا ذکر آگے ''عملیات'' کے بیان میں ہم لکھیں گے۔

۳۔ پیدائش کے وقت کسی ہوشیار دائی یا لیڈی ڈاکٹر کو ضرور بلالینا چاہئے، اناڑی دائیوں کی غلط تدبیروں سے اکثر زچّہ و بچہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ پیدائش کے بعد زچہ کے بدن میں تیل کی مالش بہت مفید ہے، جیسا کہ پرانا طریقہ ہے کہ ولادت کے بعد چند دنوں تک

مالش کرائی جاتی ہے یہ بہت ہی مفید ہے۔

۵۔ جس عورت کے دودھ بہت کم ہوتا ہو اگر وہ دودھ آسانی کے ساتھ ہضم کر سکتی ہو تو اس کو روزانہ دودھ پینا چاہئے اور مرغ وغیرہ کا مرغن شوربہ اور گاجر کا حلوہ وغیرہ عمدہ غذائیں ہیں اور پانچ ماشہ کلونجی اور پانچ ماشہ تودری سرخ دودھ میں پیس کر پلائیں۔

بچوں کی احتیاط اور تدابیر

ا۔ پیدائش کے بعد بچے کو پہلے نمک ملے ہوئے نیم گرم پانی سے نہلائیں۔ پھر اس کے بعد سادہ پانی سے غسل دیں تو بچہ پھوڑے پھنسی کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نمک ملے ہوئے پانی سے بچوں کو کچھ دنوں تک نہلاتے رہیں، تو یہ بچوں کی تندرستی کیلئے بہت مفید ہے اور نہلانے کے بعد بچوں کے بدن میں سرسوں کے تیل کی مالش بچوں کی صحت کیلئے اکسیر ہے۔

۲۔ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے روزانہ دو تین مرتبہ ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو یہ بہت مفید ہے۔

۳۔ بچوں کو جھولے میں جھلائیں یا بچھونے پر سلائیں یا گود میں کھلائیں ہر حال میں بچوں کا سر اونچا رکھیں اور پاؤں اونچے نہ ہونے دیں۔

۴۔ پیدائش کے بعد بچوں کو ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں روشنی بہت تیز ہو کیونکہ بہت تیز روشنی میں رہنے سے بچے کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۵۔ جب بچے کے مسوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مسوڑھوں پر مرغ کی چربی مَلا کریں اور روزانہ ایک دو مرتبہ مسوڑھوں پر شہد بھی مَلا کریں اور بچے کے سر اور گردن پر تیل کی مالش کرتے رہیں۔

۶۔ جب دودھ چھڑانے کا وقت آئے اور بچہ کچھ کھانے لگے تو خبردار! بچے کو کوئی سخت چیز نہ چبانے دیں بلکہ نہایت ہی لطیف اور نرم اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں بچے کو کھلائیں اور گائے یا بکری کا دودھ پلاتے رہیں اور پھل وغیرہ بھی بچے کو کھلاتے رہیں اور جس قدر ماں باپ کو مقدور ہو بچوں کو اس عمر میں اچھی خوراک دیں اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آ جائے گی وہ تمام عمر کام آئے گی۔ ہاں! اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بچوں کو بار بار غذا نہیں دینی چاہئے، جب تک ایک غذا ہضم نہ ہو جائے، دوسری غذا ہرگز نہ دیں۔

۷۔ بچوں کو مٹھائی اور کھٹائی کی عادت سے بچانا بہت ضروری ہے کہ یہ دونوں چیزیں بچوں کی صحت کیلئے بہت مضر اور نقصان دینے والی ہیں۔ سوکھے اور تازہ میووں کا بچوں کو کھلانا بہت ہی اچھا ہے۔

۸۔ ختنہ چھوٹی عمر میں ہو جائے تو بہتر ہے، تکلیف کم ہو جاتی ہے اور زخم بھی جلدی بھر جاتا ہے۔

عملیات

یہ ایمان ہے خدا شاہد کہ ہیں آیاتِ قرآنی
علاج جملہ علتہائے جسمانی و روحانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں اور قرآنِ مجید کی مبارک آیتوں، وظائف اور دُعاؤں میں اس قدر فیوض و برکات اور عجیب عجیب تاثیرات ہیں کہ جن کو دیکھ کر بلاشبہ قدرتِ خداوندی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بہت سے مریض جن کو تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ کر مایوس کر دیا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور قرآنِ مجید کی مقدس آیتوں سے صحیح طریقے پر چارہ جوئی کی گئی۔ تو دمِ زدن میں بڑے بڑے خوفناک اور بھیانک امراض اس طرح ختم ہوگئے کہ ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا جادو اور آسیب وغیرہ کی بلائیں اتنی خطرناک ہیں کہ حکیموں کی طبّ اور ڈاکٹروں کی ڈاکٹری اس منزل میں بالکل لاچار ہے۔ لیکن دُعاؤں وظیفوں اور قرآنی آیتوں کی تاثیرات قہرِ الٰہی کی وہ تلوار ہیں کہ جن کی تیز دھار سے جادو، ٹونا، آسیب سب کے سر قلم ہو جاتے ہیں۔ جادو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور آسیب بھی کبھی بھاگ جاتا ہے اور کبھی گرفتار ہو کر جل جاتا ہے۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند عملیات اور قرآنی آیات کے تعاویذات تحریر کر دیں تاکہ اہل حاجت ان کے فیوض و برکات سے فائدہ اُٹھائیں۔

اعمال اور دُعاؤں کی شرائط

یاد رکھو کہ جس طرح جڑی بوٹیوں اور تمام دُعاؤں کی تاثیر اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ اسی ترکیب سے وہ دوائیں استعمال کی جائیں جو ان کے استعمال کا طریقہ ہے اسی طرح عملیات اور تعویذات کی بھی کچھ شرائط، کچھ ترکیبیں، کچھ لوازمات ہیں کہ جب تک ان سب چیزوں کی رعایت نہ کی جائے گی عملیات کی تاثیر ظاہر نہ ہوں گی اور فیوض و برکات حاصل نہ ہوں گے۔ ان شرائط میں سے سات شرطیں نہایت ہی اہم اور انتہائی ضروری ہیں کہ جن کے بغیر قرآنی اعمال میں تاثیرات کا اُمید رکھنا نادانی ہے اور وہ سب شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اکل حلال

یعنی حلال لقمہ کھانا اور حرام غذاؤں سے بچنا۔

۲۔ صدق مقال

یعنی ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا۔

۳۔ اخلاص

یعنی نیت کو درست اور پاکیزہ رکھنا کہ ہر نیکی اللہ ہی کیلئے کرنا۔

٤۔ تقویٰ

یعنی شریعت کے احکام کی پوری پوری پابندی کرنا۔

۵۔ شعائر الٰہی کی تعظیم

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے حقوق مثلاً قرآن، کعبہ شریف، نبی صلی اللہ علیہ وسلم، نماز وغیرہ کی تعظیم اور بزرگانِ دین کا ہمیشہ اڈب واحترام کرنا۔

٦۔حضور قلب

یعنی جو وظیفہ بھی پڑھیں، دِل کی حضوری کے ساتھ پڑھنا۔

۷۔ مضبوط عقیدہ

یعنی جو عمل اور وظیفہ اس کی تاثیر پر پورا پورا اور پختہ عقیدہ رکھنا، اگر تذبذب یا تردّد رہا۔تو وظیفہ یا عمل میں اثر نہ رہے گا۔

وظائف کے ضروری آداب

اوپر ذکر کی ہوئی سات شرطوں کے علاوہ اعمال و وظائف کے کچھ ضروری آداب بھی ہیں ہر عمل کرنے والے کو لازم ہے کہ ان آداب کا بھی لحاظ و خیال رکھے، ورنہ دعاؤں اور وظیفوں کی تاثیرات میں کمی ہو جانا لازمی ہے۔ آداب دُعا اور وظائف کی تعدادیوں تو بہت زیادہ ہے مگر ہم ان میں سے چند نہایت ہی اہم ضروری آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ بارگاہ حق میں عجز و نیاز یعنی ہر عمل لکھنے کے وقت نہایت ہی خضوع وخشوع کے ساتھ خداوند قدوس کی بارگاہ میں عاجزی و نیازمندی کا اظہار کرے۔

۲۔ صدقہ و خیرات یعنی ہر عمل اور وظیفہ شروع کرنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کرے۔

۳۔ درود شریف یعنی ہر عمل، ہر دُعا، ہر وظیفہ کے اوّل وآخر درود شریف کا ورد کرے۔

٤۔ بار بار مانگے یعنی وظیفوں کے بعد جب اپنے مقصد کیلئے دُعا مانگے تو ایک ہی مرتبہ دُعا مانگ کر بس نہ کر دے بلکہ بار بار گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔

۵۔ تنہائی یعنی جہاں تک ہو سکے ہر دُعا اور وظیفہ وغیرہ عملیات کو تنہائی میں پڑھے جہاں نہ کسی کی آمدورفت ہو نہ کسی کی کوئی آواز آئے۔

۶۔ کسی کو نقصان نہ پہنچائے یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کیلئے ہرگز ہرگز نہ کوئی عمل کرے نہ کوئی وظیفہ پڑھے۔

۷۔ خوراک میں کمی یعنی جب کوئی عمل یا وظیفہ پڑھے تو اس دوران بہت کم کھائے اور سادہ غذا کھائے، پیٹ بھر نہ کھائے کیونکہ پیٹ بھرے لوگ دُعاؤں کی تاثیر سے اکثر محروم رہتے ہیں۔

۸۔ پاکی اور صفائی اعمال اور وظائف پڑھنے کے وقت بدن اور کپڑوں کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال ولحاظ رکھے، بلکہ خوشبو بھی استعمال کرے اور ظاہری پاکی صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و کردار اور باطنی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

۹۔ پاک روشنائی جو تعویذ لکھے وہ زعفران سے لکھے یا ایسی روشنائی سے لکھے جس میں سپرٹ نہ پڑی ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی روشنائی ہونی چاہئے جو زم زم شریف میں گھولی ہوئی یا دریاؤں کے جاری پانی سے۔

۱۰۔ اچھی ساعت اچھی نیت ہر عمل اچھی ساعت میں کرے اور ہر تعویذ اچھی ساعت میں قبلہ رو ہو کر لکھے اور تعویذ لکھتے وقت ہرگز کوئی طمع اور لالچ دل میں نہ لائے، بلکہ اخلاص کے ساتھ تعویذ لکھ کر حاجت مندوں کو دے۔ ہاں! اگر لوگ اپنی طرف سے تعویذوں کا نذرانہ خوشی کے ساتھ پیش کریں تو اس کو رد نہ کرے۔

سفلی و رحمانی عملیات

عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک سفلی، دوسری رحمانی۔ سفلی عملیات ناجائز اور حرام ہیں بلکہ اس میں سے بعض صریح کفر اور شرک ہیں۔ لہٰذا تمام سفلی عملیات جادو، ٹونا وغیرہ کوئی مسلمان کبھی ہرگز ہرگز نہ کرے، ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا۔ ہاں! رحمانی عملیات جائز ہیں۔ جو قرآن شریف کی آیتوں اور مقدس دُعاؤں کے ذریعے کئے جاتے ہیں مگر رحمانی بھی اس وقت جائز ہیں جب کہ شریعت اجازت دے، مثلاً دشمنی ڈالنے کیلئے کوئی رحمانی عمل کیا جائے تو یہ اسی صورت میں جائز ہوگا کہ شریعت اس کو جائز قرار دے۔ چنانچہ کسی مرد اور عورت میں ناجائز تعلق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں عداوت ڈالنے کیلئے کوئی رحمانی عمل کرنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام ہے کہ دونوں کو گناہ سے بچانا مقصود ہے لیکن میاں بیوی یا بھائی بھائی کے درمیان دشمنی ڈالنے کیلئے کوئی عمل حرام اور گناہ ہے۔

مؤکلاتی عملیات سے بچتے رہو

روحانی عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک مؤکلاتی جو مؤکلوں کے واسطہ سے ہوتا ہے، دوسرا غیر مؤکلاتی جس میں مؤکلوں کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ مؤکلاتی عملیات بہت ہی مؤثر ہوا کرتے ہیں لیکن ان میں بڑے بڑے خطرات بھی ہیں بلکہ جان کا بھی ڈر رہتا ہے۔ اسلئے مؤکلاتی عملیات سے ہمیشہ دُور ہی بھاگتے رہنا چاہئے۔ جو لوگ بھی مؤکلاتی عملیات کے چکر میں پڑے وہ خطرات کے بھنور میں پھنس گئے۔ کوئی کوڑھی ہوا کوئی پاگل ہوگیا، کوئی جان سے مارا گیا، شیخ کامل کی تعلیم و اجازت مؤکلاتی عمل میں انتہائی ضروری ہے اور اس زمانے میں ''شیخ کامل'' کا ملنا بہت دُشوار ہے۔ اسلئے ہم یہاں چند غیر مؤکلاتی عملیات لکھتے ہیں۔ ان عملیات میں مؤکلوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور ہر سنی مسلمان مرد اور عورت جو پابندِ شریعت ہوں، ان سب کو ان اعمال و تعویذات کے کرنے کی اجازت ہے وہ اگر شرائط و آداب کی پابندی کریں گے تو فائدہ اُٹھائیں گے، ورنہ فائدہ سے محروم رہیں گے لیکن بہر حال ان کو نہ کوئی خطرہ ہوگا نہ کوئی نقصان۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

خواص

''بِسْمِ اللّٰہ شریف'' کے خواص اور اس آیتِ مبارکہ کی خاصیتیں بہت ہیں ان میں سے چند فوائد یہاں لکھے جاتے ہیں جو بزرگوں کے مجرّب اور آزمودہ ہیں۔

ہر طرح کی حاجت روائی: اگر کوئی سخت مشکل یا حاجت پیش آجائے تو بدھ جمعرات اور جمعہ کا غسل کر کے نمازِ جمعہ کیلئے جائے اور کچھ خیرات بھی کرے۔ پھر نمازِ جمعہ کے بعد یہ دُعا پڑھ کر اپنے مقصد کیلئے دِل لگا کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دُعا قبول ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَانَوْمٌ اَلَّذِیْ مَلَئَتْ عَظْمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَسْئَلُکَ بِاِسْمِکَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَعَنَتْ لَہُ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتْ لَہُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْ تُعْطِیَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (فیوضِ قرآنی بحوالہ الترغیب والترہیب و مفتاح الحسن وغیرہ)

لفظ ''حَاجَتِیْ'' کے بعد اپنی ضرورت کا نام ذکر کرو۔

جس صحابی سے یہ دُعا منقول ہے ان کا ارشاد ہے کہ یہ دُعا نادانوں کو ہرگز مت سکھاؤ، کیونکہ وہ ناجائز کاموں کیلئے پڑھیں گے اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے۔ بزرگوں کے فرمان کے مطابق میں سخت تاکید کرتا ہوں کہ ناجائز کاموں کیلئے کبھی ہرگز اس دُعا کو نہ پڑھنا، ورنہ سخت نقصان اُٹھاؤ گے۔

دشمنی دُور ہو جائے اور محبت پیدا ہو جائے اگر پانی پر ۷۸۶ مرتبہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر مخالف کو پلا دو تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مخالفت چھوڑ دے گا اور محبت کرنے لگے گا اور اگر موافق کو پلا دو تو محبت بڑھ جائے گی۔ (فیوض قرآنی)

ہر درد و مرض دُور ہو جائے: جس درد یا مرض پر تین روز تک سو مرتبہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" حضورِ دل سے پڑھ کر دَم کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آرام آ جائے گا۔ (فیوض قرآنی)

چور اور اچانک موت سے حفاظت: اگر رات کو سوتے وقت اکیس مرتبہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ لو تو انشاء اللہ تعالیٰ مال و اسباب، چوری سے محفوظ رہیں گے اور مرگ ناگہانی سے بھی حفاظت ہو گی۔ (فیوض قرآنی)

حاجتوں کیلئے بسم اللہ اور نماز

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" اس طرح پڑھو کہ جب ایک ہزار مرتبہ ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھو اور اپنی مراد کیلئے دُعا مانگو! پھر ایک ہزار مرتبہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھو اور ہر ہزار ہ پر دو رکعت نماز پڑھو اور نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کیلئے دُعا مانگو! انشاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہو گی۔ (مرقع کلیمی و مجرباتِ دیربی)

اولاد زندہ رہے گی

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ ایک کاغذ پر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) مرتبہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" لکھوا کر اس کا تعویذ بنا کر ہر وقت پہنے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔ (فیوض قرآنی)

زہر کا اثر نہ ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہ دُعا پڑھ کر ہمیشہ کھانا کھائیں اور پانی وغیرہ پئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر کا اثر دُور ہو جائے گا اور زہر کوئی نقصان نہیں دے گا، لیکن پختہ عقیدہ اور شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ (فیوض قرآنی)

بخار سے شفاء

جس کو بخار ہو۔ سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّار اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات مرتبہ پڑھ کر دَم کر دے یا پانی پر دَم کر کے پلا دے، ان شاء اللہ تعالیٰ بخار اُتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اُترے تو بار بار یہ عمل کریں۔ (فیوضِ قرآنی بحوالہ مستدرک)

تپ لرزہ شفاء

جس کو جاڑا بخار آتا ہو۔ اِس نقش کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمٰن	الرحیم
اللہ	الرحمٰن	الرحیم	بسم
الرحمٰن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمٰن

بازار میں نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو

بازار جاؤ تو یہ دُعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَيْرَ هٰذِهِ الْاَسْوَاقِ وَخَيْرَ مَافِيْهَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِيْبَ يَمِيْناً فَاجِرَةً اَوْصَفْقَةً خَاسِرَةً اس دُعا کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ بازار میں خوب نفع ہوگا اور کوئی گھاٹا نہیں ہوگا۔ اس دُعا کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے۔ (طبرانی، تحفہ الذاکرین صفحہ ۲۰۹)

آسیب دُور ہو جائے

آسیب زدہ مریض پر یہ پڑھا جائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ الٓمٓصٓ۔ طٰهٰ۔ طٰسٓمٓ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ۔ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۚ حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ قٓ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَايَسْطُرُوْنَ ان شاء اللہ تعالیٰ آسیب نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا، پڑھنے والے میں تقویٰ اعتقادِ کامل اور روحانی قوت ہونی چاہئے اور حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے۔ (فیوض قرآنی)

خطرہ میں پڑ جانے کے وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص خطرہ میں پڑ جائے۔ تو یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خطرہ ٹل جائے گا۔ (حاشیہ الدر المنثور جلد ۱ صفحہ ۲)

ہر آفت سے امان

جو شخص روزانہ صبح شام اس دُعا کو پڑھے وہ ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَالَمْ يَشَاء لَمْ يَکُنْ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ ۝ اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّی الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

اس دُعا کا بڑا حصہ شرح سفر السعادۃ صفحہ ۴۷۸ میں مذکور ہے اور پوری دُعا متعدد بزرگوں نے لکھی ہے ''القول الجمیل'' صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے کہ میں نے اس دُعا کو نہایت مفید پایا ہے۔

دفع آسیب ورد سحر کی اچھی دُعائیں

ان چھ دُعاؤں کو ''شش قفل'' (چھ تالا) بھی کہتے ہیں۔ جو شخص رات کو ہمیشہ شش قفل پڑھتا رہے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر خوف و خطرہ سے اور جادو سے اور ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور اگر شش قفل کو آسیب زدہ یا سحر جادو کے مریض کے کان میں پڑھ کر پھونک ماردی جائے تو آسیب بھاگ جائے گا اور جادو اُتر جائے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

قفلِ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الَّذِیْ لَيْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

قفلِ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الْخَلَّاقِ الْعَلِيْمِ الَّذِیْ لَيْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ

قفلِ سوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ الْبَصِيْرِ الَّذِیْ لَيْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْبَصِيْرُ

قفلِ چهارم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الَّذِیْ لَيْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ الْغَنِیُّ الْقَدِيْرُ

قفلِ پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ

قفلِ ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الْحَكِيْمُ ج فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۙ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ

ظالم اور شیطان کے شر سے پناہ

اس کیلئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دُعا بے حد نافع اور بہت ہی فائدہ بخش ہے۔ امام الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس مکتوب کا نام ''اقتباس الانوار القبس فِیْ شَرْح دُعاء انس'' ہے یہ مکتوب ''اخبارالاخیار'' صفحہ ۱۹۱ کے حاشیہ پر چھپا ہے اس میں آپ لکھتے ہیں۔

''امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ ''جمع الجوامع'' میں محدّث ابوالشیخ کی کتاب ''الثواب'' اور ''تاریخ ابن عساکر'' سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حجاج بن یوسف ثقفی ظالم گورنر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو مختلف اقسام کے چار سو گھوڑے دکھا کر کہا کہ اے انس! کیا تم نے اپنے صاحب (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھی اتنے گھوڑے اور یہ شان وشوکت دیکھی ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے بہتر چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ گھوڑے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا جو جہاد کیلئے رکھا جائے، پھر اس کے رکھنے کا ثواب بیان فرمایا (یہ عام طور پر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے)۔ دوسرا وہ گھوڑا جو اپنی سواری کیلئے رکھا جاتا ہے۔ تیسرا وہ گھوڑا جو نام ونمود کیلئے رکھا جاتا ہے۔ اس کے رکھنے سے آدمی جہنم میں جائے گا۔ اے حجاج! تیرے گھوڑے ایسے ہی ہیں''۔

حجاج اس حدیث کو سن کر آگ بگولہ ہوگیا اور کہا کہ اے انس! اگر مجھ کو اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے اور امیر المؤ منین (عبدالملک بن مروان) نے تمہارے ساتھ رعایت کرنے کی ہدایت کی ہے تو میں تمہارے ساتھ بہت برا معاملہ کرڈالتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حجاج! قسم بخدا تو میرے ساتھ کوئی بدعنوانی نہیں کرسکتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سنے ہیں جن کی برکت سے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی بدولت کسی ظالم کی سختی اور کسی شیطان کے شر سے ڈرتا ہی نہیں۔ حجاج اس کلام کی ہیبت سے دَم بخود ہوگیا اور سر جھکالیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اُٹھا کر بولا کہ اے ابو حمزہ! (یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ کلمات مجھے بتادیجئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہرگز تجھے نہ بتاؤں

گا۔ اس لئے کہ تو اس کا اہل نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو ان کے خادم حضرت ابان رضی اللہ عنہ سرہانے آ کر رونے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا چاہتا ہے! حضرت ابان رضی اللہ عنہ نے عرض کی وہ کلمات ہمیں تعلیم فرمایئے، جن کے بتانے کی حجاج نے درخواست کی تھی اور آپ نے انکار فرما دیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو سیکھ لو۔ ان کو صبح و شام پڑھنا! وہ کلمات یہ ہیں۔

دُعاءِ حضرت انس رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ. بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ. بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَااَعْطَانِىَ اللّٰهُ ۔ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَااُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَائُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وَلِيِّ يَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

اس دُعا کو تین مرتبہ صبح کو اور تین مرتبہ شام کو پڑھنا بزرگوں کا معمول ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

ہر مرض سے شفاء

یہ کلمات پڑھے جائیں اور ان کا تعویذ پہنا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجْعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِىْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَبِاللّٰهِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجْعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِىْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا

یہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب عمل ہے۔ امام موصوف کا قول ہے کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے کبھی طبیب (ڈاکٹر) کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ (فیوضِ قرآنی)

حرزا بود جانہ رضی اللہ عنہ

جو جن و شیطان وغیرہ کے شر اور شرارتوں سے بچانے والا بہترین وظیفہ اور اعلیٰ درجے کا عمل ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''خصائص کبریٰ'' جلد۲ صفحہ ۹۸ میں امام بیہقی کی روایت لکھتے ہیں کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں گزارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں رات کو بستر پر لیٹتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آوازیں سنتا ہوں اور کبھی کبھی بجلی کی سی چمک بھی دیکھتا ہوں۔ ایک رات میں نے کچھ خوف زدہ ہو کر سر اُٹھایا تو صحن میں ایک کالا سایہ نظر آیا جو اونچا اور لمبا ہوتا جا رہا ہے میں نے بڑھ کر اس کو چھوا تو اس کی کھال ساہی کی کھال کی طرح کاٹنے والی تھی۔ پھر اس نے میرے منہ پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا اور مجھے محسوس ہوا کہ میں جل جاؤں گا۔ یہ سُن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ قلم دوات اور کاغذ لاؤ میں نے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ اِلَّا طَارِقٌ يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَارَحْمٰن اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُبْطِلاً فَهٰذَا كِتَابٌ يَّنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِىْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُقْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَآءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

یہ حرز آسیب زدہ کی گردن میں تعویذ بنا کر پہنا دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب جاتا رہے گا، اگر گھر میں آسیب کا اثر ہے تو دیوار پر چسپاں کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آسیب بھاگ جائے گا چنانچہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حرز کو لے کر گھر آئے اور رات کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے، تو ان کی آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے ابو دجانہ لات وعزیٰ کی قسم ہے کہ میں ان کلمات سے جل رہا ہوں۔ میں اس تحریر والے کے حق کا وسیلہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس حرز کو اُٹھا لیا تو ہم تمہارے گھر اور تمہارے ہمسایہ کے گھر نہ آئیں گے۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ فجر کو مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور نماز پڑھ کر رات کا ماجرا سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے ابو دجانہ! اس ذات کی قسم ہے مجھے، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اب یہ آسیب قیامت تک عذاب میں رہے گا۔

(فیوضِ قرآنی)

خفقان کا تعویذ

دِل دھڑکتا ہو یا دِل گھبراتا ہو یا دِل میں درد یا جلن ہو تو یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے اور ڈورا اتنا بڑا ہو کہ تعویذ دِل کے پاس لٹکا رہے، تعویذ یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یا اللّٰہ یا رحمٰن یا رحیم دل ماراکن مستقیم بحق ایّاک نعبد و ایّاک نستعین و بحق الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب و بحق طٰہٰ و یٰسٓ و بحق نٓ و صٓ و بحق یا بدوح

خواص سورۃ فاتحہ

امام دارمی، امام بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس سورہ کا ایک نام ''شافیہ'' اور ایک نام ''سورۃ الشفاء'' ہے اس لئے یہ ہر مرض کیلئے شفاء ہے۔ (بیضاوی شریف)

روزی کی فراوانی وغیرہ

مسند دارمی میں ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر جو دُعا مانگی جائے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

مکان سے جن بھاگ جائے

اگر کسی گھر میں جن رہتا ہو اور پریشان کرتا ہو تو سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۂ جن کی ابتدائی پانچ آیتیں پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے مکان کے اطراف و جوانب میں چھڑک دینے کے بعد جن مکان میں سے چلا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پھر نہ آئے گا۔

(فیوضِ قرآنی)

شفاءِ امراض

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان میں ۴۱ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر مریض پر دَم کرنے سے آرام ہو جاتا ہے اور آنکھ کا درد بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے اور اگر اتنا پڑھ کر اپنا تھوک آنکھوں میں لگا دیا جائے تو بہت مفید ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل پیش آ جائے تو سورۂ فاتحہ اس طرح چالیس مرتبہ پڑھو کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام میں ملا کر اور الرحمٰن الرحیم کو تین مرتبہ پڑھو اور ہر مرتبہ آخر میں تین مرتبہ ''آمین'' کہو! ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔ (فوائد الفواد صفحہ ۷۴)

بیماری اور آفتوں کو دفع کرنے کیلئے

سات دِنوں تک روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ صرف اتنا پڑھے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن اوّل وآخر تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھو، بیماریوں اور بلاؤں کو دُور کرنے کیلئے بہت ہی مجرب عمل ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

خواص سورۂ بقرہ

شیطان بھاگ جائے

حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے، وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔(احمد و ترمذی و مسلم شریف)

بڑی برکت

حدیث شریف میں ہے کہ سورۂ بقرہ سیکھو! کہ اس کا حاصل کرنا بڑی برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا اور حاصل نہ کرنا بڑی حسرت کی بات ہے باطل پرست (جادوگر) اس کی تاب نہیں لاسکیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

خواص آیۃ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں میں بہت عظمت والی آیت ہے۔ (دارمی درمنثور)

اس کے فوائد بہت زیادہ ہے جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃَ الکرسی پڑھے گا اُس کو حسبِ ذیل برکتیں نصیب ہوں گی۔

۱۔ وہ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔

۲۔ وہ شیطان اور جن کی تمام شرارتوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ اگر محتاج ہوگا تو چند دِنوں میں اس کی محتاجی اور غریبی دُور ہوجائے گی۔

۴۔ جو شخص صبح وشام اور بستر پر لیٹتے وقت آیۃَ الکرسی اور اس کی بعد کی دو آیتیں خالدون تک پڑھا کرے گا وہ چوری، غرق آبی اور جلنے سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ اگر مکان میں کسی اونچی جگہ پر لکھ کر اس کا کتبہ آویزاں کر دیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس گھر میں کبھی فاقہ نہ ہوگا، بلکہ روزی میں برکت اور اضافہ ہوگا اور اس مکان میں کبھی چور نہ آسکے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

تمھیں کوئی نہ دیکھ سکے

اگر تم کسی خطرناک جگہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جاؤ یا دُشمن تمھیں گرفتار کرنا چاہیں تو اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ایک دوسرے سے پیٹھ لگا کر بیٹھیں پھر تم ان کے گرد آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے ایک دائرہ کھینچو! پھر تم بھی دائرُ کے اندر لوگوں سے پیٹھ لگا کر بیٹھو اور سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھو پھر قرآنِ مجید کی ان آیتوں کو بھی پڑھو!

وَلَا یَـؤُدُہٗ حِـفْـظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَحِـفْـظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ذٰ وَحِـفْـظًا ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمُ وَحَفِظْنٰھَا مِنْ کُلِّ شَیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَـحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِاللّٰہِ اَللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ اِنْ کُـلُّ نَفْسٍ لَّمَا عَلَیْھَا حَافِظٌ ذٰ بَلْ ھُوَقُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ذٰ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

اس کے بعد تین مرتبہ ''یَاحَفِیْظُ'' کہو پھر تین مرتبہ یہ پڑھو! یَاحَـفِیْـظُ اَحْـفَظْنَا اَللّٰھُمَّ اَحْرِسْنَا بَعَیْنِکَ الَّتِیْ لَاتَنَامُ وَاکْـنِـفْنَا بِکَنْفِکَ الَّذِیْ لَایُرَامُ پھر تین مرتبہ ''یَااللّٰہُ'' پڑھو اور تین مرتبہ ''یَـارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ'' اب دائرہ کے تمام لوگ اور تم خود بھی بالکل خاموش ہو جاؤ آپس میں بھی بات چیت نہ کی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اور کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ مجرب عمل ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

خواص سورۂ آل عمران

جو شخص قرضدار ہو گیا، اگر وہ روزانہ سات مرتبہ سورۂ آل عمران پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ قرض سے سبکدوش ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی روزی کا سامان اور انتظام فرمائے گا۔

خواص سورۂ نساء

اس سورۃ کو سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے میاں بیوی کو پلا دو تو دونوں میں محبت و موافقت پیدا ہو جائے گی اور اگر اس سورہ کو مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر خفقان کے مریض کو پلا دیں تو مرض خفقان زائل ہو جائے گا۔

خواص سورۂ مائدہ

جو شخص اس سورۂ کو روزانہ پڑھے گا وہ قحط اور فاقہ سے محفوظ رہے گا اور غیب سے اس کی روزی کا انتظام ہو جایا کرے گا، اس سورہ کو لکھ کر اور دھو کر استسقاء کے مریض کو پلا دیں تو آرام آ جائے گا۔

خواص سورۂ انعام

اس کے پڑھنے سے ہر طرح کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ مشکل دُور ہونے کیلئے ایک بیٹھک میں اس کو اکتالیس مرتبہ پڑھو۔

خواص سورۂ اعراف

یہ تین مرتبہ پڑھ کر حاکم کے پاس جاؤ، حاکم مہربان ہو جائے گا اور روزانہ اس کی تلاوت کرنے سے ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔

خواص سورۂ اِنفال

جو بلا قصور قید ہو گیا ہو، سات مرتبہ پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ قید سے رہائی ہو جائے گی۔

خواص سورۂ توبہ

۱۔ گیارہ مرتبہ پڑھ کر حاکم کے سامنے جاؤ، وہ نرمی سے پیش آئے گا۔

۲۔ اس کا نقش مال واسباب میں رکھو! برکت ہوگی۔

خواص سورۂ یونس

۱۔ اکیس مرتبہ پڑھنے سے دُشمن پر فتح ہوگی۔

۲۔ تیرہ مرتبہ پڑھنے سے مصیبت دُور ہو جاتی ہے۔

خواص سورۂ ہود

دُشمن پر فتح پانے کیلئے اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر تعویذ بنالو۔

خواص سورۂ یوسف

۱۔ حفظ قرآن کی سہولت کیلئے پہلے سورۂ یوسف یاد کرلو! اس کی برکت سے پورا قرآنِ مجید حفظ کرنا آسان ہو جائے گا۔

۲۔ جو شخص عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ اس سورۂ کو تیرہ مرتبہ پڑھے، عہدہ بحال ہو جائے گا اور حاکم مہربان ہوگا۔

۳۔ مفلس آدمی اسے پڑھ کر دُعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں غنی ہو جائے گا۔

خواص سورۂ رعد

جس گھر کے کاروبار کا فروغ اور جس باغ اور کھیت کی پیداوار کی ترقی منظور ہو اس کے چاروں کونوں پر اس سورہ کی ابتدائی آیتیں لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ تک لکھ کر دفن کر دو لیکن دفن اس طرح کرو کہ تعویذ کو ہانڈی میں رکھ کر اور ہانڈی کے منہ بند کر کے دفن کرو تا کہ بے ادبی نہ ہو۔ اگر رونے والے بچوں پر اُنیس مرتبہ پڑھ کر اس سورہ کو دَم کر دیں تو بچے ہنسنے کھیلنے لگیں گے۔

خواص سورۂ ابراھیم

جو شخص جادو کے زور سے نامرد بنا دیا گیا ہو وہ روزانہ تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ جادو دفع ہو جائے گا اور نامردی دُور ہو جائے گا۔

خواص سورۂ حجر

۱۔ اس سورہ کو لکھ کر تعویذ پہننے والا لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو گا۔

۲۔ اس کے کاروبار میں ترقی اور روزی میں برکت ہو گی۔

خواص سورۂ نحل

اگر اس کو لکھ کر دُشمن کے مکان میں دفن کر دیں تو گھر ویران ہو جائے گا، کھیت اور باغ میں دفن کر دیں تو ستیاناس ہو جائے گا لیکن اسی دشمن کیلئے کرنا جائز ہے۔ جس کو تباہ کرنے کیلئے شریعت اجازت دے۔

خواص سورۂ بنی اسرائیل

اگر کوئی لڑکا کند ذہن یا توتلا ہو تو اس سورہ کو مشک و زعفران سے لکھ کر گھولو اور پلاؤ، انشاء اللہ تعالیٰ ذہن کھل جائے گا اور لڑکا فصیح زبان والا ہو جائے گا۔

خواص سورۂ کھف

اس سورہ کو ہمیشہ پڑھنے والا برص و جذام اور بلا خصوصاً دجال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ مریم

پریشان حال آدمی سات مرتبہ پڑھے تو غنی ہو جائے، اس سورہ کو لکھ کر پینا تمام آفتوں سے بچنے کا تعویذ ہے۔ باغ اور کھیت میں اس کا پانی ڈال دو تو پیداوار بڑھ جائے گی۔

خواص سورۂ طٰہٰ

جس لڑکی کا نکاح نہ ہوتا ہو وہ اکیس مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ کسی صالح مرد سے شادی ہو جائے گی۔ اس کو بکثرت پڑھنے والے کی روزی کشادہ ہو جاتی ہے اور اس پر کوئی جادو نہیں چل سکتا۔

خواص سورۂ انبیاء

جو شخص روزانہ اس کو تین مرتبہ پڑھے، اس کا دِل نورِ ایمان سے روشن ہو جاتا ہے اور اس کا رنج وغم دُور ہو جائے گا۔

خواص سورۂ حج

کشتی اور جہاز پر سوار ہو کر تین مرتبہ پڑھ لو، انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ کشتی ساحل پر پہنچے گی اور اس کی تلاوت سے جان و مال محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ مومنون

اس کی تلاوت ی برکت سے نماز کی کاہلی دُور ہو جائے گی۔ فسق وفجور سے نفرت اور شراب کی عادت چھوٹ جائے گی۔

خواص سورۂ نور

جسے احتلام ہو جایا کرتا ہے وہ تین مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر سوئے۔ دُشمنوں کی زبان بندی کیلئے پانچ مرتبہ پڑھیں، زنا کار کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دَم کر کے پلا دو، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی یہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

خواص سورۂ فرقان

اس کی تلاوت سے ظالم کے ظلم سے پناہ رہے گی اس کے نقش کا تعویذ سانپ بچھو سے محفوظ رکھتا ہے۔

خواص سورۂ شعراء

اگر اولاد یا ملازم نافرمان ہوں اور شرارت کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کی نیت سے سات مرتبہ اس سورہ کو باوضو پڑھ کر دُعا مانگو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اصلاح ہو جائے گی۔

خواص سورۂ نمل

اسکو ہرن کی جھلی پر لکھ کر صندوق میں رکھ دینے سے سانپ بچھو وغیرہ سے حفاظت رہے۔

خواص سورۂ قصص

بیمار کو تین روز تک اس سورہ کو پانی پر دَم کر کے پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفاء ہو گی۔ بالخصوص جذام دُور کرنے کیلئے بہت مفید ہے۔

خواص سورۂ عنکبوت

غم دُور کرنے کیلئے اس سورہ کو سات مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۂ رُوم

دشمنوں پر فتح پانے کیلئے اس کو اکیس مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۂ لقمان

اس کو پڑھنے والا کبھی پانی میں غرق نہیں ہوگا اور ہر بیماری سے شفاء پائے گا۔

خواص سورۂ سجدہ

اس کو سات مرتبہ مریض بالخصوص جذامی اور دق والے پر پڑھ کر دم کریں ان شاء اللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔

خواص سورۂ احزاب

جس لڑکی کے نکاح کا پیغام نہ آتا ہو اس کو سورۂ کا نقش پہنادو، بہت جلد اس کی شادی ہو جائے گی۔

خواص سورۂ سبا

ظالم کے ظلم سے نجات پانے کیلئے اس کو سات مرتبہ پڑھو اور موذی جانوروں سے بچنے کیلئے اس کو لکھ کر تعویذ پہناؤ۔

خواص سورۂ فاطر

اگر اسے روزانہ بلا ناغہ باوضو پڑھا جائے تو رُوح میں بڑی طاقت اور بلند پروازی آ جائے گی اور غیبی نعمتوں کے ملنے کا انتظام ہو جائے گا۔

خواص سورۂ یٰسین

کسی مردہ پر اس کو پڑھا جائے تو اس کو راحت ملتی ہے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی زیارت کیلئے ان کی قبر پر جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو ان کے اتنے گناہ بخش دیئے جائیں جتنے اس سورہ میں حروف ہیں۔ (الدر المنثور جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)

علامہ خواجہ احمد دیربی نے ''فتح الملک المجید'' میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سورۂ یٰسین پڑھو! اس میں بیس برکتیں ہیں۔ (۱) بھوکا آدمی اس کو پڑھے تو آسودہ کیا جائے۔ (۲) پیاسا پڑھے تو سیراب کیا جائے۔ (۳) ننگا پڑھے تو لباس ملے۔ (۴) مرد بے عورت والا پڑھے تو جلد اس شادی ہو جائے۔ (۵) عورت بے شوہر والی پڑھے تو جلد شادی ہو جائے۔ (۶) بیمار پڑھے تو شفاء پائے۔ (۷) قیدی پڑھے تو رہا ہو جائے۔ (۸) مسافر پڑھے تو سفر میں اللہ کی طرف سے مدد ہو۔ (۹) غمگین پڑھے تو اس کا رنج و غم دُور ہو جائے۔ (۱۰) جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ پڑھے تو جو کھویا ہے وہ پائے، باقی برکتوں کا ذکر نہیں ہے۔ سورۂ یٰسین کی ایک آیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمٍ کو ایک ہزار چار سو اٹھتر مرتبہ پڑھو ان شاءاللہ تعالیٰ جس مقصد سے پڑھو گے مراد پوری ہوگی خواجہ دیربی لکھتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمٍ کو پانچ جگہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ باندھ لو تو حادثات اور چور وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔ جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھے گا، اس کا پورا دِن اچھا گزرے گا اور جو شخص رات میں اس کو پڑھے گا اس کی پوری رات اچھی گزرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ یٰسین قرآن کا دِل ہے۔ (سنن نسائی و سنن ابو داؤد و سنن ابن ماجہ)

خواص سورۂ الصافات

جس مکان میں جن رہتے ہوں وہاں اس سورہ کو لکھ کر صندوق میں مقفل کر دیں، انشاءاللہ تعالیٰ جن کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

خواص سورۂ ص

نظرِ بد کو دفع کرنے کیلئے سات بار اس سورہ کو پڑھ کر دَم کریں۔

خواص سورۂ زُمر

اس کو روزانہ سات بار پڑھنے سے عزت اور دولت غیب سے ملتی ہے۔

خواص سورۂ مومن

جسے پھوڑے نکلے ہوں وہ روزانہ اس سورہ کو ایک بار پڑھ لیا کرے اور اگر اس سورہ کو لکھ کر دُکان میں آویزاں کریں تو خریدار بکثرت آئیں۔

خواص سورۂ حٰم السجدہ

جس کی آنکھوں میں کوئی عارضہ ہو وہ اس سورہ پاک کو لکھ کر پاک وصاف پانی میں دھوئے اور آنکھوں میں لگائے یا اسی پانی میں سرمہ گھس کر آنکھوں میں لگائے ان شاءاللہ شفاء ہوگی۔

خواص سورۂ شوٰری

جو شخص اس سورہ کو روزانہ ایک بار پڑھتا رہے گا، وہ دشمنوں پر غالب رہے گا۔

خواص سورۂ زخرف

اس سورۃ کو سات بار روزانہ پڑھنے سے تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور اس کا تعویذ تمام امراض کیلئے شفاء ہے۔

خواص سورۂ دُخان

کوئی مشکل درپیش ہو تو اس کو سات بار پڑھیں اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیں۔

خواص سورۂ جاثیہ

جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس پر اس سورہ کو پڑھ کر دَم کرو، انشاءاللہ تعالیٰ سکرات کی سختی سے نجات پا جائے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔

خواص سورۂ احقاف

اس کا دَم کیا ہوا پانی آسیب والے کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔

خواص سورۂ محمد

اس کو آبِ زم زم میں مشک و زعفران حل کر کے لکھو اور پیو! عزت وعظمت ملے گی اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفاء حاصل ہوگی۔

خواص سورۂ فتح

دُشمنوں پر فتح پانے کیلئے اس کو اکیس مرتبہ پڑھو! اگر رمضان کا چاند دیکھ کر اس کے سامنے پڑھا جائے تو ان شاءاللہ تعالیٰ سال بھر امن رہے گا۔

خواص سورۂ حجرات

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان کی سلامتی اور گھر میں خیر و برکت کیلئے اس کو اکتالیس بار پڑھ کر دُعا مانگو! اور پانی پر دَم کر کے پی لو۔

خواص سورۂ ق

باغ میں پھلوں کی کثرت اور کھیتوں میں پیداوار بڑھانے کیلئے اس سورہ کو اکیس مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دَم کر کے درختوں اور کھیتوں پر چھڑک دیں، بے شمار خیر و برکت انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

خواص سورۂ ذاریات

اس کو ستر (۷۰) بار پڑھنے سے آدمی غنی ہو جاتا ہے اور قحط دفع ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ طور

اگر جذامی اس کو پڑھے، شفاء یاب ہو اگر مسافر پڑھے سفر میں بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہے۔

خواص سورۂ نجم

اسے اکیس مرتبہ پڑھنے سے حاجت بر آتی ہے اور اسکا پڑھنے والا دشمنوں پر فتح پاتا ہے۔

خواص سورۂ قمر

شب جمعہ میں اس کو پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

خواص سورۂ الرحمن

اسے گیارہ مرتبہ پڑھنے سے تمام مقاصد پورے ہو جاتے ہیں اس کو لکھ کر اور دھو کر طحال کے مریض کو پلانا مفید ہے۔

خواص سورۂ واقعہ

مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ نمبر ۱۸۹ میں حدیث ہے کہ جو شخص روزانہ سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ حضرت خواجہ کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے قرض اور فاقہ دُور کرنے کیلئے اس کو بعد مغرب پڑھو! (مرقع کلیمی صفحہ ۱۳)

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ مغرب کے بعد بلا کچھ بات کئے سورۂ واقعہ پڑھ کر یہ دُعا پڑھو! ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ يَامُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَامُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَيَاسَرِيْعَ الْحِسَابِ يَسِّرْلَنَا الْحِسَابِ ۚ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ رِزْقِىْ فِى السَّمَآءِ فَاَنْزِلْهُ وَاِنْ كَانَ فِى الْاَرْضِ فَاَخْرِجْهُ وَاِنْ كَانَ بَعِيْدًا فَقَرِّبْهُ اِلَىَّ وَاِنْ كَانَ قَرِيْبًا فَيَسِّرْهُ وَاِنْ كَانَ قَلِيْلاً فَكَثِّرْهُ وَاِنْ كَانَ كَثِيْرًا فَخَلِّدْهُ وَطَيِّبْهُ وَاِنْ كَانَ طَيِّبًا فَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

خواص سورۂ حدید

بیمار آدمی یا دشمن سے پریشان آدمی اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ بیماری اور پریشانی دُور ہو جائے گی اور بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا تو تلوار وغیرہ کے حملوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ مجادلہ

دو شخصوں یا دو جماعتوں کی باہمی جنگ وجدال کرانے کیلئے اس کا پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۂ حشر

اگر حاجت براری کیلئے چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر رکعت میں سورۂ حشر ایک بار پڑھی جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی چینی کی تختی پر اس کو لکھ کر پینا نسیان کا علاج ہے۔

اس سورہ کی آخری تین آیتیں بہت اہم ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ان آیتوں میں ''اسم اعظم'' ہے۔

خواص سورۂ ممتحنہ

جس لڑکی کی شادی نہ ہوتی ہو اس کیلئے سورۂ ممتحنہ پانچ مرتبہ پڑھی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی نیک مرد سے ہو جائے گی۔

خواص سورۂ صف

جو لڑکا ماں باپ کا نافرمان ہو اس پر تین مرتبہ سورۂ صف پڑھ کر دَم کر دو، ان شاء اللہ تعالیٰ فرمانبردار ہو جائے گا۔ مسافر اس کو پڑھے تو امن سے رہے روزی میں خیر و برکت ہو۔

خواص سورۂ جمعہ

میاں بیوی میں اگر مخالفت ہو جائے تو جمعہ کے دِن اس سورہ کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دَم کر کے دونوں کو پلا دو، دونوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ موافقت ہو جائے گا۔

خواص سورۂ منافقون

چغل خوروں کے شر سے بچنے کیلئے اسے روزانہ پڑھو اور اگر آنکھ میں درد ہو تو اس کو پڑھ کر دَم کرو۔

خواص سورۂ طلاق

رنج وغم دُور کرنے کیلئے اور ہر بیماری سے شفاء کیلئے اس کی تلاوت مفید ہے۔

خواص سورۂ تحریم

ادائے قرض اور حصول غنا کیلئے اکیس مرتبہ پڑھو!

خواص سورۂ ملک

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر رات میں اسے پڑھے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح نسائی)

خواص سورۂ نٓ

نماز میں اس سورہ کو پڑھنے سے فقر و فاقہ دُور ہو جاتا ہے اور سات مرتبہ پڑھنے سے چغلخوروں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

خواص سورۂ حاقّہ

۱۔ پانی پر دَم کر کے آسیب زدہ کو پلاؤ۔

۲۔ جو بچہ زیادہ روتا ہو اس کو بھی پلاؤ۔

۳۔ جب بچہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد اس کا پڑھا ہوا پانی بچے کے منہ پر مل دو تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت ذہین ہوگا۔

خواص سورۂ معارج

احتلام کو روکنے کیلئے سونے سے پہلے آٹھ مرتبہ پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۂ نوح

اس کی تلاوت دشمنوں پر غلبہ پانے کیلئے بہت مفید ہے۔

خواص سورۂ جن

اس کی تلاوت سے آسیب اور جنوں کا اثر دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ مزمل

اس سورہ کو گیارہ مرتبہ پڑھنے سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

خواص سورۂ مدثر

اس کو پڑھ کر حفظ قرآنِ مجید کی دُعا مانگو! انشاء اللہ قرآنِ مجید کا یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔

خواص سورۂ قیامۃ

اس کو پڑھ کر پانی پر دَم کر کے پینے سے قلب میں نرمی اور رقت پیدا ہو جاتی ہے اور روزانہ پڑھنے سے مقبولیت حال ہوتی ہے۔

خواص سورۂ دھر

اس کو بکثرت پڑھنے سے علم وحکمت کی باتیں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں اور پچھتر مرتبہ پڑھنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

خواص سورۂ مرسلات

اس کو پڑھ کر دَم کرنے سے ہر مرض خاص کر پھوڑا اچھا ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ نباء

اس کو پڑھنے سے ضعفِ بصر کی شکایت دُور ہو جاتی ہے پانی پر دَم کر کے آنکھوں میں لگانا بھی مفید ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اس سورہ کو پانچ مرتبہ پڑھے گا وہ اسیرِ عشق الٰہی ہو جائے گا۔ (فوائد الفواد صفحہ ۹۴)

خواص سورۂ والنازعات

جو شخص روزانہ اس کو پڑھے، اس کو جانکنی کی تکلیف نہیں ہوگی۔

خواص سورۂ عبس

اس کی تلاوت نظر کی کمزوری اور توندھے کیلئے مفید ہے۔

خواص سورۂ تکویر

یہ سورۃ پڑھ کر آنکھوں پر دَم کرنے سے آشوبِ چشم اور جالا وغیرہ دُور ہو جاتا ہے اور اگر اس سورہ کو زعفران سے لکھ کر سات روز تک نامرد کو پلایا جائے تو اُمید ہے کہ انقلاب حال شروع ہو جائے گا۔

خواص سورۂ انفطار

اس کی تلاوت کی برکت سے قیدی جلد چھوٹ جاتا ہے۔

خواص سورۂ تطفیف

جس چیز پر یہ سوہ پڑھ دو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ دیمک سے محفوظ رہے گی اور اگر لکھ کر بانجھ عورت کے گلے میں تعویذ پہنا دو تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صاحبِ اولاد ہو جاتی ہے۔

خواص سورۂ انشقاق

جس بچے کا دُودھ چھڑانا ہو اسے اس سورہ کا تعویذ پہنا دو! دردِزہ کی تکلیف میں گڑ اور پانی پر دَم کر کے پلانے سے بہت جلد پیدائش ہو جاتی ہے۔

خواص سورۂ بروج

عصر کے بعد تلاوت کرنے سے پھوڑے پھنسی سے نجات مل جاتی ہے۔

خواص سورۂ طارق

اگر کان میں گونج یا درد پیدا ہو جائے تو اس کو پڑھ کر دَم کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا اور بواسیر کا مریض پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد شفاء پائے گا۔

خواص سورئہ اعلیٰ

اگر مسافر پڑھتا رہے سفر کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ غاشیہ

اس کو پڑھ کر دَم کرنے سے مریض کو شفاء ملتی ہے۔

خواص سورۂ فجر

آدھی رات کو پڑھ کر بیوی سے صحبت کریں تو نیک بخت اولاد پیدا ہوگی۔

خواص سورۂ والشمس

اس کو پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے اگر بکری کے دودھ پر دَم کر کے بدزبان آدمی کو پلاؤ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بدزبانی جاتی رہے گی۔

خواص سورۂ اللیل

بچہ کی ولادت کے وقت اس کو تعویذ بنا کر بچے کو پہنا دو! بچہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہے گا، جاڑا بخار والے کو اس کا تعویذ بڑا نفع بخش ہے۔

خواص سورۂ والضّحیٰ

اس کو ۳۵ مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ بھاگا ہوا آدمی واپس آجائے گا۔

خواص سورۂ الم نشرح

جس مال پر خریدنے کے بعد تین مرتبہ اسے پڑھ دیا جائے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ خوب برکت ہوگی۔

خواص سورۂ والتین

اس کوروزانہ تین مرتبہ جو پڑھے گا اس کے اخلاق و کردار نہایت بہترین ہو جائیں گے اگر حاملہ عورت کو ابتداء حمل سے روزانہ یہ سورہ پاک دھودھو کر پلاتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا حسین وجمیل پیدا ہو جائے گا۔ سفید چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر پلائیں۔

خواص سورۂ اقراء

گنٹھیا اور جوڑوں کے درد کا علاج، ترکیب یہ ہے کہ نمازِ فجر سے پہلے سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر تلاوت کا ایک سجدہ کریں اور سجدے میں حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ڈ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ سات مرتبہ پڑھیں۔

خواص سورۂ قدر

جوشخص روزانہ اس کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکی عزت بڑھادے گا۔

خواص سورۂ بینه

یہ برص اور یرقان کا علاج ہے، ترکیب یہ ہے کہ اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ زلزال

یہ سورۃ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے، اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ والعادیات

جس آدمی یا جانور کو نظر لگی ہو اس پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دَم کرو نظر دفع ہو جائے گی۔ دردِ جگر والے کو یہ سورۃ لکھ کر دھو کر تین دِن تک پلائیں۔

خواص سورۂ القارعه

اس سورہ کو ایک سو مرتبہ پڑھ دینے سے نظر دفع ہو جاتی ہے مکان میں لکھ کر لگانے سے بلاؤں سے امان اور حفاظت رہتی ہے۔

خواص سورۂ تکاثر

یہ سورۃ ہزار آیتوں کے برابر ہے اسکو تین سو مرتبہ پڑھنے سے قرض بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جائے گا اگر کسی مردہ سے ملاقات کرنی ہو تو اس سورہ کو شبِ جمعہ میں ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر سو جاؤ!

خواص سورۂ والعصر

اس کو پڑھنے سے غم دُور ہو جاتا ہے مصیبت زدہ پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دَم کر دو۔

خواص سورۂ الھمزہ

دشمن کے شر سے حفاظت کیلئے روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ پڑھو۔

خواص سورۂ فیل

دشمن کے شر سے حفاظت کیلئے اس سورہ کو ایک سو مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگو!

خواص سورۂ قریش

جان کی حفاظت اور فاقہ سے امن کیلئے روزانہ اس سورہ کو ستائیس مرتبہ پڑھنا بہت مفید ہے۔

خواص سورۂ الماعون

بڑی مشکل پیش آ جائے تو اس سورہ کو ہزار مرتبہ پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۂ الکوثر

لا ولد صاحبِ اولاد ہو جائے اس کیلئے اس سورہ کو روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے، تین ماہ تک پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ حمل قرار پا جائے گا اور آدمی صاحبِ اولاد ہو جائے گا۔

خواص سورۂ کافرون

یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ جو ضرورت مند اتوار کے دِن طلوعِ آفتاب کے وقت دس مرتبہ اس سورہ کو پڑھے اس کا کام بن جائے گا۔

خواص سورۂ اللھب

دُشمنوں کی مغلوبیت کیلئے اس سورۃ کو بکثرت پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۂ اخلاص

یہ سورۂ پاک تہائی قرآنِ مجید کے برابر ہے جو بیمار اپنی بیماری کے زمانے میں اس کو پڑھتا رہے اگر وہ اسی بیماری میں مرگیا تو حدیث شریف کا بیان ہے کہ وہ قبر کے دبوچنے اور قبر کی تنگی کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دِن فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے کر اور اپنے بازوؤں پر بٹھا کر پل صراط پار کرادیں گے اور جنت میں پہنچادیں گے۔

جو شخص اس سورہ کو صبح وشام تین تین مرتبہ نیچے لکھی ہوئی دُعا کی صورت میں پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر دُعا پوری ہوگی پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اَحَدٌ لَاتُسَلِّطْ عَلٰی اَحَدٍ وَلَاتُحَوِّجْنِیْ اِلٰی اَحَدٍا وَاَغْنِنِیْ یَارَبِّ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ بِفَضْلِ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اِلٰھِیْ یَامَنْ ھُوَقَدِیْمٌ دَائِمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَااَوَّلُ یَااٰخِرُ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَافَرْدُیَافَرْدُیَا صَمَدُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ

خواص سورۂ الفلق و الناس

صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ (امن وپناہ کے باب میں) سورۂ فلق اور سورۂ الناس جیسی کوئی سورہ نہ دیکھو گے ان دونوں سورتوں میں جن وشیطان اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کی بے نظیر تاثیر ہے ان کو عمل میں لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسحور پر سو مرتبہ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر دَم کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ سحر کا اثر زائل ہوجائے گا اور اگر پانی پر اتنی ہی بار پڑھ کر دَم کردیا جائے اور پلایا جائے جب بھی جادو ٹوٹ جائے گا۔

۲۔ اگر گیارہ گیارہ مرتبہ بھی پڑھیں جب بھی فائدہ ہوگا مگر کئی روز تک ایسا کرنا ہوگا۔

۳۔ جن بچوں کو ان دونوں سورتوں کا تعویذ پہنا دیا جائے تو وہ جن وشیطان اور تمام زہریلے جانوروں سے محفوظ رہیں گے۔

(فیوضِ قرآنی)

دوسرے مختلف عملیات

دماغ کی کمزوری

پانچوں نمازوں کے بعد سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ یَاقَوِیُّ پڑھو!

نظر کا کمزور ہونا

پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ یَانُوْرُ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دَم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں لکنت

فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ

اختلاج قلب

یہ آیت بِسْمِ اللّٰه سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں، ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دِل پر پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

درد شکم

یہ آیت پانی وغیرہ پر تین مرتبہ پڑھ کر پلا دیں یا لکھ کر پیٹ پر باندھ دیں۔

لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزِفُوْنَ

تلّی بڑھ جانا

اس آیت کو لکھ کر تلّی کی جگہ باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَةٌ

ناف ٹل جانا

اس آیت کو ناف کی جگہ باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا

بخار

اگر بغیر جاڑے کے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں اور اسی کو پڑھ کر دَم کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ قُلۡنَا یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ

اور اگر بخار جاڑے کے ساتھ ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖہَا وَمُرۡسٰہَا اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

پھوڑا پھنسی

پاک صاف ڈھیلا پیس کر اس پر یہ دُعا پڑھ کر تھوک دیں اور اس مٹی پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ پر دِن میں دو چار مرتبہ مَل لیا کریں، چاہے پھوڑے پر یہ مٹی لگا کر پٹی باندھ دیں۔

گھر میں سے سانپ بھگانا

لوہے کی چار کیلیں لے کر ایک ایک کیل پر پچیس پچیس مرتبہ یہ آیت دَم کر کے مکان کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہیں رہے گا اور آسیب بھی چلا جائے گا، آیت یہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اِنَّہُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا وَّاَکِیۡدُ کَیۡدًا ۝ فَمَہِّلِ الۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡہِلۡہُمۡ رُوَیۡدًا

باؤلے کتے کا کاٹ لینا

اوپر ذکر کی ہوئی آیت کو روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلا دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو باولا پن اور ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ پن

چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات مرتبہ اس آیت کو پڑھے، اور جس دِن عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے اس دِن سے ایک لونگ روز مرّہ سوتے وقت کھانا شروع کر دے، اور اس پر پانی نہ پئے، اور اس درمیان میں ضرور شوہر کے ساتھ سوئے، آیت یہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَوۡ کَظُلُمٰتٍ فِیۡ بَحۡرٍ لُّجِّیٍّ یَّغۡشٰہُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِہٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِہٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُہَا فَوۡقَ بَعۡضٍ اِذَاۤ اَخۡرَجَ یَدَہٗ لَمۡ یَکَدۡ یَرٰىہَا وَمَنۡ لَّمۡ یَجۡعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوۡرًا فَمَا لَہٗ مِنۡ نُّوۡرٍ

ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اولاد ہوگی۔ (سورئہ نور رکوع آیت ۴۰)

حمل گر جانا

اس آیت کا تعویذ بنا کر کمر میں باندھے اور تعویذ ناف کے نیچے رہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حمل گرنے سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَاتَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَکُ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

پیدائش کا درد

یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھیں، یا سات مرتبہ گڑ پر پڑھ کر کھلائیں بچہ آسانی کے ساتھ پیدا ہوگا، وہ آیت یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَاالسَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ

بچہ زندہ نہ رہنا

اجوائن اور کالی مرچ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن سورج ڈھلنے کے بعد چالیس بار سورۂ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور ہر مرتبہ اجوائن اور کالی مرچ پر دَم کر کے اور شروعِ حمل سے دودھ چھڑانے تک روزانہ تھوڑی اجوائن اور کالی مرچ کھالیا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

بچوں کو نظر لگنا، یا رونا یا سوتے میں ڈر کر چونکنا

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بسم اللہ سمیت تین تین مرتبہ پڑھ کر بچے پر دَم کر کے اور یہ تعویذ لکھ کر بچے کے گلے میں پہنائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ہیضہ اور وبائی امراض میں

ان دِنوں میں ہر کھانے پینے کی چیز پر سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ پڑھ کر دَم کر لیا کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور جس کو مرض ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دَم کر کے کھلائیں پلائیں انشاء اللہ تعالیٰ شفاء حاصل ہوگی۔

چیچک کا گنڈہ

نیلا سات رنگ کا گنڈا لے کر اس پر سورۃ الرحمٰن پڑھیں اور ہر فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پھونک مار کر ایک گرہ لگادیں پھر یہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں، چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو انشاء اللہ تعالیٰ چیچک کی زیادہ تکلیف نہ رہے گی۔

دودھ کم ہونا

یہ دونوں آیتیں نمک پر سات مرتبہ پڑھ کر اُرد کی دال میں کھلائیں اور بسم اللہ سمیت دونوں آیتوں کو پڑھیں، پہلی آیت!

وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَاَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

اور دوسری آیت

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ

جادو ٹونا کیلئے

یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پلائیں اور اسی پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو کسی بڑی لگن یا ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی پاک جگہ ڈال دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبْطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَایُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پوری پوری سورہ ایک ایک مرتبہ!

ایام ماہواری کی کمی

اگر ایام ماہواری کی کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیات کو لکھ کر گلے میں ڈالیں اور ڈورا اتنا بڑا ہو کہ تعویذات ناف کے نیچے پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ

ایّامِ ماہواری کی زیادتی

اگر کسی عورت کو ایام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیتوں کو لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالیں اور ڈورا اِتنا بڑا ہو کہ تعویذ ناف کے نیچے پڑا رہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

غائب کو واپس لانا

اگر کسی کا لڑکا یا کوئی بھی کہیں چلا گیا ہو اور لا پتہ ہو گیا ہو تو اس کو واپس لانے کیلئے نیچے کی آیتوں کو لکھ کر اس تعویذ کو نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر کی اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے، پتھر نہ ہو تو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان اس کو دبا دینا چاہئے اور لفظ فلاں کی جگہ اس لا پتہ کا نام لکھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰہَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ یَاهَادِیَ الضَّالِّ وَیَارَآدَّ الضَّآلَّةِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ فُلَانٍ

غریبی دُور ہونے کیلئے

بعد نمازِ عشاء اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں گیارہ مرتبہ تسبیح یَامُعِزُّ کی پڑھ کر دُعا مانگیں اور چاہیں تو یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کریں کہ بعد نمازِ عشا آگے پیچھے سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانہ یَاوَهَّابُ پڑھ کر دُعا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ روزی میں فراخی اور برکت ہوگی۔

بچوں کا زیادہ رونا

یہ تعویذ لکھ کر بچوں کے گلے میں پہنائیں۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَاتَبْكُوْنَ وَلَبِثُوْافِىْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا

ب	ط	د
ز	ہ	ج
و	ا	ح

سر درد کیلئے

یہ دُعا پڑھ کر بار بار سر پر دَم کریں اور اسی کو لکھ کر سر میں باندھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ بِيَدِهِ الشِّفَآءُ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَافِى السَّمَآءِ

سر درد آدھا سیسی

یہ تعویذ لکھ کر سات تار کورے سوت کے دھاگہ میں باندھ کر سر میں باندھیں اور جس طرف درد ہو اُدھر تعویذ رہے۔

۷۸۶

ف	محمد
مصطفٰی	مرتضٰی

☆ صَلَّى اللّٰهُ تعالىٰ عَلَيْهِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الشَّرِيْفِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ ☆

چند مفید باتیں

۱۔ اس درود شریف کو بعد نمازِ جمعہ مدینہ منورّہ کی طرف رُخ کر کے اور ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر ایک سو مرتبہ پڑھیں تو دین و دُنیا کی بے شمار نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

۲۔ مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھ کر داخل ہوں اور یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

۳۔ مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالو! اور یہ دُعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ

۴۔ چاند دیکھ کر یہ دُعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّی وَرَبُّکَ اللّٰهُ یَاهِلَالُ

۵۔ کشتی اور جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دُعا پڑھ لیں امن و امان سے سفر تمام ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَآ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

۶۔ موٹر، ٹرین، رکشہ، ہوائی جہاز وغیرہ پر سوار ہوتے وقت یہ دُعا پڑھو! سلامتی سے رہو گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّالَهٗ مُقْرِنِیْنَ

۷۔ جب سونے لگے تو یہ دُعا پڑھ لے۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی

۸۔ جب سو کر اُٹھے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

۹۔ جب کوئی ڈراؤنا یا بُرا خواب دیکھے اور آنکھ کھل جائے تو تین مرتبہ یہ پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر تین مرتبہ بائیں طرف تھوکے پھر اگر سونا چاہے تو کروٹ بدل کر سو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ بُرے خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

۱۰۔ جب آسمان سے کوئی تارا ٹوٹتا ہوا نظر آئے تو نگاہ نیچی کر لے اور یہ دُعا پڑھے۔

مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۱۱۔ کوڑھی، اندھے، لنگڑے وغیرہ مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو یہ دُعا پڑھ لے انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض اور مصیبت سے محفوظ رہے گا، مگر زکام وآشوبِ چشم اور خارش کے مریضوں کو دیکھ کر یہ دُعا نہ پڑھے کیونکہ ان بیماریوں سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے وہ دُعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلاَ کَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً

۱۲۔ زہریلے جانوروں سے حفاظت کیلئے یہ دُعا صبح وشام کو پڑھ لیا کرو۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ

اس دُعا کو جو صبح پڑھ لے وہ دِن بھر زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے وہ رات بھر ان جانوروں سے امن وامان میں رہے گا۔

۱۳۔ قرض ادا ہونے کی دُعا۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلاَلِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ اور صبح وشام سو مرتبہ روزانہ پڑھے اور اوّل وآخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لے۔

۱۴۔ بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھ لے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَحَیٌّ لَّایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ

۱۵۔ جب نیا لباس پہنے تو یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَااُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ

۱۶۔ جب آئینہ دیکھے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ کَمَاحَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ

۱۷۔ جب کسی کو رُخصت کرے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہُ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ

۱۸۔ سفر کیلئے روانہ ہوتے وقت یہ دُعا پڑھ لے تو امن و سلامتی کے ساتھ سفر تمام ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِ ناھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَاتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا ھٰذَا السَّفَرَ وَاطْوِعَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ

۱۹۔ جب سفر سے واپس ہو تو یہ دُعا پڑھے۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

۲۰۔ جب کسی منزل یا اسٹیشن پر اُترے تو یہ دُعا پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُبٰرَکًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ

۲۱۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے کے بعد اس دُعا کو پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ

۲۲۔ کھانا کھانے کے بعد اس دُعا کو پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَھَدٰنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

۲۳۔ جب کوئی نعمت ملے تو یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

۲۴۔ ہر بلا، ہر نقصان سے امان ملنے کیلئے صبح کو اور شام کو تین تین مرتبہ اس دُعا کو پڑھ لے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر بلا اور ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۲۵۔ جب آندھی چلے تو یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَخَیْرِ مَااُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ

۲۶۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہئے۔

اَللّٰھُمَّ لَاتَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَاتُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ

(۱۰) میلاد شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ سَلِّمُوْا یَاقَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ مُصْطَفٰی مَاجَاءَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

آواز ہو بلند درود و سلام کی　　محفل ہے ذکر مولدِ خیر الانام کی

اللہ کا ہے وظیفہ اور قدسیوں کا بھی　　کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ

مَرْحَبَا، مَرْحَبَا رَسُوْلَ اللّٰہ

بھیج اے رب! میرے درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بزمِ ہستی کے تاجدار آئے　　گلشنِ دہر کی بہار آئے

جس کے دامن میں چھپ سکے دُنیا　　وہ رسول کرم شعار آئے

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بلکہ تمام عالم اور سارے جہان کے پیدا کرنے سے بہت پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس نور سے اپنی تمام کائنات کو شرفِ وجود سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے خلق فرمایا وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ اور میں اللہ کا نور ہوں۔

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ　　مَرْحَبَا مَرْحَبَا رَسُوْلَ اللّٰہ

بھیج اے رب میرے درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام

برسہا برس بلکہ ہزاروں برس تک یہ نور محمد خداوندِ قدّوس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول و مصروف رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس مقدس نور کو ان کی پیشانی میں امانت رکھا اور جب تک خداوندِ عالم کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام بہشت کے باغوں میں اپنی بیوی حضرت حوّا کے ساتھ سکونت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تک خداوندِ عالم کے حکم سے حضرت آدم و حوّا علیہما السلام بہشت بریں سے روئے زمین پر تشریف لائے اور بال بچوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا تو نورِ محمدی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ وہ آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہوا اور سلسلہ بسلسلہ درجہ بدرجہ نورِ محمد

مقدس پیٹھوں سے مبارک شکموں کی طرف تفویض ہوتا رہا، اور جن جن مقدس پیشانیوں میں یہ نور چمکتا رہا ہر جگہ عجیب عجیب معجزات وخوارقِ عادات کا ظہور ہوتا رہا اور اس نور پاک کی برکتوں کے فیوض طرح طرح سے ظاہر ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہو گئے اور تمام فرشتوں نے ان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہی نور جب حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تو طوفان میں اسی نور کی بدولت ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی اور اسی نورِ محمدی کا فیضان تھا کہ جن بلند شعلوں کے اوپر سے کوئی پرند بھی نہیں گزر سکتا تھا۔ ایک دَم ٹھنڈی اور سلامتی و راحت کا باغ بن گئی۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی تشریف آوری کے مشتاق و منتظر رہے اور ہر دَور کے مقدس رسولوں کی جماعت آپ کی آمد کے انتظار میں آپ کی مدح وثناء کا خطبہ پڑھنے میں مشغول رہی۔ چنانچہ زمانے کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا یہ حال رہا کہ

خلیل اللہ نے جس کے لئے حق سے دُعائیں کیں ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں

جو بن کے روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا جسے یوسف نے اپنے حُسن کے نیرنگ میں پایا

دِل یحییٰ میں ارمان رہ گئے جس کی زیارت کے لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے

الغرض نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برابر ایک پیشانی سے دوسری پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا اور اپنے فیوض و برکات کے جلوؤں سے ہر دور کے لوگوں کو نورانیت بخشتا رہا یہاں، تک کہ یہ نور پاک حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ملا اسی نور اقدس کا طفیل تھا کہ ابرہہ بادشاہ حبش کا وہ لشکر جو کعبہ ڈھانے کیلئے چڑھائی کر کے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کی بدولت چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیلوں کی کنکریوں سے پورا لشکر مع ہاتھیوں کے ہلاک و برباد ہو گیا اور خدا کا مقدس گھر خانہ کعبہ ایک کافر کے حملوں سے سلامت رہا۔

سَلِّمُوْا یَاقَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ مُصْطَفٰی مَاجَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

حضرت عبدالمطلب سے یہ نور پاک منتقل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور حضرت عبداللہ سے آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا۔ ایام حمل میں طرح طرح کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا رہا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ ہر رات خواب میں ایک فرشتہ آ کر مجھے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت وخوشخبری سناتا رہا یہاں تک کہ وہ مقدس وقت قریب سے قریب تر ہوتا رہا کہ خزانہ قدرت کی سب سے زیادہ انمول دولت روئے زمین کی طرف متوجہ ہوا اور خداوندِ قدوس کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت کا ظہور ہو چنانچہ

ربیع الاوّل امیدوں کی دُنیا ساتھ لے آیا　　دُعاؤں کی قبولیت کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا
خدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی　　کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی

ربیع الاوّل کے مبارک مہینے کی بارہویں تاریخ آ گئی اس رات میں عجیب عجیب مناظرِ قدرت کے جلوے نظر آئے جن کے بیان سے زبان قاصر و عاجز ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار مقدس فرشتوں کی فوج لے کر آسمان سے حرمِ کعبہ میں اُتر پڑے، سبحان اللہ!

یکایک ہو گئی ساری فضا تمثال آئینہ　　نظر آیا معلّق عرش تک اک نور کا زینہ
خدا کی شانِ رحمت کے فرشتے صف بہ صف اُترے　　پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اُترے

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں جا کر خداوند قدوس کے حضور سربسجود ہو کر دُعا مانگتے کہ یا اللہ! جلد اپنے محبوب کو دُنیا میں بھیج دے اور ایک مرتبہ کاشانۂ نبوّت پر حاضر ہو کر بصد ذوق و شوق التجائیں کرتے کہ اِظْهَرْ يَاسَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اِظْهَرْ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّنَ اِظْهَرْ يَاشَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ یعنی اے تمام رسولوں کے سردار ظاہر ہو جایئے اور اے تمام نبیوں کے خاتم تشریف لایئے اور اے تمام گناہگارانِ اُمت کو اپنی شفاعت کی کملی میں چھپانے والے آقا جلد ظہورِ پُرنور فرمایئے یہی عالم تھا کہ صبح صادق نمودار ہوئی اور سارے جہان کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوئی کہ

ابھی جبریل اُترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے　　کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبداللہ کے گھر سے
مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آپہنچا!　　نجات دائمی کی شکل میں اسلام آپہنچا
مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے　　جناب رحمۃ للعالمین تشریف لے آئے
بعد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی　　امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

یعنی نبی آخرالزماں خاتمِ پیغمبراں حضور سید المرسلین رحمتہ للعالمیں صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور ہر طرف مبارکباد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور سرزمینِ حرم کا ذرّہ ذرّہ زبانِ حال سے یوں مترنم ریز تھا کہ

مبارک ہو کہ وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے　　گدائی کو زمانہ جس کے در پہ آنے والا ہے
فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے　　کہ سلطان جہاں محتاج پرور آنے والا ہے
چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو!　　خبر ذروں کو دو، مہر منور آنے والا ہے
حسن کہہ دے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر　　کہ اپنا پیشوا اپنی پیمبر آنے والا ہے

صلوٰۃ وسلام

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

السلام اے تاج والے　دو جہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے　عرش کی معراج والے

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

کاش حاصل ہو حضوری　دُور ہو جائے یہ دُوری
دیکھ لوں وہ شکل نوری　دل کی یہ حسرت ہو پوری

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

دُکھ بھرے نالوں کا صدقہ　ناز کے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ　بھیک دو لالوں کا صدقہ

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

تم شفیع المذنبیں ہو　سرورِ دُنیا و دیں ہو
صادق الوعد و امیں ہو　رحمۃٌ لِلّعالمین ہو

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

بانیِ محفل سن لو!　سامعین کے دِل کی سن لو!
رحم کے قابل کی سن لو!　عاشقِ بسمل کی سن لو!

یَا نَبِیْ سَلَامُ عَلَیْکَ　یَا رَسُوْلْ سَلَامُ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْب سَلَامُ عَلَیْکَ　صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ

حمدِ باری تعالیٰ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو | تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی خُو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو | ہنس کے بولا کہ اے طالبِ رنگ و بُو

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشکبو | صبح کو کر کے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا تو | سن کر کرنے لگا دمبدم ذکر ہُو

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو | کیوں چمن میں چہکتا ہے تو چار سُو
دیکھ کر گل کسے یاد کرتا ہے تُو | وجد میں بول اُٹھا وَحْدَہٗ، وَحْدَہٗ

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

جب پپیہے سے پوچھا اے نیم جاں | یاد میں کس کی کہتا ہے تو ''پی کہاں''
کون ہے ''پی ترا'' کیا ہے نام و نشان | بول اُٹھا وہی جس پہ شیدا ہے تو

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

میں نے قمری سے کی جا کے یہ گفتگو | گاتی رہتی ہے ''کوکو'' تو کیوں کوبکو
ڈھونڈتی ہے کسے کس کی ہے آرزو؟ | بولی سن میرا نغمہ ہے ''حَقُّ سِرُّہٗ''

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

آکے جگنو جو چمکا مِرے رو برُو | عرض کی میں نے اسے شاہد شُعلہ رُو
کس کی طلعت ہے تو کس کا جلوہ ہے تو؟ | یہ کہا جس کا جلوہ ہے ہر چار سُو

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

میں نے پوچھا یہ پروانے سے دوبدو | کس لئے شمع کی لَو پہ جلتا تُو
شعلہ نار میں کس کی ہے جستجو؟ | جلتے جلتے کہا اس نے ''یَا نُوْرَہٗ''

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

اعظمیؔ گرچہ بے حد گنہگار ہے | مجرم و بے عمل ہے خطا کار ہے
حق تعالیٰ مگر ایسا غفار ہے | اس کی رحمت کا نعرہ ہے لَاتَقْنَطُوْا

اللہ..........اللہ..........اللہ..........اللہ

فاتحه سلسله

شجرہ مبارکہ ہرروز بعد نمازِ فجر ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اس کے بعد درودِ غوثیہ سات مرتبہ، الحمد شریف ایک مرتبہ، آیۃَ الکرسی ایک مرتبہ، سورہ اخلاص سات مرتبہ، پھر دُرودِ غوثیہ تین مرتبہ پڑھ کر اِس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواحِ طیّبہ کو نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لئے دُعائے عافیت وسلامتی کریں ورنہ اس کا نام بھی شاملِ فاتحہ کرلیا کریں۔

درود غوثیه

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ!

پنج گنج قادری

بعد نمازِ فجر	یَاعَزِیْزُ یَااَللّٰہُ	بعد نمازِ ظہر	یَاکَرِیْمُ یَااَللّٰہُ
بعد نمازِ عصر	یَاجَبَّارُ یَااَللّٰہُ	بعد نمازِ مغرب	یَاسَتَّارُ یَااَللّٰہُ
بعد نمازِ عشاء	یَاغَفَّارُ یَااَللّٰہُ		

سب ایک ایک سو مرتبہ اوّل وآخر تین تین مرتبہ دُرود شریف ان کو روزانہ پڑھنے سے دین ودُنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہوں گی۔

برائے قضائے حاجات

۱۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَاشَرِیْکَ لَهٗ آٹھ سو چوہتر مرتبہ اوّل وآخر دُرود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ اس قدر متعین تعداد میں باوضو قبلہ رُو دوزانو بیٹھ کر تا حصولِ مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار پڑھتے رہیں۔ اِن شاءاللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۲۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل ساڑھے چار سو مرتبہ روزانہ تا حصولِ مراد پڑھیں، اوّل وآخر دُرود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ، جس وقت گھبراہٹ ہو اِسی کلمہ کو بکثرت پڑھیں، اِنشاءاللہ تعالیٰ مراد پوری ہوگی۔

۳۔ ”طفیلِ حضرتِ دستگیر دشمن ہوئے زیر“ بعد نمازِ عشاء ایک سو گیارہ مرتبہ اوّل وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف پڑھیں، یہ تینوں عمل نہایت مجرب اور آسان ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

مناجات

یاالٰہی! ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گورتیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
ساقیٔ کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب بہیں آنکھیں حساب جرم سے
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب رضا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہو